ٹخنوں سے نیچا کپڑا پہننے والے کی امامت

ٹخنے ڈھانکنے والے کی امامت صحیح نہیں:

سوال: ایسے امام کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے، جو شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھنے کا عادی ہو؟

الجواب

شلوار، پاجامہ آدھی پنڈلی تک رکھنا سنت نبوی ہے، ٹخنوں تک رکھنے کی اجازت ہے اور ٹخنوں سے نیچے رکھنا حرام ہے،(۱) اور نماز میں یہ فعل اور بھی برا ہے، جو امام شلوار، پاجامہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے کا عادی ہو، اگر وہ اس سے باز نہ رہے تو اس کو امامت سے ہٹا دینا ضروری ہے۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴۴۴/۳)

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: سمعت رسو ل الله صلى الله عليه وسلم يقول: إزارة المؤمن إلى أنصاف ساقيه، لاجناح عليه فيما بينه وبين الكعبين، وما أسفل من ذلك ففي النار، قال ذلك ثلاث مرات. ولاينظر الله يوم القيامة إلى من جر إزاره بطراً. {رواه أبو داؤد وابن ماجة} (مشكوة، ص: ۳۷٤) (كتاب اللباس، الفصل الثاني، رقم الحديث: ٤٣٣١ (موطأ الإمام مالك ت: عبدالباقي، باب ماجاء في إسبال الرجل ثوبه (ح: ۱۲) / سنن ابن ماجة، باب موضع الإزار أين هو (ح: ۳٥۷۳) انيس)

اعلم أن النبي صلى الله عليه وسلم نظر إلى عادات العجم وتعمقاتهم في الإطمئنان بلذات الدنيا فحرم رؤوسها وأصولها وكره ما دون ذلك لأنه علم أن ذلك مفض إلى نسيان الدار الآخرة مستلزم للإكثار من طلب الدنيا. فمن تلك الرؤوس اللباس الفاخر فإن ذلك أكبر هممهم وأعظم فخرهم والبحث عنه بوجوه: منها الإسبال في القميص والسراويلات فإنه لا يقصد بذلك الستر والتجمل اللذين هما المقصودان في اللباس وإنما يقصد به الفخر وإراءة الغنى نحو ذلك والتجمل ليس إلا في القدر الذي يساوي البدن قال صلى الله عليه وسلم: لا ينظر الله يوم القيامة إلى من جر إزاره بطرا. وقال صلى الله عليه وسلم: إزارة المؤمن إلى أنصاف ساقيه لا جناح عليه فيما بينه وبين الكعبين وما أسفل من ذلك ففي النار. (حجة الله البالغة، اللباس والزينة والأواني ونحوها: ۲۹۳/۲، دار الجيل بيروت. انيس)

(۲) وعلى المسلم أن يحذر الإسبال الذي وقع كثيرون لا سيما الشباب فإنه محرم وفيه وعيد عظيم وقد ثبت بنصوص كثيرة بلغت مبلغ التواتر ومن ذلك حديث أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار، وعنه أيضا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ينظر الله يوم القيامة إلى من جر إزاره بطرًا، وعن ابن الجري-جابر سليم-أن النبي صلى الله عليه وسلم قال له: وإياک والإسبال فإنه من المخيلة. ومن هذه الأدلة وغيرها يؤخذ ما يلي: أولا: أن الإسبال منهي عنه مطلقا ==

ٹخنوں سے نیچا پائجامہ پہننے والے کی امامت:

سوال: امام کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچا ہے، سجدہ میں جاتے وقت دونوں ہاتھوں سے پاجامہ کو اوپر کو چڑھا لیتے ہیں اور پھر سجدہ میں جاتے ہیں، یہ فعل نماز میں ہر رکعت میں برابر جاری رہتا ہے، ان سے کہا گیا تو جواب دیا کہ قسم خدا کی اب دونا کروں گا۔ ایسی حالت میں نماز ہم مقتدیوں کی ہوجائے گی، یا نہیں؟ اور ہم نماز ان کے پیچھے پڑھیں، یا نہیں؟ یا علاحدہ پڑھ لیا کریں؟

الجواب

امام مذکور کو ایسا نہ کرنا چاہیے؛ کیوں کہ اول تو ٹخنوں سے نیچا پاجامہ خارج نماز سے پہننا بھی حرام اور ممنوع ہے، (۱) یہ امر موجب فسق امام ہے، (۲) اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور امام بنانا فاسق کو بدون توبہ کے مکروہ ہے، (۳) اور

== وأما ماورد على التقييد فلا يفيد أن النهى مختص به لأمرين: الأول: أن الحكم مختلف فإن الوعيد فى حال الخيلاء يختلف عن الوعيد فى غير الخيلاء وعليه فلا يحمل المطلق على المقيد فإن الإسبال للخيلاء كبيرة وإن كان غير الخيلاء فهو محرم ويخشى أن يكون من الكبائر. الثانى: أن الإسبال ذاته خيلاء لقوله صلى الله عليه وسلم: وإياك والإسبال فإنه من المخيلة. ثانياً: فى الإسبال مفاسد ومخالفات عديدة ففيه مخالفة السنة فى اللباس وارتكاب النهى والخيلاء والإعجاب بالنفس وفيه التشبه بالنساء وفيه الإسراف بتعريض الملبوس للنجاسة والقذر ومسح مواطىء الأقدام وقبل هذا كله التعرض للوعيد الشديد فى الدنيا والآخرة. (الجامع لأحكام الصلاة، الحكم الثانى حسن اللباس: ۱۳٦/۱، الكتاب العالمى للنشر بيروت. انيس)

ويكره تقديم العبد ... والفاسق. (الهداية متن فتح القدير، باب الإمامة: ۳۵۰/۱، دار الفكر بيروت)

(۱) ما نزل عن الكعبين من القميص والسراويل والإزار وغيرها عن ملابس الالرجل إن كان خيلاء فهو حرام وإلا فمكروه. (فتاویٰ النووى، تطويل الثوب والعذبة: ٦۰/۱، دار البشائر الإسلامية. انيس)

واختلفوا فى إطالتها إلى أسفل من الكعبين من غير كبر ولا اختيال ولاحاجة فذهب الجمهور إلى الكراهة التنزيهية. (الموسوعة الفقهية الكويتية، علاج الكبر: ۱۷۰/۳٤، مطابع دار الصفوة مصر، انيس)

(۲) الاختيال فى اللباس يحدث بسبب تجاوز حد الاعتدال والقصد فيه مع عدم وجود الداعية إلى ذلك. والنية والقصد هما الأصل فى ذلك وحد الاعتدال والقصد فى اللباس يكون باتباع ما ورد فى صفة اللباس من آثار صحيحة واجتناب ما ورد النهى عنه وللعرف مدخل فى ذلك ما لم يلغه الشرع وفى المواهب: ماكان على من ذلك على سبيل الخيلاء فلا شك فى تحريمه وماكان على طريق العادة فلا تحريم فيه. ما لم يصل إلى جر الذيل الممنوع منه ونقل القاضى عن العلماء كراهة كل ما زاد على العادة فى اللباس لمثل لابسه فى الطول والسعة. (الموسوعة الفقهية الكويتية، مادة إختيال، ب: الإختيال فى اللباس: ۳۲۱/۲، دار السلاسل الكويت. انيس)

(۳) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفير)

ثانیاً نماز میں بار بار ایسی حرکت کرنا بھی نہیں چاہیے کہ اس میں بھی کراہت ہے،(۱) اور بعض صورتوں میں خوف فساد صلوٰۃ ہے،(۲) بہرحال امام مذکور کو فعل مذکور سے روکنا چاہیے اور اگر وہ باز نہ آوے تو اس کو معزول کر دینا چاہیے اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو اسی کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے اور جماعت کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔(۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۱۱۷)

ٹخنوں سے نیچا پائجامہ پہننے والے کی امامت:

سوال: اگر امام کا پائجامہ ٹخنوں سے نیچا ہو تو اس کی امامت کیسی ہے؟

الجواب

قصداً اگر نیچا رکھتا ہو تو نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔(۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۲۶۳)

(۱) (و) كره (كفه) أي رفعه ولو لتراب كمشمر كم أوذيل (وعبثه به) أو بثوبه. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها: ۵۹۸/۱، ظفير)

(۲) (و) يفسدها أيضا (أكله وشربه) ولو ناسيا لأن كل واحد منهما عمل كثير ، قال في الخانية: لأنه عمل اليد والفم واللسان... ونبه بالأكل والشرب على أن العمل الكثير يفسد لا غيره واختلفوا في الفارق بينهما أقوال: فقيل: ما يعمل بيد واحدة قليل وباليدين كثير واختاره الفضلي وقيل مفوض إلى رأي المصلي إن استكثره فكثير مفسد وإلا لا، قال الحلواني: وهذا أقرب الأقوال إلى دأب الإمام وقيل الكثير ثلاث والقليل مادونه. (النهر الفائق، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲۷۳/۱، دار الكتب العلمية بيروت. انيس)

وقيل: العمل الكثير هو مايجزم الناظر إليه أنه ليس في الصلاة، قال الصدر الشهيد: هو الصواب، واختاره الفضلي، وأشار المصنف بقوله وهو المختار. (منحة السلوك في شرح تحفة الملوك، كتاب الصلاة، فصل ما يفسد الصلاة ومايكره: ۱۶۱/۱، وزارة الأوقاف قطر. انيس)

(۳) وفي النهر عن المحيط: صلى خلف فاسق أومبتدع نال فضل الجماعة. (الدر المختار)

أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد ؛ لكن لاينال كماينال خلف تقي وورع . (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفير) (مطلب: البدعة خمسة أقسام، انيس)

(۴) قصداً ٹخنے سے نیچے لنگی، پاجامہ وغیرہ کو نیچے کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ انیس

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار" . {رواه البخاري} (مشكوة، كتاب اللباس، ص: ۳۷۳) (الفصل الأول، رقم الحديث: ۴۳۱۴، انيس)

جب یہ ناجائز ہوا تو جو اس کا مرتکب ہوگا وہ فاسق ہوا، اور فاسق کی امامت مکروہ ہے۔

ويكره إمامة عبد، الخ، وفاسق. (الدر المختار على صدر رد المحتار، باب الإمامة: ۵۵۹/۱ـ ۵۶۰، دار الفكر بيروت. ظفير)

ٹخنہ تک جبہ پہن کر امام کے نماز پڑھانے کا حکم:

سوال: امام صاحب جب نماز پڑھاتے ہیں تو جبہ پہنے رہتے ہیں، اس سے ان کا ٹخنہ ڈھکا رہتا ہے اور جب سجدے میں جاتے ہیں تو ہاتھ سے اوپر کر کے سجدہ کرتے ہیں، کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی کراہت تو نہیں ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

نماز ہوجائے گی۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ:۳/۸۷-۸۸)

☆☆☆

(۱) نماز تو ہوجائے گی، البتہ ایسا کرنا بہتر نہیں ہے؛ کیوں کہ بار بار جبہ کو اٹھانا بسااوقات عمل کثیر کی وجہ سے مفسد صلوٰۃ ہونے کا اندیشہ ہے، نیز ایسا کپڑا پہننا جس سے ٹخنہ ڈھکا رہے، ٹخنہ سے نیچے رہنے کا امکان زیادہ ہے، جو کہ مکروہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے:

قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم: الإسبال فی الإزار والقمیص والعمامة من جر منها شیئاً خیلاء لم ینظر اللّٰہ إلیه یوم القیامة. (سنن أبی داؤد، باب الإسبال فی الصلاة (ح: ٤٠٩٤)/سنن ابن ماجة (ح: ٣٥٧٦)/سنن النسائی، إسبال الإزار (ح: ٥٣٣٤)/المعجم الکبیر للطبرانی، سالم عن ابن عمر (ح: ١٣٢٠٩) انیس)

تصویر کشی اور امامت

تصویر کھینچنے اور کھینچوانے والے کی اقتدا میں نماز کا حکم:

سوال: عرض اینکہ ماہِ رمضان المبارک میں ایک مسجد کے اندر ایک حافظِ قرآن صاحب جو مسجد میں تراویح کی نماز پڑھاتے ہیں، اسی مسجد میں پیش امام اور مسجد کے مدرسہ تعلیم القرآن میں مدرس بھی ہیں، حافظ صاحب کی اعانت کے لئے ایک نائب مدرس بھی ہے، جوان ہی حافظ صاحب کا شاگرد ہے۔ ۲۷/رمضان کی رات ختم قرآن کی مجلس میں جن بچوں نے اس سال قرآن شریف ختم کیا تھا اور جو بچے مائک پہ آ کر تلاوت کرر ہے تھے، ان بچوں کو خطیب مسجد کے ہاتھ سے انعام دیا جارہا تھا، اس وقت نائب مدرس نے تصویر کھینچنا شروع کر دیا، جس پر ایک شخص نے فوراً تصویر کشی سے منع کر دیا اور خطیب صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا تصویر کھینچنا مسجد میں جائز ہے؟ خطیب صاحب نے کہا مکروہ ہے۔ اس کے بعد وہ نائب مدرس اس صاحب (جنہوں نے منع کیا تھا) کے پاس آیا اور کہا کہ حافظ صاحب کی اجازت سے کیمرہ میں ریل بھری گئی ہے میں تصویر کھینچوں گا، حالاں کہ ان سے کہا گیا کہ دوبارہ حافظ صاحب سے پوچھ لو؛ مگر اس نے ضد کی اور جب حافظ صاحب تقریر کے لیے کھڑے ہو گئے تو ان کی کئی جانب سے تصویر کھینچی، حافظ صاحب نے اس کو منع نہیں کیا، بعد میں دوسرے روز حافظ صاحب نے قرآن پاک ہاتھ میں لے کر قسم کھائی کہ میں نے نہ اجازت دی ہے، نہ ریل بھروائی ہے۔ کیا مسجد میں تصویر کشی جائز ہے؟ ایسے امام کی اقتدا میں جس نے قسم کھا کر اپنی صفائی پیش کر دی ہو، نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب

تصویر کھینچنا اور کھینچوانا مسجد سے باہر بھی ناجائز ہے، خاص طور پر مسجد کو اس ناجائز فعل سے آلودہ کرنا تو اور بھی گناہ ہے۔(۱) اگر واقعۃً ان کی اجازت سے ریل بھری گئی تھی اور انہوں نے تصویر کھینچتے دیکھ کر قدرت کے باوجود منع نہیں

(۱) عن عبدالله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أشد الناس عذاباً يوم القيامة المصورون. (مصنف ابن أبي شيبة، في المصورين وماجاء فيهم (ح: ۲۵۲۰۹)/صحيح البخاري، باب عذاب المصوين يوم القيامة (ح: ۵۹۵۰)/صحيح مسلم، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب (ح: ۲۱۰۹) انيس)

عن سعيد بن أبي الحسن قال: كنت عند ابن عباس إذ أتاه رجل فقال: يا ابن عباس إنما معيشتي ==

کیا،اس کے باوجود قسم کھالی کہ میری اجازت سے تصویر نہیں کھینچی گئی تو انہوں نے سخت گناہ کا ارتکاب کیا، اگر وہ اس گناہ پر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلیں تو خیر، ورنہ اگر اصرار کریں تو انہیں اپنے اختیار سے امام نہیں بنانا چاہیے،(١) تاہم جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئیں، وہ ادا ہو گئیں ۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ١١/١١/١۴٠٨ھ (فتویٰ نمبر ٣٩/٢٣۴٠،ز)(فتاویٰ عثمانی: ١/۴٣٧-۴٣٨)

تصویر کھینچوانے والے کی امامت بعد توبہ:

سوال: ایک لیڈر کی وجہ سے ایک مجلس قائم ہوئی، اس میں امام صاحب بھی آئے، بلانے کی وجہ سے تمام مجمع کے ساتھ امام صاحب کی بھی تصویر لی گئی اور امام صاحب نے باوجود مسئلہ جاننے کے اپنی تصویر کھچوائی تو ان کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟ جب کہ وہ اپنی غلطی کا اب اقرار کرتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں ۔

الجواب

تصویر کھینچنا اور کھنچوانا شریعت میں حرام ہے ۔(٢) یہ بے شک ان سے غلطی ہوئی اور گناہ ہوا؛ لیکن جب کہ وہ امام صاحب اب توبہ کرتے ہیں تو نماز ان کے پیچھے بلا کراہت صحیح ہے ۔(٣) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ٣/١٣٨)

== من صنعة يدى و أنا أصنع هذه التصاوير فقال ابن عباس: لا أحدث إلا ما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من صور صورة فإن الله معذبه عليها يوم القيامة حتى ينفخ فيها الروح وليس بنافخ أبداً ،قال: فربا الرجل ربوة شديدة و اصفر وجهه فقال: ويحك،إن أبيت إلا أن تصنع فعليك بالشجر و كل شيء ليس فيه روح. (شرح معانى الآثار،باب الصور تكن فى الثياب (ح: ٦٩٣٩)انيس)

(١) وفى الدر المختار: ١/ ٥٥٩-٥٦٠،طبع ايچ ايم سعيد (كتاب الصلاة،باب الإمامة،مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد،انيس):ويكره إمامة عبد...وفاسق.

وفى الشامية،قوله:(وفاسق)من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة،ولعل المراد به من يرتكب الكبائر...

وفى المعراج قال أصحابنا: لاينبغى أن يقتدى بالفاسق إلخ،وفيه أيضاً: و أماالفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه وبأن فى تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا.

وفى الهداية: ١/ ١٢٢(باب الإمامة،انيس): ويكره تقديم العبد...والفاسق لأنه لايهتم لأمر دينه...وإن تقدموا اجاز لقوله عليه السلام صلوا خلف كل برٍّ وفاجر. إلخ.

(٢) وقد اتفق الفقهاء على أن صنعة التصاوير المجسدة لإنسان أو حيوان حرام على فاعلها سواء أكانت من حجر أو خشب أم طين أم غير ذلك، لما روى ابن عمر رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال: الذين يصنعون هذه الصور يعذبون يوم القيامة ،يقال:أحيوا ما خلقتم،وعن مسروق قال:دخلنا مع عبدالله بيتا فيه تماثيل فقال لتمثال منها: تمثال من هذا؟قالوا:تمثال مريم،قال عبدالله:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:إن أشد الناس عذابا يوم القيامة المصورون، والأمر بعمله محرم كعمله،الخ.(الموسوعة الفقهية الكويتية،حكم صنعها وبيعها واقتنائها: ٨/٧-٩،دار السلاسل الكويت،انيس)

(٣) قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "التائب من الذنب كمن لاذنب له". (مشكوة ، باب التوبة والاستغفار: ٢٠٦)(الفصل الثالث،رقم الحديث: ٢٣٦٣،انيس)

تصویر و پتلہ بنانے والے کی امامت:

سوال: ایک امام مسجد تصویر پتلے وغیرہ بناتے ہیں، ان کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۱۸۷)

گروپ فوٹو بنوانے والے امام کی اقتدا کا حکم:

سوال: ایک شخص کسی مسجد کا امام ہے، چند دوستوں کے درمیان بیٹھ کر شوقیہ تصویر بنواتا ہے اور پھر اس گروپ فوٹو کو بطور یادگار اپنے پاس رکھنے کے علاوہ دوستوں میں بھی تقسیم کرتا ہے، جس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ گویا عمل اس کے نزدیک جائز ہے، کیا ایسے امام کو امامت پر باقی رکھا جا سکتا ہے، یا اس کو معزول کرنا چاہیے؟

الجواب

بلاضرورت کسی ذی روح کی تصویر بنانا عندالشرع غیر مشروع ہے، چاہے کیمرہ سے بنائی جائے، یا قلم سے؛ تاہم ضروریات اس سے مستثنیٰ ہیں، بلاضرورت اس کا ارتکاب امور فسقیہ میں سے ہے، خاص کر جب کوئی امام اعلانیہ طور پر ان امور فسقیہ کا ارتکاب کر رہا ہو، ان معاصی پر اصرار کے باوجود اگر اس کے معزول کرنے میں فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو پھر بوجہ مجبوری اس کو باقی رکھا جا سکتا ہے؛ لیکن بہتر یہ ہوگا کہ کسی نیک امام کی اقتدا کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

(۱) ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا والآخِرَةَ وأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُهِيْناً﴾(سورة الأحزاب:۵۷)

عن عكرمة قال: الذين يؤذون الله ورسوله هم أصحاب التصاوير. (تفسير الطبرى، القول فى تأويل قوله تعالىٰ: إن الذين يؤذون، الخ: ۱۷۸/۱۹، دار هجر، انيس)

عن أبى هريرة قال: سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول: قال الله عزوجل: ومن أظلم ممن ذهب يخلق كخلقى فليخلقوا ذرة أو ليخلقوا حبة أو شعيرة. (صحيح البخارى، باب قوله تعالىٰ: والله خلقكم، الخ (ح: ۷۵۵۹) انيس)

عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول: "أشد الناس عذاباً عند الله المصورون". {متفق عليه}(مشكوة المصابيح، باب التصاوير: ۳۸۵)(كتاب اللباس، الفصل الأول، رقم الحديث: ۴۴۹۷)/ صحيح البخارى، باب عذاب المصورين يوم القيامة (ح: ۵۹۵۰)/صحيح مسلم، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب (ح: ۲۱۰۹) انيس)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تصویر کشی کو کبیرہ میں شمار کرتے ہوئے یہ باب قائم کیا:

الكبيرة الثامنة والأربعون التصوير فى الثياب والحيطان والحجر والدراهم وسائر الأشياء سواء كانت من شمع أو عجين أو حديد أو نحاس أو صوف أو غير ذلك والأمر باتلافها. (انيس)

ويكره إمامة عبد، إلخ، و فاسق. (الدر المختار، باب الإمامة، ظفير)

وسلم نے محض قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکنے کی وجہ سے ایک شخص کو امامت کرانے سے روک دیا تھا، تاہم یہ شخص اگر توبہ کر لے اور اس کام کو گناہ سمجھتا ہو اور اس پر اصرار نہ کرتا ہو تو پھر اس کی اقتدا میں کوئی حرج نہیں۔

عن عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنه قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: أشد الناس عذابًا عنداللّٰہ المصورون. {متفق علیه}(۱)

قال ابن عابدین: قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الإستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی، وآکل الربوٰ، ونحو ذلک، کذافی البرجندی. (۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۱۴۲/۳)

مسجد میں تصویر کشی کرنے والے کی امامت:

سوال: مسجد کی تقریب میں امام کے حکم پر ان کا معاون تصویر کشی کرتا ہے، منع کرنے پر امام کا حوالہ دیتا ہے، بعد ازاں امام صاحب دوسرے دن قسم کھا کر انکار کرتے ہیں، کیا یہ فعل درست ہے اور ایسے امام کا کیا حکم ہے؟

الجواب

تصویر بنانا خصوصاً مسجد کو اس گندگی کے ساتھ ملوث کرنا حرام اور سخت گناہ ہے۔ (۳) اگر یہ حضرات اس سے اعلانیہ توبہ کا اعلان کریں اور اپنی غلطی کا اقرار کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تو ٹھیک، ورنہ ان حافظ صاحب کو امامت اور تدریس سے الگ کر دیا جائے، ان کے پیچھے نماز ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴۴۹/۳)

فوٹو بنوانے والے امام کی اقتداء میں نماز مکروہ ہے:

سوال: ہمارے محلے کی مسجد کے امام صاحب جو کہ الحمدللہ حافظ قاری، عالم دین ہیں اور ماشاءاللہ شریعت کے پابند ہیں؛ لیکن ان میں یہ بات میں نے بارہا دیکھی اور محسوس کی کہ وہ تصاویر وغیرہ کھنچواتے ہیں، چوں کہ شریعت میں تصویر کھنچوانا اور کھنچنا دونوں حرام فعل ہیں، لہٰذا آپ مجھے بتائیں کہ ایسا کرنے والے کے پیچھے نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟

(۱) مشکوٰۃ، کتاب اللباس، باب التصاویر، الفصل الأول: ۳۸۵، رقم الحدیث: ۴۴۹۷) / صحیح البخاری، باب عذاب المصوین یوم القیامة (ح: ۵۹۵۰) / صحیح مسلم، باب لا تدخل الملائکة بیتا فیه کلب (ح: ۲۱۰۹) انیس

(۲) ردالمحتار علی الدرالمختار، باب الإمامة: ۵۶۰/۱ (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

وفی الهندیة: تجوز إمامة الأعرابی والأعمٰی والعبد وولد الزنا والفاسق، کذا فی الخلاصة، إلاأنها تکره، هٰکذا فی المتون. (باب الإمامة: ۸۵/۱) (الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغیره، انیس)

(۳) (وظاهر کلام النووی فی شرح مسلم الاجماع علیٰ تحریم تصویر الحیوان، وقال: وسواء صنعه لما یمتهن أولغیره فصنعته حرام بکل حال. (ردالمحتار: ۶۴۷/۱) (کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة ومایکره فیها، مطلب: إذا تردالحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة أولیٰ، انیس)

الجواب

اگر کسی قانونی مجبوری کے لیے بنوائی ہے تو نماز جائز ہے اور اگر شوق سے بنواتا ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۱)(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۴۴۹/۳۔۴۵۰)

مسجد میں فوٹو بنوانے سے منع نہ کرنے والے امام کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد میں نکاح کے وقت فوٹو لینا کیسا ہے؟ نیز اس امام کی امامت کا کیا حکم ہوگا کہ باوجود حاضر مجلس ہونے کے منع نہ کرے کیا، اس کی امامت درست ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: سراج الدین حقانی خطیب ڈومیل ضلع جہلم، ۱۹۸۶/۸/۱۰ء)

الجواب

مساجد اور بازار منکرات سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ لوگ اہل ورع پر غالب ہیں، لہٰذا امام مجبور ہوگا، ہاں نہی عن المنکر کا فریضہ اپنی جگہ لازم ہے، فوٹو کی حرمت عام مسلمانوں کو بھی معلوم ہے، (۲) تاہم اس امام کی اقتدا درست ہے۔(البحر الرائق)(۳) **وھو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ:۳۷۶/۲۔۳۷۷)☆

(۱) ویکرہ تقدیم الفاسق،إلخ.(فتح القدیر: ۲٤۷/۱،طبع:دار صادر،بیروت)(باب الإمامة،انیس)

(۲) عن عبد اللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: أشدالناس عذاباً عند اللّٰه المصورون.(مشکوٰة المصابیح: ۳۸۵/۲،باب التصاویر،الفصل الأول)(مصنف ابن أبی شیبة،فی المصورین وماجاء فیهم (ح: ۲۵۲۰۹)/صحیح البخاری،باب عذاب المصوین یوم القیامة (ح: ۵۹۵۰)/صحیح مسلم، باب لا تدخل الملائکة بیتا فیه کلب (ح:۲۱۰۹)/مستخرج أبی عوانة،بیان التشدید فی التصاویر (ح:۹۲۲۹)انیس)

(۳) قال العلامة ابن نجیم رحمه اللّٰه:وینبغی أن یکون محل کراهة الاقتداء بهم عند وجود غیرهم وإلافلا کراهة کمالایخفٰی.(البحر الرائق: ۳٤۹/۱، باب الإمامة)

☆ تصویر کشی کی شرعی حیثیت اور ترک جماعت پر وعید:

فوٹو خواہ دستی ہوا ہو یا مشین یا کسی آلہ یا نگیٹیو وغیرہ کسی بھی ذریعہ سے بنا ہو، سب کے اعتبار سے مطلقا فرمایا گیا ہے:

" أشد الناس عذابًا یوم القیمة المصورون"أو کما قال علیه السلام. (الصحیح لمسلم، کتاب اللباس،رقم الحدیث: ۲۱۰۹/۹۸)(باب لاتدخل الملائکة بیتاً فیه کلب)/مسند الحمیدی،أحادیث عبد اللّٰه بن مسعود (ح:۱۱۷)انیس)

اور ایک حدیث میں ہے کہ تصویر بنانے والے سے آخرت میں کہا جائے گا کہ تصویر تو بنائی اب اس میں روح بھی ڈال دو وہ روح نہیں ڈال سکے گا گرز پر گرز مارا جائے گا اور اس پر ہمیشہ ہمیشہ یہی عذاب ہوتا رہے گا۔("عن ابن عمر رضی اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم قال:الذین یصنعون الصور یعذبون یوم القیامة یقال لهم:أحیوا ما خلقتم ".(الصحیح المسلم، کتاب اللباس:رقم الحدیث: ۲۱۰۸/۹۷) (باب لاتدخل الملائکة بیتاً فیه کلب،انیس)

==

حرمین شریفین کے ائمہ کے پیچھے نماز کیوں جائز ہے، جبکہ وہاں بھی ویڈیو بنتی ہے:

سوال: گزشتہ چند دنوں سے آپ کے ایک فتویٰ کے حوالے سے یہ مسئلہ چھاپ کر شائع کیا جارہا ہے کہ مووی بنانے والے امام کے پیچھے نماز جائز نہیں؛ اس لیے ائمہ حرمین کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، کیا یہ فتویٰ آپ نے جاری کیا ہے؟ اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

میں نے ایک سوال کیا کہ ایسے امام کی اقتدا میں نماز جائز ہے، جو خود مووی (فلم) بنواتا ہو اور تصاویر وغیرہ کھنچواتا

== وفی روایة : من صور صورة فی الدنیا کلف أن ینفخ فیها الروح یوم القیامة ولیس بنافخ. (الصحیح المسلم، رقم الحدیث: ۲۱۱۰/۱۰۰)(باب لاتدخل الملائکة بیتاً فیه کلب عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما/صحیح البخاری،عن عبداللّٰہ بن عباس،باب من صور صورة کلف یوم القیامة أن ینفخ فیها الروح (ح:۵۹۶۳)/الأدب المفرد،باب من استمع إلی حدیث قوم وهم له کارهون (ح: ۱۱۵۹)/ مسند الإمام أحمد ،مسند عبداللّٰہ بن عباس (ح: ۳۲۷۲) ومن مسند أبی هریرة (ح:۱۰۵۴۹)/شرح السنة للبغوی،باب التصاویر ووعید المصورون (ح:۳۲۱۹)/معجم ابن عساکر (ح:۱۱)انیس) **فالأمان و الحفیظ.**

ان وعیدوں سے فوٹو اتارنے کے گناہ ومعصیت کا اندازہ ہوتا ہے اور اس کے مرتکب کی حیثیت شنیعہ بھی مفہوم ہوتی ہے اور ترک جماعت بلا عذر شرعی کرنیوالوں پر جو وعید وعذاب ہے وہ بھی بے انتہا شدید ہے، اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی میں آتا ہے کہ نو جوانوں کو حکم کروں کہ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لائیں اور ترک جماعت کرنے والوں کے گھروں کو ان لکڑیوں سے گھیر کر آگ لگادوں کہ وہ سب اسی میں جل کر خاک ہوجائیں، مگر عورتوں بچوں پر رحم آجانے سے چھوڑ دیتا ہوں۔("عن أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: والذی نفسی بیده لقد هممت أن آمر بحطب،فیحطب ثم آمر بالصلوٰة،فیؤذن لها آمر رجلاً فیؤم الناس،ثم أخالف إلٰی رجال،فأحرق علیهم بیوتهم، والذی نفسی بیده لویعلم أحد هم،أنه یجد عرقًاسمیناًأومرما تین حسنتین،لشهد العشاء"(صحیح البخاری مع فتح الباری: ۱۲۵/۲ (ح:۶۴۴)(باب وجوب صلاة الجماعة)/الصحیح لمسلم،باب فضل صلاة الجماعة وبیان التشدید (ح:۶۵۱)/سنن ابن ماجة،باب التغلیظ فی التخلف عن الجماعة (ح: ۷۹۱)/سنن أبی داؤد،باب فی التشدید فی ترک الجماعة (ح:۵۴۸)انیس)

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے:

"فقوله فی روایة المقبری:لولامافی البیوت من النساء والذریة یدل علی أنهم لم یکونوا کفارًا". (فتح الباری: ۲۷/۲)(باب وجوب صلاة الجماعة،انیس)

یہ معمولی اظہار غصہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے؛ اس لئے ان قبیح عادات پر مشتمل انسان کی امامت کا ادنیٰ حکم وہ ہوگا، جو نمبر ۵ میں بتلایا گیا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور ۱۴۰۰/۱۱/۵ھ۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ ۳۰۲/۱-۳۰۵)

ہو۔ یہ جواب دیا تھا کہ اگر امام خود قصداً مووی بنوائے تو اس کی اقتدا میں نماز جائز نہیں۔ اس مسئلے کو بنیاد بنا کر بعض لوگوں نے ائمہ حرمین شریفین کے خلاف مہم شروع کردی کہ ان کی اقتدا میں بھی نماز جائز نہیں، حالاں کہ مذکورہ سوال کے جواب میں کہیں بھی ائمہ حرمین کا تذکرہ نہیں تھا، جب کہ ہماری اطلاع کے مطابق ائمہ حرمین حنبلی المسلک ہیں اور ان کے مسلک میں بھی مووی اور تصاویر بنانا جائز نہیں۔(۱)

حرمین میں جو نمازیں ٹیلی کاسٹ کی جاتی ہیں، اس میں ائمہ حرمین کی مرضی کا دخل نہیں؛ اس لیے ان کی اقتدا میں نماز جائز ہے۔

بڑی محرومی کی بات ہوگی کہ بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی کے امام کی امامت میں نماز ادا نہ کی جائے اور ان ائمہ کو متنازع بنانے کی کوشش کی جائے، بیت اللہ شریف کی نماز کا ثواب ایک لاکھ اور مسجد نبوی- زاد اللہ شرفاً- میں نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔(۲)

---

(۱) "وصنعة التصاوير محرمة على فاعلها لما روى ابن عمر رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال: الذين يصنعون هذه الصور يعذبون يوم القيامة يقال له: أحيوا ما خلقتم". (الشرح الكبير على المقنع، فصل: وصنعة التصاوير محرمة على فاعلها: ۳۳۹/۲۱، دار هجر)/ وكذا فى المغنى لابن قدامة، فصل صنعة التصاوير: ۲۸۲/۷، مكتبة القاهرة، انيس)

"وصنعة التصاوير محرمة على فاعلها للإخبار والأمر بعلمها محرم كعملها". (المبدع فى شرح المقنع: ۲۳۷/۶، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

... لأن التصاوير محرمة للأحاديث الصحيحة الدالة على منع ذلك، فكيف يكون الشفاء فيه؟. (المدخل لابن الحاج المالكى، التداوى باليسير من الخمر: ۱۳۲/۴، دار التراث، انيس)

والثانى: أن تكون صور ذات أرواح من آدمى أو بهيمة فهى محرمة وصانعها عاص لماروى عن النبى صلى الله عليه وسلم لعن المصور، وقال: يؤتى به يوم القيامة فيقال له: انفخ فيه الروح وليس بنافخ فيه أبداً. (بحر المذهب للرويانى الشافعى، باب الوليمة والنثر: ۵۳۶/۹، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

وجوز فى الخلاصة لمن رأى صورة فى بيت غيره أن يزيلها ويجب عليه، ولو استأجر مصورا فلا أجر له لأن عمله معصية، كذا عن محمد. (النهر الفائق شرح كنز الدقائق، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۲۸۵/۱، دار الكتب العلمية بيروت/ البحر الرائق شرح كنز الدقائق، تغميض عينه فى الصلاة: ۳۱/۲، دار الكتاب الإسلامى/ حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، فصل فى المكروهات: ۳۶۲، دار الكتب العلمية بيروت/ ردالمحتار، فرع: لابأس باتخاذ المسبحة لغير رياء، الخ: ۶۵۰/۱، دار الفكر بيروت، انيس)

ويكره تقديم... الفاسق... إلخ. (فتح القدير: ۲۴۷/۱، طبع دار صادر، بيروت) (باب الإمامة، انيس)

(۲) فى شرح المشكوة: فإنه قال صلاته فى مسجد المدينة بخمسين ألف صلاة، وصلاته فى مسجد الحرام بمائة ألف صلاة. {رواه. ابن ماجة} (مرقاة المفاتيح: ۴۴۵/۱، الفصل الأول، باب المساجد ومواضع الصلاة) ==

اور جماعت کی صورت میں اس کا ثواب احادیث نبویہ کی روشنی میں کئی گنا بڑھ جاتا ہے؛ اس لیے اس جماعت میں ضرور شرکت کرنی چاہیے، ایک نماز سے محرومی بھی بہت بڑی محرومی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۴۵۰-۴۵۱)

☆☆☆

== عن أنس بن مالک قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: صلاة الرجل فی بیته بصلاة وصلاته فی مسجد القبائل بخمس وعشرین صلاة وصلاته فی الذی یجمع فیه بخمس مائة صلاة وصلاته فی المسجد الأقصیٰ بخمسین ألف صلاة وصلاته فی مسجدی بخمسین ألف صلاة وصلاة فی المسجد الحرام بمائة ألف صلاة. (سنن أبن ماجة، باب ماجاء فی الصلاة فی المسجد (ح: ۱٤۱۳) انیس)

☆ سوال: 31717

موجودہ زمانہ جدید ایجادات اور خیرہ کن ترقیوں کی اس بلندی پر ہے، جس کا اب سے صرف بیس پچیس سال قبل تصور بھی نہ ہو سکتا تھا، ان ایجادات نے ہر شخص کو متأثر کیا ہے، مثلاً ڈیجیٹل کیمرہ، موبائل فون کیمرہ اور کمپیوٹر کے دیگر آلات وغیرہ، سوال یہ ہے کہ ان کیمروں کے ذریعہ بنائی جانے والی تصاویر شرعاً تصویر کے حکم میں ہے یا نہیں؟ ان تصاویر کا پرنٹ نکال لیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ موبائل فون، ڈیجیٹل کیمرے یا کمپیوٹر میں اپنے اہل خانہ کی تصویر اتار کر محفوظ کرنے کا کیا حکم ہے؟

۲۔ جن احادیث میں تصویر اور تصویر سازی پر شدید وعید وارد ہوئی ہے، ان کی موجودگی میں علماء ''خواہ وہ سیاست سے تعلق رکھتے ہوں یا نہ'' کا کردار کس حد تک قابل تقلید یا قابل اصلاح رہ جاتا ہے؟

جواب: 31717

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتوی (د): 930=217-1432/5

۱۔ جاندار کی تصویر کشی اور اس کی ویڈیو گرافی چاہے کسی بھی طریقے سے اور کتنے ہی ترقی یافتہ آلے سے ہو، حرام ہے، اس کا پرنٹ بھی اسی حکم میں ہے، حدیث شریف میں وارد ہے: ''أشد الناس عذابًا یوم القیامة المصوّرون'' کہ تصویر بنانے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں ہوں گے۔ ایک دوسری جگہ ہے کہ ان سے کہا جائے گا ''أحیوا ما خلقتم'' کہ جس کو تم نے پیدا کیا ہے، اسے زندہ کرو، ان احادیث سے تصویر کشی کی حرمت وشناعت کا پتہ چلتا ہے، لہٰذا جاندار کی تصویر کشی، چاہے ڈیجیٹل کیمرے سے ہو، یا موبائل اور کمپیوٹر سے ہو، اپنے اہل خانہ کی ہو یا کسی اور کی، بہر صورت حرام ہوگی۔

۲۔ اس کا حکم نمبر ایک میں ذکر کی گئی تفصیل سے معلوم ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (دار الافتاء، دار العلوم دیوبند)

ٹی وی دیکھنے، ریڈیواور گانا سننے والے کی امامت

ٹی وی دیکھنے، گانا سننے والے کے پیچھے نماز :

سوال: جومولوی قاضی یا امام مسجد ٹی وی دیکھنے اور گانا سننے کا مشتاق ہو، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

جوشخص ٹی وی دیکھتا اور گانے سنتا ہو، وہ فاسق ہے،(۱) اس کوامامت سے ہٹا دیا جائے ،اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔(۲) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۴۵۲)

---

(۱) ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِىْ لَهْوَ الحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللَّهِ بِغَيرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰئِكَ لهُم عَذَابٌ مُهِيْنٌ﴾ (سورة لقمان: ٦) جمہورصحابہ وتابعین اور عام مفسرین کے نزدیک لہوالحدیث عام ہے، جس سے مراد گانا بجانا اوراس کا ساز وسامان ہے اور ساز وسامان، موسیقی کے آلات اور ہر وہ چیز جوانسان کوخیراور بھلائی سے غافل کردے اوراللہ کی عبادت سے دور کردے۔اس میں ان بدبختوں کا ذکر ہے جوکلام اللہ سننے سے اِعراض کرتے ہیں اور ساز وموسیقی، نغمہ وسروراور گانے وغیرہ خوب شوق سے سنتے اوران میں دلچسپی لیتے ہیں۔خریدنے سے مراد بھی یہی ہے کہ آلات طرب وشوق سے اپنے گھروں میں لاتے ہیں اور پھران سے لطف اندوز ہوتے ہیں-لہوالحدیث میں بازاری قصے کہانیاں، افسانے، ڈرامے، ناول اورسنسنی خیزلٹریچر، رسالے اور بے حیائی کے پرچار کرنے والے اخبارات سب ہی آجاتے ہیں اور جدید ترین ایجادات، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیوفلمیں، ڈش انٹینا وغیرہ بھی۔اللہ ہم سب کواپنا قریبی بننے کی توفیق دے۔آمین (انیس)

(۲) (ويكره إمامة فاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزانى وآكل الربوا ونحو ذالك، وفى الشامية وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن فى تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانة شرعاً. (رد المختار: ١/ ٥٥٩- ٥٦٠) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، انيس)

عن جابر بن عبد الله قال: خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "يا أيها الناس توبوا إلى الله قبل أن تموتوا وبادروا بالأعمال الصالحة قبل أن تشغلوا وصلوا الذى بينكم وبين ربكم بكثرة ذكركم له وكثرة الصدقة فى السر والعلانية ترزقوا وتنصروا وتجبروا واعلموا أن الله قد افترض عليكم الجمعة فى مقامى هذا فى يومى هذا فى شهرى هذا من يومى هذا إلى يوم القيامةفمن تركها فى حياتى أو بعدى وله إمام عادل أو جائر استخفافا بها أو جحودا بها فلا جمع الله له شمله ولا بارك له فى أمره ولا صلاة له ولا زكاة له ولا حج له ولا صوم له ولا بر له حتى يتوب فمن تاب تاب الله عليه ألالا تؤمّن امرأة رجلاً، ولا يؤم أعرابى مهاجراً ولايؤمن فاجر مومنًا إلا أن يقهر بسلطان يخاف سيفه وسوطه". {رواه ابن ماجة} (إعلاء السنن: ٧/ ٢٠١-٢٠٢) (سنن ابن ماجة، باب فى فرض الجمعة، انيس)

ٹیلی ویژن دیکھنے والے کی امامت:

سوال: ایسے امام کی اقتدا کرنا جو کہ ٹیلی ویژن دیکھتا ہو، جائز ہے؟
ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا ہے؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

ٹیلی ویژن دیکھنا ناجائز ہے اور ایسے امام کی اقتدا مکروہ تحریمی ہے؛ مگر نماز ہو جائے گی، لوٹانا ضروری نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۳؍صفر ۱۳۹۰ھ (احسن الفتاویٰ: ۲۸۸/۳)

حاجی نمازی ٹی وی دیکھنے والے کے پیچھے نماز ادا کرنا:

سوال: ایک شخص حاجی، نمازی، چھوٹی داڑھی، ٹی وی فلم، گانے وغیرہ سب ہی کچھ کرتا ہے اور پھر امامت کے لیے بھی تیار ہو جاتے ہیں تو کیا ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟

الجواب ـــــــــــــــ

جائز نہیں۔ (۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴۵۲/۳)

سوال مثل بالا:

سوال: امام صاحب سنیما دیکھتے ہیں، بینک سے سود کی رقم حاصل کرتے ہیں اور اپنے خرچ میں وغیرہ وغیرہ ان کے اعمال فسقیہ ظاہر ہیں، ان کی امامت کا کیا حکم ہے؟

هو المصوب ـــــــــــــــ

اگر واقعی یہ بات ہے کہ امام اعمال فسقیہ میں مبتلا ہیں اور ان اعمال سے ثابت ہو کر اپنی حالت نہیں بدلتا تو ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے، اگر بغیر فتنہ وفساد ان کو علاحدہ کر کے دوسرا امام کو مقرر کیا جا سکتا ہو تو ایسا کر لیا جائے، (۲) ورنہ

---

(۱) ويكره تقديم الفاسق؛لأنه لايهتم لأمر دينه. (فتح القدير: ۲٤٧/۱)/أيضا: رد المختار: ۵۵۹:۱-۵٦۰، باب الإمامة، مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد/وحديث جابر رضی الله عنه {سنن ابن ماجة، باب فی فرض الجمعة (ح: ۱۰۸۱)انيس)

عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: خالفوا المشركين، وفّروا اللّحىٰ وأحفوا الشوارب. (الصحيح للبخاری، باب تقليم الأظفار (ح: ۵۷۹۲)/الصحيح لمسلم، باب خصال الفطرة (ح: ۲۵۹)انيس)

(۲) وذكر الشارح وغيره أن الفاسق إذا تعذر منعه يصلی الجمعة خلفه وفی غيرها ينتقل إلٰی مسجد آخر وعلل له فی المعراج بأن فی غير الجمعة يجد إمامًا غيره. (البحر الرائق: ۶۱۱/۱)(باب الإمامة، العبد والأعرابی والفاسق والمبتدع، انيس)

"صلوا خلف کل بر وفاجر" (۱) کی روایت کو مدنظر رکھ کر ہر نیک و بد کے پیچھے نماز ادا کر لینی چاہیے، انتشار واختلاف سے ہر حال میں بچنا چاہیے۔ بخاری میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ باغیوں کا امام نماز پڑھاتا ہے تو آپ کی کیا رائے ہے، کیا ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں؟ تو آپ نے فرمایا: اچھے کام میں ان کے شریک ہو جاؤ، (۲) بہر حال مسلمانوں کے مابین نزاع کی صورت نہ اپنائی جائے۔ (۳)

تحریر: محمد ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۳۲۰-۳۲۱)

مسجد کی چھت پر رہائش پذیر ٹی وی دیکھنے والے امام کی اقتدا میں نماز:

سوال: ہمارے علاقے کی جامع مسجد کے پیش امام جو عرصہ دس ماہ سے مسجد کی بالائی چھت پر رہائش پذیر ہیں؛ یعنی مسجد کی حدود کے اندر رہتے ہیں، ان کے یہاں پر ٹی وی بھی ہے، جو اتنی زور سے بجایا، چلایا جاتا ہے کہ جس کی آواز سے نماز میں خلل واقع ہوتا ہے اور امام صاحب جو کہ امامت فرماتے ہیں، عشا کے صرف فرض پڑھا کر اوپر ٹی وی دیکھنے پہنچ جاتے ہیں؛ تاکہ ٹی وی ڈرامہ یا خبرنامہ نہ نکل جائے تو مسئلہ یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، اور مسجد کی حدود میں ٹی وی دیکھنا اور چلانا جائز ہے اور اگر ناجائز ہے تو ایسے امام کا کیا انتظام کیا جائے؟ نکال دیا جائے، یا سزا دی جائے؟

الجواب

ٹی وی دیکھنا اور وہ بھی مسجد کی چھت پر گناہ کبیرہ اور انتہائی غلط کام ہے، ایسا شخص اس لائق نہیں کہ اس کو امام رکھا جائے، اس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (۴) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۴۵۳)

(۱) سنن الدار قطني، كتاب العيدين، باب صفة من تجوز الصلاة معه، رقم الحديث: ١٧٨٨/ السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الجنائز، باب الصلاة علىٰ من قتل نفسه، رقم الحديث: ٧٠٨٠۔

(۲) عن عبيد الله بن عدي بن خيار: أنه دخل علىٰ عثمان بن عفان وهو محصور فقال: إنك إمام عامة، ونزل بك ماترى ويصلي لنا إمام فتنة ونتحرج فقال: الصلاة أحسن ما يعمل الناس، فإذا أحسن الناس فأحسن معهم، وإذا أساؤا فاجتنب إساء تهم. (صحيح البخاري، كتاب الجماعة والإمامة، باب إمامة المفتون والمبتدع، رقم الحديث: ٦٩٥)

(۳) نیز تنہا نماز پڑھنے کے مقابلے فاسق کی امامت میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ وقال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: "فإن أمكن الصلاة خلف غيرهم فهو أفضل وإلا فالإقتداء أولىٰ من الإنفراد ... وإن كراهة تقديمه كراهة تحريم". (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ١/٥٥٩-٥٦٠، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۴) يكره تقديم الفاسق، إلخ. (فتح القدير: ١/٢٤٧، باب الإمامة، انيس)

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشتَرِي لَهوَ الحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيرِ عِلمٍ وَيَتَّخِذَها هُزُوًا أُولٰئِكَ لَهُم عَذابٌ مُهِينٌ﴾ (سورة لقمان: ٦) جمہور علماء کے قول کے مطابق لہو الحدیث میں ٹی وی شامل ہے۔ انیس

مزامیر کیساتھ قوالی سننے والے کی امامت:

سوال: ایک آدمی مزامیر کے ساتھ قوالی بھی سنتا ہے اور موجودہ دور کے بریلوی مولویوں خصوصاً عمرا چھروی اور عنائت اللہ سانگلی کو بلوا کر تقریر بھی کرواتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے کا قائل ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(المستفتی: محمد یوسف رحمانی، ناظم مدرسہ خیر العلوم، لودھراں)

الجواب

درمختار میں ہے: "(و) كره (كل لهو) لقوله عليه الصلاة والسلام: كل لهو المسلم حرام إلا ثلاثة: ملاعبته أهله، وتأديبه لفرسه ومناضلته بقوسه، قوله: (وكره كل لهو) أي كل لعب وعبث، إلخ، شامل لنفس الفعل واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة لأنها زي الكفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام، وإن سمع بغتة يكون معذوراً ويجب أن يجتهد أن لا يسمع، قهستاني. (ردالمحتار: ١٢٦١/٥ (١)/فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ١٥١/٣)

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ مزامیر کے ساتھ قوالی سننا حرام ہے، بناء علیہ سوال میں مذکور صفات کے حامل امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ۔ الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۳۳۳-۳۳۴)

امام جو چاہے سو پڑھے، یا مقتدی کی ہدایت کے مطابق اور گانے بجانے والے کی امامت:

سوال: تابعداری مقتدی کو کرنی چاہیے، یا امام کو اور امام جو چاہے قرأت پڑھے، یا مقتدیوں کے کہنے کے مطابق پڑھے۔ امام اگر گانا بجانا سنے، یا جھوٹی گواہی دے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، یا نہیں؟

الجواب

حدیث شریف میں ہے: "الإمام ضامن" (۲) پس نماز امام کی متبوع ہے اور مقتدی تابع امام کے ہیں اور قرأت

(۱) كتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع/جامع الرموز، كتاب الكراهية: ٤٣٦، نولكشور لكهنؤ، انيس
عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كل شيء من لهو الدنيا باطل، إلا ثلاثة انتضالك بقوسك وتأديبك فرسك وملاعبتك أهلك فإنها من الحق. (المستدرك للحاكم، كتاب الجهاد (ح: ٢٤٦٨) قال الذهبي: على شرط مسلم: ١٠٤/٢، دار الكتب العلمية بيروت. انيس)

(۲) سنن أبي داؤد، باب ما يجب على المؤذن من تعاهد الوقت (ح: ٥١٧) عن أبي هريرة رضى الله عنه، انيس

میں امام رعایت مقتدیوں کی رکھے،(۱) امام اگر گانا بجانا سنے اور جھوٹی گواہی دے تو وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے؛ مگر نماز ہو جاتی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: ”**صلوا خلف کل بر وفاجر**“(۲) اور فقہا نے یہ لکھا ہے کہ امام فاسق کو معزول کر دینا چاہیے؛(۳) کیوں کہ امام صالح کے پیچھے نماز پڑھنے میں زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۲۲۲-۲۲۳)

سنیما دیکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: کوئی بالغ حافظ مولانا جو کہ روزہ نماز کا پابند نہ ہو، انگریزی اسکول میں پڑھتا ہو، کبھی کبھی سنیما وغیرہ بھی دیکھتا ہو، اس کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللّٰه التوفيق

ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو جائے گی، البتہ ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے۔ (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری، ۱۲/۹/۱۴۰۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۲۷-۴۲۸)

مزامیر سننے والے کی امامت:

سوال: **إمام إذا ذهب في مجلس الفجرة وسمع المزامير والدف والرقص وغيرها من أنواع اللهو واللعب هل يجوز الصلٰوة خلفه أم لا؟**(۵)

الجواب ــــــــــــــــــــ

تجوز مع الكراهة، أما الجواز فلقوله عليه الصلاة والسلام: "صلوا خلف كل بر

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذاصلٰى أحدكم للناس فليخفف فإن فيهم الضعيف والسقيم والكبير وإذا صلٰى لنفسه فليطول ماشاء". (ردالمحتار، باب الإمامة عن الصحيحين: ۵۲۷/۱، ظفير)

والحديث أخرجه أبو داؤد بلفظه، باب في تخفيف الصلاة، رقم الحديث: ۷۹۴/ وكذا رواه البخاري (رقم الحديث: ۷۰۳) ومسلم (رقم الحديث: ۴۶۷) وأحمد (رقم الحديث: ۱۰۳۰۶) انيس)

(۲) الدار قطني، باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلاة عليه (ح: ۱۷۶۸): ۴۰۴/۲، مؤسسة الرسالة، انيس

(۳) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه (إلٰى قوله) بل مشٰى في شرح المنية علٰى أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفير) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۴) (ويكره) تنزيهًا (إمامة)... (فاسق). (الدر المختار) (الدر المختار علٰى هامش رد المحتار: ۲۹۸/۲)

وفي ردالمحتار: بل مشٰى في شرح المنية علٰى أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (ردالمحتار: ۲۹۹/۲) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۵) خلاصۂ سوال: کوئی امام فساق وفجار کی مجلس میں جائے اور مزامیر، دف، ناچ گانا وغیرہ سنے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ انیس

وفاجر".(الحدیث) (۱) وأما الکراهة فلأن فی تقدیم الفاسق تعظیمه وقد وجب علیهم تحقیره، کذا فی ردالمحتار. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۳۱۷)

سنیما دیکھنے اور قوالی سننے والے کی امامت:

سوال: ایک پیش امام صاحب جو ہمیشہ سنیما دیکھتے ہیں اور قوالی بھی سننے جاتے ہیں اور ان کے لڑکے کی تجارت بھی سنیما کی ہے اور خود امامت کرتے ہیں اور مصلیٰ پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ ہم میں کیا (عیب) ہے؟ اس کا جواب تحریر فرمائیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

سنیما دیکھنا اور قوالی سننا مستقل عیب ہے، اس کے باوجود اپنے کو بے عیب سمجھنا بہت بڑا عیب ہے، قوالی کی حرمت "سکب الانہر" (۳)، فتاویٰ بزازیہ (۴) اور تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ (۵) میں موجود ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۲۱۱)

قوالی سننے والے کی امامت:

سوال: جیسا کہ آج کل عرسوں میں قوالی ہوتی ہے، ان میں کسی امام مسجد کا شریک ہو کر سننا، یا اس کو اچھا کہنا کیسا ہے؟ آیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے؟

---

(۱) تقدم تخریجہ، انیس

(۲) دیکھئے: **ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفیر)(مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)**

خلاصۂ جواب: ایسے امام کی امامت کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ جائز تو اس وجہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: "ہر اچھے اور برے کے پیچھے نماز پڑھو" اور کراہت اس وجہ سے کہ وہ شخص فاسق ہے اور فاسق کی تحقیر لازم ہے اور اس کو امامت کے لئے آگے بڑھانے میں اس کی تعظیم ہے۔ ایسا ہی شامی میں ہے۔ انیس

(۳) **واستماع الملاهی حرام لقوله علیه السلام: "استماع صوت الملاهی معصیة، والجلوس علیها فسق، والتلذذ بها کفر" (نیل الأوطار، باب ماجاء فی آلة اللهو: ۸/۱۱۳، دارالحدیث مصر، انیس): أی بالنعمة کما بسطه البزازی، أو لتغلیظ الذنب کما فی الاختیار، أو للإستحلال، کما فی النهایة. (سکب الأنهر شرح ملتقی الأبحر، کتاب الکراهیة، فصل فی المتفرقات: ۲/۵۵٤، دار إحیاء التراث العربی بیروت)**

(۴) **الفتاویٰ البزازیة، کتاب الکراهیة، الثالث فیما یتعلق بالمناهی: ٦/۳٥۹، رشیدیة**

(۵) **العقود الدریة فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیة، مسائل وفوائد شتیٰ من الحظر والإباحة وغیر ذلک ومطالبه فی سماع الآلات المطربة: ۲/۳٥٥، تاجران ارگ بازار، قندهار افغانستان**

الجواب ـــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جب تک دوسرا آدمی موجود ہو تو قوالی سننے والے عرس میں شریک ہونے والے کو امام نہیں بنانا چاہیے۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالی اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۲۱۱/۶-۲۱۲)

پیشہ ور گانے والے کی امامت درست ہے یا نہیں:

سوال: مطرب یعنی اقوام مراثی کے پیچھے اقتدا جائز ہے، یا نہیں؛ یعنی مراثی خواندہ اگر امامت کراوے تو شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــ

اگر وہ اپنے پیشۂ حرام غنا و مزامیر وغیرہ سے تائب ہے تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، ورنہ مکروہ ہے۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۴۶/۳)

غلط پیشے سے تائب متقی اور پرہیزگا کی امامت:

سوال: جو قومیں حرام پیشے کی مرتکب ہیں جیسے گویا، نقال، ڈھاری، میراثی، اگر ان میں سے کوئی حافظ ہو اور وہ بذات خود اپنے پیشے سے تائب ہو اور متقی ہو۔ دوسرے یہ کہ ایک بھلے خاندان کے اس سے علم میں زیادہ متقی اور حفاظ وہاں موجود ہیں تو ان کے مقابل اس کو جامع مسجد کا امام اور شہر کا نکاح خواں بنانا درست ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۱۴، حافظ رحیم بخش (متھرا) ۹/رجب ۱۳۵۲ھ، مطابق ۳۰/اکتوبر ۱۹۳۳ء)

الجواب ـــــــــــــــ

جب کوئی شخص بذات خود متقی اور پرہیزگار ہو اور علم و فضل رکھتا ہو تو اس کو امامت کے لیے مقرر کرنا جائز ہے، اگر اس کے مقابلے میں کوئی اونچے خاندان کا شخص بھی تقویٰ اور پرہیزگاری اور علم و فضل میں اس کے برابر موجود ہو تو اس کو امامت کے لیے ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں ہے؛ مگر باوجود اس کے ادنیٰ درجے کی قومیت والے شخص کو امام بنانے میں کراہت نہیں ہے۔(۳) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۸۰-۸۱)

---

(۱) وکره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين، فتجب إهانته شرعاً، فلايعظم بتقديمه للإمامة. (حاشية الطحطاوى علىٰ مراقى الفلاح، كتاب الصلاة، فصل فى بيان الأحق بالإمامة، ص: ۳۰۲-۳۰۳، قديمى)

(۲) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق (الدرالمختار) ولعل المراد به (أى الفاسق) من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزانى وآكل الربا ونحو ذلك. (رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفير) (مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، انيس)

(۳) والأحق بالإمامة تقديمًا ونصبًا ... الأعلم بأحكام الصلوٰة فقط صحة وفسادًا لشرط اجتنابه ==

ساز پر گانے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص نائی ہے اور ساز پر گاتا ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

نائی کا پیشہ درست ہے بشرطیکہ داڑھی نہ مونڈتا ہو، ساز پر گانا ناجائز ہے، ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔(۱)
فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ:۲۱۴/۶)

غلط محفل میں شریک ہونے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص ہنسی گول کی جگہ اور گانے بجانے کی جگہ شوق سے بیٹھتا ہے، اس کی امامت کیسی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

ایسی مجالس میں شرکت ناجائز ہے، اگر اس شخص سے بہتر امامت کے لائق دوسرا آدمی موجود ہو تو اس شخص کی امامت مکروہ ہے، دوسرے کو امام بنانا چاہیے، تاوقتیکہ یہ شخص توبہ نہ کرے۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳۵۶/۳/۱۵ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/ربیع الاول/۱۳۵۶ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۲۱۶/۶)

== لـلفواحش الظاهرة لايـقـدم أحـد فى التزاحم إلابمرجح فإن استووا يقرع بين المسويين أوالخيارإلى القوم فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم ولو قدموا غيرالأولٰى أساؤابلا إثم.(الدرالمختار مع ردالمحتار: ۵۵۷/۱ـ۵۵۹)

(۱) قـال الـحـصـكـفـي رحمه اللّٰه تعالىٰ:"(ويكره إمامة...فاسق)"."قوله :(فاسق)من الفسق:وهوالخروج عن الاستقامة،ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمروالزانى وآكل الربا ونحوذلك"...وأما الفاسق فقد عـلـلـوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه،وبأن فى تقديمه للإمامة تعظيمه،وقد وجب عليهم إهانته شرعاً...بل مشٰى فى شـرح الـمنية عـلٰى أن كراهة تقديمه كراهة تحريم".(الدرالمختار،كتاب الصلاة،باب الإمامة: ۵۵۹/۱ـ۵٦۰، سعيد)(مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد،انيس)

(۲) ويـكره إمامة عبد وأعرابى وفاسق وأعمٰى ومبتدع لا يكفربها،وإن كفربها فلا يصح الاقتداء به أصلاً،وولد الزنا،هٰذا إن وجد غيرهم ،وإلافلاكراهة ".(الدرالمختار،كتاب الصلاة،باب الإمامة: ۵۵۹/۱ـ۵٦۰)

عـن عبـد الـلّـه بن مسعود رضى اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:"التائب من الذنب كمن لاذنب لـه".(مشـكٰوة المصابيح: ۲۰٦/۱، بـاب الاستـغـفـاروالتـوبة،الـفصل الثالث/سنن ابن ماجة،باب ذكر التوبة (ح:۴۲۵۰)/مسند الشهاب القضاعى،التائب من الذنب كمن لا ذنب له (ح:۱۰۸)انيس)

گانے بجانے کی مجلس میں نکاح پڑھانے والے کی امامت:

سوال: جو شخص ایسی مجلس میں نکاح پڑھائے، جس میں باجے بجتے ہوں تو اس کی امامت درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

جس شادی میں خلافِ شرع امور؛ گانا بجانا وغیرہ ہوں اور پہلے سے معلوم بھی ہو تو اس میں شرکت منع ہے،(۱) امام کو بھی اور مقتدی کو بھی، اگر امام صاحب نے ایسی جگہ نکاح پڑھا دیا اور شرکت کر لی ہے تو اس کو توبہ واستغفار کرنا چاہیے اور آئندہ کو پرہیز کرنا چاہیے،(۲) اگر امام باز نہ آئے تو اس کی امامت مکروہ ہوگی۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ:۶/۲۱۶-۲۱۷)

گانے بجانے کی فحش مجلس اور اس کے روکنے والے امام کا حکم:

سوال: ایک قریہ کے لوگوں نے بوقتِ نماز عشا بالمقابل مسجد ایک مکان پر باجہ گراموفون لگا کر عوام الناس مذکر ومؤنث کو ہر قسم کے اور ہر عمر کے جمع کر کے تمام رات ایسی بے حیائی میں گزاری، قریہ مذکورہ کے امام نے بایں الفاظ منع کیا کہ ''او بے حیاؤ، بے شرمو اور بے سلیقہ کنجرو، دیوّثو! تمہیں شرم نہیں آتی کہ بچوں کو جمع کر کے عورتوں کو بھی شامل کرتے ہو، یہ اغوا ہو جائیں گے، ایسی بے حیائی کی تعلیم دے رہے ہو'' آخر قوم نے یوں ہی رات بے ہودہ گوئی میں گزاری، جیسے مثال کے طور پر ایک مصرع نقل کرتا ہوں، جس کے معنیٰ یہ ہیں:

---

(۱) دعی إلی ولیمة وثمة لعب أوغناء قعد وأکل فإن قدرعلی المنع فعل وإلاصبرإن لم یکن ممن یقتدیٰ به فإن کان(أی کان هو المقتدی)ولم یقدرعلی المنع خرج ولم یقعد وإن علم أولایحضرأصلاً .(الدرالمختار، کتاب الحظروالإباحة:٦/ ٣٤٧-٣٤٨، سعید)

(۲) قال اللّٰه تعالیٰ:﴿إنما التوبة علی اللّٰه للذین یعملون السوء بجهالة ثم یتوبون من قریب فأولئک یتوب اللّٰه علیهم،وکان اللّٰه علیماً حکیماً﴾(سورة النساء:١٧)

وقال اللّٰه تعالیٰ:﴿یا أیها الذین اٰمنوا توبوا إلی اللّٰه توبة نصوحاً﴾(سورة التحریم:٨)

وقال الثوری:عن سماک عن النعمان عن عمررضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال:التوبة النصوح أن یتوب من الذنب ثم لایعود فیه،أولا یرید أن یعود فیه.

ولهٰذا قال العلماء:التوبة النصوح هوأن یقلع عن الذنب فی الحاضر،ویندم علی ما سلف منه فی الماضی،ویعزم علی ألایفعل فی المستقبل،ثم إن کان الحق لآدمی رده إلیه بطریقه.(تفسیر ابن کثیر:٣/٤ ٠ ٥، دارالفیحاء،دمشق)

(۳) ویکره إمامة عبد وأعرابی و فاسق وأعمیٰ.(الدرالمختار)

وقال ابن عابدین رحمه اللّٰه تعالیٰ:"قوله : (فاسق)من الفسق:وهوالخروج عن الاستقامة،و لعل المراد به من یرتکب الکبائرکشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحوذلک ... علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم".(رد المحتار، کتاب الصلاة،باب الإمامة:١/٥٥٩-٥٦٠،سعید)(مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد،انیس)

''یعنی میری تماک میں تو مکان کی چھت پر چارپائی نہ بچھا کیونکہ اب تو میں تمام کی تمام تیری ہی ہو چکی ہوں، جہاں میں کیوں شہرت کرتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ''۔

قوم کا یہ ہی شعار بن گیا ہے، اس سے قبل بھی چند مرتبہ ان کو منع کر دیا گیا تھا؛ مگر قوم باز نہ آئی تو امام نے اس قوم کی امامت چھوڑ دی، تعلیم قرآن چھوڑ دی، اب قوم اپنے استاذ (جو کہ ان کی چند پشتوں کا امام رہ چکا ہے) کے خلاف طرح طرح کے منصوبے، غیبت و ناجائز حملے کر رہی ہے اور اپنا دوسرا امام تلاش کر رہی ہے اور قوم کہتی ہے کہ باجے ہمارے پیر صاحب سنتے اور بجاتے آئے ہیں، منع کہاں، اگر یہ بے حیائی ہوتی تو پیر صاحب کہاں سنتے، وغیرہ وغیرہ اور امام کہتا ہے کہ اگر اسلام میں ایسے کھیل کود تماشے کا کام جائز ہے تو میں ایسے اسلام و ایمان سے بیزار ہوں، جو سکھوں کی طرح ہر حال میں؛ یعنی شادی میں ساز وغیرہ کے ساتھ شادی منائی جاوے اور موت کے وقت میں وہی ڈھولک مولک سے ماتم کی رسم ادا کی جاوے۔

علاوہ اس کے چند یوم کے بعد وہی باجہ بجانے والے دوسرے گاؤں سے ایک عورت بال بچے اور شوہر والی عورت اغوا کر کے رائے پور لے گئے اور مغویہ کو مسیحی مذہب میں داخل کرنے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے؛ تاکہ مرتدہ کر کے نکاح اول تو گر جائے، یہ ہے اس وقت کے مسلمانوں کا ایمان، اب یہ قوم حق پرست ہے، یا امام قوم؟ اب قوم حق استادی فراموش کر سکتی ہے، یا نہیں؟ ایسی قوم کا صوم وصلوٰۃ درست ہے، یا نہیں؟ امام عند اللہ مجرم ہے، یا نہیں؟ شرعاً اس کا کیا حکم ہے اور امام کے واسطے کیا حکم ہے؟ جواب صاف صاف تحریر فرمائیں، بحوالہ کتب مع دلائل شرعیہ کے؟ بینوا توجروا۔

(محمد شفیع، عام باغ، فقیر یہ ڈکخانہ ہند، ضلع راولپنڈی، ۱۵/شعبان/۱۳۵۷ھ)

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

قوم کے یہ افعال شنیعہ ناجائز اور کبیرہ گناہ ہیں، (۱) خاص کر غیر کی عورت کو اغوا کر کے مرتد بنانا کفر ہے، (۲) اگر وہ

(۱) وفي السراج: ودلت المسئلة أن الملاهي كلها حرام ويدخل عليهم بلا إذنهم لإنكار المنكر. قال أبن مسعود: صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات. قلت: وفي البزازية: استماع صوت الملاهي... حرام لقوله عليه الصلاة والسلام: "استماع الملاهي معصية، والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر". (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة: ٦/٣٤٨-٣٤٩، سعيد)

وفي الأشباه: الخلوة بالأجنبية حرام، آه. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة: ٦/٣٦٨، سعيد)

(۲) وفي المحيط والفتاوىٰ الصغرىٰ أيضاً: من لقن غيره كلمة الكفر ليتكلم بها، كفر الملقن وإن كان علىٰ وجه اللعب والضحك. ومن أمر امرأة بأن ترتد... كفر الآمر... وفي المحيط: من أمر أحداً أن يكفر، كفر الآمر. (شرح فقه الأكبر: ١٨٢-١٨٣، قديمي)

خدانخواستہ مرتد ہوکر مسیحی مذہب میں داخل ہوگئی، تب بھی مفتیٰ بہ قول کے موافق پہلا نکاح فسخ نہ ہوگا، (۱) اور اس کو مرتد بنانے والا، یا اس کے لیے مشورہ دینے والا کافر ہو جائے گا، اس عورت کو اس کے پہلے شوہر کے پاس واپس کرنا فرض ہے، (۲) اسی طرح گانے بجانے وغیرہ حرکات سے بھی توبہ لازم ہے، (۳) اور جس طرح ہوسکے، اپنے ناشائستہ افعال سے توبہ کرکے امام صاحب کو بھی راضی کریں اور امام صاحب کو چاہیے کہ ان لوگوں کو نرمی اور شفقت کے ساتھ نصیحت کریں کہ اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور سخت الفاظ استعمال نہ کریں اور ان کے لیے دعا بھی کریں اور امام صاحب کو (یہ) بھی چاہیے کہ دوسری جگہ نہ جائیں، کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے قوم کی اصلاح فرمادیں، البتہ اگر قوم سخت مخالف ہوجاوے اور امام صاحب کا رہنا دشوار کردے اور ان کے وہاں رہنے سے اصلاح کی توقع نہ ہو؛ بلکہ فتنہ پیدا ہو تو امام صاحب کو چاہیے کہ کسی دوسری جگہ اپنا انتظام کرلیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/۸/۱۳۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۷/شعبان ۱۳۵۷ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۱۷/۶-۲۲۰)

جو امام عیدین میں باجے کے ساتھ جاتا آتا ہے اور سود خوار بھی ہے، اس کی امامت کیسی ہے:

سوال: قاضی صاحب نماز عیدین پڑھانے کو اپنے گھر سے جب نکلتے ہیں تو شیخ نقارچی ڈھول بجاتا ہوا قاضی صاحب کے آگے آگے عیدگاہ تک جاتا ہے اور اسی طرح بعد نماز کے گھر تک جاتا ہے، یہ عمل ثواب ہے، یا گناہ؟ اور قاضی کھلم کھلا سود لیتے ہیں اور قرآن شریف بھی غلط پڑھتے ہیں۔

(۱) ”(ولوارتدت) ... وأفتٰی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً و تسيراً لا سيما التی تقع فی المكفر ثم تنكر“. (الدرالمختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر: ۱۹٤/۲، سعيد)

(قوله: زجراً لها) عبارة البحر: حسما لباب المعصية : والحيلة للخلاص منه، إلخ. (ردالمحتار) (باب نكاح الكافر: ۱۹٤/۳، دارالفكر بيروت، انيس)

(۲) أن من أمرامرأة حتٰی ترتدعن الإسلام لتبين من زوجها، فهو كافر ... وفی المضمرات: وتجبرالمرأة علٰی الإسلام، وتضرب خمسة و سبعين سوطاً، وليس لها أن تتزوج إلا بزوجها الأول. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب أحكام المرتدين، فصل فی تعليم الكفروتلقينه...آه: ٥۲٦/٥، إدارة القرآن كراچی)

(۳) قال اللّٰه تعالٰی: ﴿يا أيها الذين اٰمنوا توبوا إلٰی اللّٰه توبة نصوحاً﴾ (سورة التحريم: ۸)

وعن أبی هريرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی عليه وسلم: ”ياأيها الناس! توبوا إلٰی اللّٰه، فإنی أتوب إليه فی اليوم مائة مرة“. (مشكٰوة المصابيح، باب التوبة والاستغفار، الفصل الأول: ۲۰۳، قديمی) (رقم الحديث: ۲۳۲٥، انيس)

”عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: ”إن العبد إذااعترف ثم تاب، تاب اللّٰه عليه“. (مشكٰوة المصابيح، باب التوبة والاستغفار، الفصل الأول: ۲۰۳، قديمی) (رقم الحديث: ۲۳۳۰، انيس)

الجواب

قاضی کا یہ فعل کہ ڈھول بجواتے ہیں، درست نہیں ہے اور سود خوار کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۳/۳۱۶)

کرکٹ دیکھنے والے کی امامت:

سوال (۱) امام پھول مشین کے کارخانہ میں کام کراتے ہیں خود نہیں کرتے، کبھی کبھی ان پر جانور کا پینٹ ہوتا ہے، اس تصویر پر پھول کا کام کرنا ہوتا ہے، ایسا کارخانہ چلانے والے کی امامت درست ہے؟

(۲) اگر امام میدان میں فٹ بال دیکھے، یا ٹیلی ویژن میں فٹ بال، یا کرکٹ دیکھے تو اس کی امامت کیسی ہے؟

(۳) اگر کوئی صرف للہ مسجد میں، یا اس سے متصل کمرے میں، قرآن پاک کی تعلیم دے اور مسجد سے لگے ہوئے کمرہ میں حفظ، طالب علم کے لیے کھانا پینا، سونا، پڑھنا جائز ہے؟

ھو المصوب

(۱) جاندار کی تصویر بنانا درست نہیں ہے؛(۲) اسی لیے ایسے امام کی امامت مکروہ ہے۔

(۱) وكذا تكره خلف أمرد،إلخ ، وشارب الخمر وآكل الربا ونمام ومراء ومتصنع.(الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار،باب الإمامة: ۱/۵۲۵،ظفير)

عن أبي جحيفة قال:نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن ثمن الكلب وثمن الدم ونهى عن الواشمة والموشومة وآكل الربا وموكله ولعن المصور.(صحيح البخاري،باب موكل الربا (ح:۲۰۸٦)انيس)

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:اجتنبوا السبع الموبقات قيل:يا رسول الله ! وماهن؟ قال:الشرك بالله والسحر وقتل النفس التي حرم الله إلا بالحق وأكل مال اليتيم وأكل الربا والتولي يوم الزحف وقذف المحصنات الغافلات المؤمنات.(صحيح لمسلم،باب بيان الكبر وأكبرها (ح:۸۹)انيس)

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً﴾(سورة المزمل: ٤،انيس)

والأخذ بالتجويد حتم لازم،من لم يجود القرآن اثم.(المقدمة الجزرية،باب التجويد: ٤، دارنور المكتبات،انيس)

وحرّر الحلبي وابن الشحنة أنّه بعد بذل جهده دائمًا حتمًا كالأمي،فلا يؤم إلامثله،ولا تصحّ صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه أوترك جهده.(الدر المختار)

(قوله دائمًا)أى فى آناء الليل وأطراف النهار،فمادام فى التصحيح والتعلّم ولم يقدر عليه فصلاته جائزة وإن ترك جهده فصلاته فاسدة كما فى المحيط وغيره.(رد المحتار، كتاب الصلاة،باب الإمامة،مطلب فى الألثغ: ۱/٥٤٤،انيس)

(۲) من صور صورة فإن الله معذبه حتى ينفخ فيه الروح،وليس بنافخ فيهاأبدافربا الرجل ربوة شديدة، واصفر وجهه فقال:ويحك،إن أبيت إلاأن تصنع،فعليك بهذاالشجر،كل شئ ليس فيه روح.(صحيح البخاري، كتاب البيوع،باب بيع التصاوير التي فيه الروح وما يكره من ذلك،رقم الحديث: ۲۲۲٥)

==

(۲) امام کو میدان میں کرکٹ یا فٹ بال دیکھنا نہیں چاہیے، احتراز لازم ہے، اسی طرح ٹی وی دیکھنے سے بھی احتراز لازم ہے، اگر مجبوراً ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا پڑے تو پڑھ لے، جماعت نہ ترک کرے۔(۱)

(۳) قرآن پاک کا حفظ کرانا مسجد میں، یا مسجد سے ملے کمرہ میں جائز ہے، مسجد کے آداب ضروری ہوں گے، اور کمرہ میں جو مسجد سے خارج ہو تو آداب ضروری نہ ہوں گے۔(۲)

تحریر: محمد ظہور ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/ ۳۵۶-۳۵۷)

ریڈیو سننے والے کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: ایک شخص ایک حد تک بڑا پابندِ شریعت ہے، صرف ایک بات اس میں پائی جاتی ہے؛ یعنی ریڈیو سنتا ہے، ریڈیو میں صرف تلاوتِ قرآن مجید اور ترجمہ اور کوئی مسائل دینی اگر نشر ہوں تو سنتا ہے اور خبریں بھی، باقی فلمی ریکارڈ وغیرہ نہیں سنتا اور لوگوں کا امام ہے، نماز اس کے پیچھے جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر ساز و موسیقی اور دوسری ناجائز چیزیں سننے سے اجتناب کیا جائے تو ریڈیو سننا بالکل جائز ہے اور اس کی وجہ سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا، چناں چہ شخص مذکور کے پیچھے نماز درست ہے۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۳۸۸/۱/۲۸ھ (فتویٰ نمبر ۱۹/۳۲۲، الف) (فتاویٰ عثمانی: ۱/ ۴۴۶-۴۴۷)

== قال أصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر؛لأنه متوعد عليه بهذا الوعد الشديد المذكور في الأحاديث.(شرح الصحيح لمسلم للنووي،كتاب اللباس والزينة:٧/ ٢١٠)

(١) قوله"نال فضل الجماعة"أفاد أن الصلاة خلفهما أولىٰ من الانفراد لكن لاينال خلف تقي وورع.(رد المحتار: ٢/ ٣٠١)(باب الإمامة ،مطلب في تكرار الجماعة في المسجد،انيس)

(٢) (عن أبي هريرة رضي الله عنه أنه قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من سمع رجلاً ينشد ضالة)أي يطلبها برفع الصوت (في المسجد فليقل:لا ردها الله تعالىٰ عليك فإن المساجد لم تبن لهذا)أي لنشدان الضالة بل لذكر الله وتلاوة القرآن والوعظ ويعرف منه كراهة كل أمر لم يبن المسجد لأجله،حتى كره مالك البحث العلمي فيه وجوّزه أبوحنيفة وغيره لأنه يحتاج إليه الناس لأن المساجد مجمعهم.(شرح المصابيح لابن ملك،باب المساجد ومواضع الصلاة: ١/ ٤٢٧،إدارة الثقافة الإسلامية،انيس)

يعني: رفع الصوت في المسجد غير جائز في غير ذكر الله تعالىٰ وتلاوة القرآن والوعظ ودرس العلم.(المفاتيح شرح المصابيح،باب المساجد ومواضع الصلاة: ٢/ ٦٨،دار النوادر،انيس)

قال المؤلف:المساجد إنما اتخذت لذكر الله تعالىٰ وتلاوة القرآن والصلاة،وإنمايجوز فيها من البيع والشراء وسائر أمور الدنيا مايكون بمعنى تعليم الناس والتنبيه لهم على الاحتراس من مواقعة الحرام ومخالفة السنن والموعظة في ذلك.(شرح صحيح البخاري لابن بطال،باب ذكر البيع الشراء على المنبر: ٢/ ١٠٥،مكتبة الرشد،انيس)

ریڈیو، ٹی وی وغیرہ کی مرمت کرنے والے مستری کے پیچھے اقتدا کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب کا بیٹا ریڈیو اور ٹی وی کا مستری ہے تو کیا اس مستری بیٹے کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: ہدایت اللہ کانگڑہ چارسدہ، ۲۱/شعبان ۱۴۰۹ھ)

الجواب

فاسق کے پیچھے فساق کی اقتدا بلا کراہت جائز ہے۔(۱) وہوالموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲/۳۳۴)

☆☆☆

(۱) قال العلامة ابن نجيم رحمه الله: وينبغي أن يكون محل كراهة الاقتداء بهم عند وجود غيرهم وإلا فلا كراهة كما لا يخفٰى. (البحر الرائق، باب الإمامة: ۱/۳٤۹)

إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما وتكون واجبة إذا كان المقصد واجباً. (المقاصد الشرعية للخادمي، ص: ٤٦، انيس)

جھوٹے کی امامت

جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص احادیث جھوٹی بنا کر بیان کرتا ہے اور خلاف عقائد بہت باتیں بیان کرتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور اس شخص کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

وہ شخص کذاب، یا مفتری، یا دیوانہ ہے، جھوٹی روایات بیان کرتا ہے اور حق تعالیٰ اور رسول برحق پر بہتان لگاتا ہے اور مصداق اس وعید کا ہوتا ہے: "**من كذب علّي متعمداً فليتبوّأ مقعده من النار**" (۱) (یعنی جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔) وہ شخص مبتدع وفاسق ہے، اس کو امام بنانا درست نہیں ہے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۱۰۳-۱۰۴)

جھوٹ بولنے والے کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے اور کپڑے صاف نہیں رکھتا، رنڈیوں میں جا کر سبق پڑھاتا ہے اور ساز، مزامیر بجاتا ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

(۱) مشكوة، كتاب العلم: ۳۲ (الفصل الأول، رقم الحديث: ۱۹۸/مصنف ابن أبي شيبة، في تعمد الكذب على النبي صلى الله عليه وسلم (ح: ۲۶۲۳۸)/صحيح البخاري، باب إثم من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم (ح: ۱۱۰)/صحيح لمسلم، باب في التحذير من الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم (ح: ۳) انيس)

(۲) ويكره إمامة عبد، إلخ، و فاسق، إلخ، ومبتدع أي صاحب بدعة. (الدر المختار)

أما الفاسق، الخ، ففي شرح المنية: أن كراهة تقديمه كراهة تحريم (ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفير) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

الكبيرة الثامنة والتاسعة والأربعون تعمد الكذب على الله تعالىٰ أو على رسول الله صلى الله عليه وسلم. (الزواجر عن إقتراف الكبائر: ۱/۱۶۱، دار الفكر بيروت، انيس)

الكبيرة الرابعة عشر الكذب على الله عزوجل وعلى رسوله صلى الله عليه وسلم. (الكبائر للذهبي: ۱/۷۱، دار الندوة الجديدة بيروت، انيس)

الجواب

ایسا شخص فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

کما فی الهداية: و خلف فاسق. (ويكره تقديم العبد... والأعرابی... والفاسق). (۱) (امداد المفتین: ۲/۲۷۹)

جھوٹ بولنے والے اور فریب دینے والے کی امامت:

سوال: مولوی عبدالحق نے جلسہ عام میں اعلان کیا کہ میں نے اسکول کھوٹہ کی ملازمت ترک کردی، اس کے بعد استعفیٰ بھی دے دیا اور ملک لعل خاں صاحب نے مولوی صاحب موصوف کو مفتی امورِ شرعیہ بمشاہرہ ۳۰/روپے ماہوار مقرر کیا، چار پانچ روز کے بعد اس نے استعفیٰ واپس لے لیا تو مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے، اس کے پیچھے نماز پڑھیں، یا نہیں؟

الجواب

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اس نے یہ برا کیا کہ نوکری مذکور چھوڑ کر پھر اس کو اختیار کیا، ایسے شخص کے مقتدا بنانے اور امام بنانے میں مسلمانوں کی اور سب کی توہین ہے، پس اس کو امام نہ بنایا جاوے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۱۶۸)

جھوٹ بولنے والے تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: ایک شخص مسجد میں بیٹھ کر مجمع عام میں جھوٹ بولے اور علانیہ طمع نفس کے واسطے امامت کرے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(۱) الهداية، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۱۲۲. انیس

عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالصدق فإن الصدق يهدى إلى البر والبر يهدى إلى الجنة وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند الله صديقا، وإياكم والكذب فإن الكذب يهدى إلى الفجور والفجور يهدى إلى النار وما يزال العبد يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذابا. (صحيح لمسلم، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله (ح: ۲۶۰۷)/أبو داؤد (ح: ۴۹۸۹)/الترمذی (ح: ۱۹۷۱) انیس)

عن سعد بن أبی وقاص أن النبی صلى الله عليه وسلم قال: إن الله طيب يحب الطيب، نظيف يحب النظافة، كريم يحب الكرم، جواد يحب الجود، فنظفوا بيوتكم، ولا تشبهوا اليهود التی تجمع الأكناف فی دورها. (مسند أبی يعلى الموصلی، مسند سعد بن أبی وقاص (ح: ۷۹۰) انیس)

عن أبی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كل شیء من لهو الدنيا باطل، إلا ثلاثة انتضالک بقوسک وتأديبک فرسک وملاعبتک أهلک فإنها من الحق. (المستدرک للحاكم، كتاب الجهاد (ح: ۲۴۶۸) قال الذهبی: على شرط مسلم: ۲/۱۰۴، دار الكتب العلمية بيروت. انیس)

الجواب

سوائے ان مواقع کے جہاں توریہ جائز ہے،(۱) جھوٹ بولنے کی عادت سے آدمی فاسق ہوجاتا ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے،(۲) رہا طمع نفس سے امامت کرنا تو اگر اس سے مراد یہ ہے کہ امامت کی تنخواہ لیتا ہے اور تنخواہ لے کر امامت کرتا ہے تو متاخرین حنفیہ کے فتویٰ کے مطابق امامت کی اجرت جائز ہے اور جب جائز ہے تو تنخواہ لینا اور تنخواہ لے کر امامت کرنا بھی جائز ہے۔

وفي روضة الزندويستي: كان شيخنا أبو محمد عبدالله الخزاخيزي يقول: في زماننا يجوز للإمام والمؤذن والمعلم أخذالأجرة. انتهٰى (۳)

اور اگر طمع سے مراد کچھ اور ہے تو اسے بیان کیا جائے۔ فقط (کفایت المفتی: ۶۲/۳)

جھوٹ بولنے والے گھڑی ساز کی امامت:

سوال: ایک مولوی صاحب نے ایک حافظ امام مسجد کو جو گھڑی ساز بھی ہیں اپنی گھڑی دی کہ اس میں نیا فنر ڈال دو اور ایک روپیہ اس کی قیمت بھی دیدی، حافظ مذکور نے اسی فنر کو جوڑ دیا، نیا فنر نہیں ڈالا، اس وجہ سے گھڑی بند ہوگئی، پھر دوسرے گھڑی ساز کو ایک روپیہ دیکر فنر ڈلوایا، اس حافظ کے لیے کیا حکم ہے، نماز اس کے پیچھے ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۷۸/۳-۱۷۹)

(۱) التورية: هي أن يريد المتكلم بكلامه خلاف ظاهره مثل أن يقول في الحرب: مات إمامكم، وهو ينوي به أحدا من المتكلمين. (التعريفات الفقهية: ۶٤/۱، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

التورية من ورى، إرادة المتكلم بكلامه أمرا خفيا غير الظاهر منه. (معجم لغة الفقهاء، حرف التاء: ۱۵۱/۱، دار النفائس، انيس)

عن أسماء بنت يزيد قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل الكذب إلا في ثلاث يحدث الرجل امرأته ليرضيها والكذب في الحرب والكذب ليصلح بين الناس. (سنن الترمذي، باب ماجاء في إصلاح ذات البين (ح: ۱۱۳۹) انيس)

(۲) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق، إلخ. (الدر المختار مع ردالمحتار: ۷۹/۱، ط، سعيد كمپني)

(۳) عيني؛ البناية شرح الهداية، باب الأجارة الفاسدة: ۱٥٤/۲، ط، إدارة القرآن، كراچي

ولكن المتأخرين جوزوا على التعليم والإمامة في زماننا لحاجة الناس إليه وظهور التواني في الأمور الدينية وكسل الناس في الاحتساب وعليه الفتوىٰ. (منحة السلوك في شرح تحفة الملوك، فصل: ۹٦/۱، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية قطر، انيس)

(۴) ويكره إمامة عبد ... وفاسق. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفير)

جھوٹے کی امامت درست ہے، یانہیں:

سوال: ایک شخص مولوی کہلا کر جھوٹ بولتا ہے اور کہتا ہے کہ میں حاجی ہوں، تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس نے کبھی بھی حج نہیں کیا۔ کبھی چندہ مسجد کے نام سے وصول کر لیتا ہے اور کھا جاتا ہے، ان افعال سے توبہ بھی کرائی گئی؛ لیکن پھر بھی باز نہ آیا اور لوگوں سے کہتا ہے کہ میرے پیچھے نماز جمعہ پڑھا کرو، کیا ایسے جھوٹے شخص کے پیچھے نماز صحیح ہے؟

الجواب

ایسا شخص جو امورِ دین میں صریح جھوٹ بولے، یا چندہ، دھوکہ دیکر مسجد کے نام سے وصول کر کے خود کھا جائے، فاسق وکذّاب ہے، اس کے پیچھے نمازِ جمعہ وپنجگانہ مکروہ ہے؛ یعنی نماز ہوجاتی ہے؛ مگر ایسے شخص کو عمداً امام بنانا نہ چاہیے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۳۴/۳-۲۳۵)

جھوٹے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے:

سوال: جو شخص پچاس روپے لے کر عورت حاملہ کا نکاح پڑھائے اور عدالت میں جھوٹا حلف اٹھاوے، اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

ایسا شخص فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، نماز ہوجاتی ہے؛ مگر کراہت ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۵۹/۳)

جھوٹے شخص کی امامت:

سوال: زید قاضی شہر تھا اور نمازِ جمعہ وعیدین بھی پڑھایا کرتا تھا، اندرونِ شہر زید کے مکان سے قریب ایک قبرستان تھا اور اس کے متصل ایک ہندو کے کھیت ہیں، ہندو نے ان کا احاطہ کرانا چاہا، زید چوں کہ چنگی کا ممبر ہے، اس نے اجازت تعمیر دے دی، اس ہندو نے بعد حصول اجازت اس قبرستان کو کھود کر کھیتوں میں شامل کرنا چاہا اور زید نے باوجود قبرستان سے واقف ہونے کے اجازت تعمیر دیدی، نوبت عدالت میں پہنچی، وہاں زید نے جھوٹی شہادت اس بات کی دی کہ یہاں قبرستان نہیں ہے، غرض کہ قبرستان کا بالکل انکار کر دیا اور اسی وجہ سے وہ قبرستان ہندو کو مل گیا، اس صورت میں زید کو امام بنانا اور اس سے نکاح خوانی کرانا درست ہے، یانہیں؟

(۱-۲) ویکره إمامة عبد ... وفاسق.(الدر المختار)

لعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وآكل الربوا ونحو ذلك .(رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفير)(مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

الجواب

اس صورت میں زید فاسق ہے، اس کو امام بنانا اور اس سے نکاح خوانی کرانا اور اس کو مقتدا سمجھنا درست نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲۸۵/۳)

جھوٹ بولنے والے کی امامت:

سوال: زید کے اندر درج ذیل اشیا پائی جاتی ہیں:

(۱) خود کو افضل اور تمام نمازیوں کو جاہل سمجھتا ہے۔

(۲) جھوٹ، دھوکہ دہی، فریب کاری کی عادت ہے۔

(۳) اہل محلّہ و تمام نمازیوں کی بیویوں پر الزام و بہتان تراشی کرنا۔

(۴) تمام مقتدیوں سے ہیرا پھیری، وعدہ خلافی کرنا۔

از روئے شرع دین حنیف میں کیا مقام ہے؟ زید کا مسجد و مدرسہ کا صدر رہنا امامت کرنا درست ہے، یا نہیں؟ مقتدیوں کی نماز درست ہوگی، یا نہیں؟

هو المصوب

اگر واقعہ وہی ہے جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے تو زید کا مذکورہ عمل خلاف شرع ہے، ان اعمال کا مرتکب فاسق ہے،(۲) ان کو اپنے اس عمل سے باز آجانا چاہیے، اگر مجلس انتظامی ان کو صدارت سے علاحدہ کر سکتی ہے اور اس میں عام مسلمانوں کے مابین کسی طرح کے نزاع کا اندیشہ نہیں ہے تو ایسا ہی کیا جائے، ورنہ حالات کے مطابق جو بھی احسن شکل مسلمانوں کے درمیان انتشار سے بچتے ہوئے ممکن ہو، وہ شکل اپنائی جائے، بہر حال مسلمانوں کے درمیان نزاعی صورت نہ پیدا کی جائے۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۷۰/۲-۳۷۱)

---

(۱) ویکره إمامة عبد ... وفاسق. (الدر المختار)

بل مشٰى فى شرح المنية علٰى أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفير) (مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، انيس)

(۲) عن عبد اللّٰه بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالصدق فإن الصدق يهدى إلى البر والبر يهدى إلى الجنة وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند الله صديقا، وإياكم والكذب فإن الكذب يهدى إلى الفجور والفجور يهدى إلى النار وما يزال العبد يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذابا. (الصحيح لمسلم، كتاب البر والصلة، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، رقم الحديث: ۲۶۰۷)

جھوٹے کو امام ومؤذن بنانا:

سوال: زید کی کذب بیانی پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی ہے، دھوکے باز ہے، جھوٹے کیس علماء واہل اللہ پر ڈالے تو کیا اس کو مؤذن رکھا جا سکتا ہے اور امام بنایا جا سکتا ہے، اس کی مؤذنی اور امامت دائمی طور پر درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

ایسے شخص کو امام بنانا بھی مکروہ تحریمی ہے، (۱) اور مؤذن بنانا بھی مکروہ ہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۳/۱۳۹۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۷۱)

اندھے جھوٹے کی امامت:

سوال: کوئی شخص اندھا ہو اور امامت کرتا ہو، یا قرأت غلط پڑھتا ہو، ہدایت کرنے پر عمل نہ کرتا ہو اور جھوٹ بولتا ہو، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں، اگر بوجہ ثواب جماعت کی نماز پڑھے اور نماز اپنی دہرالے تو کوئی گناہ تو نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

جب تک کوئی ایسی چیز معلوم نہ ہو جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو نماز ادا ہو جائے گی، (۳) ہاں! اگر کوئی چیز ایسی

(۱) (ويكره إمامة فاسق) قال ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالىٰ: "قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر... وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يتهم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً... كراهة تقديمه كراهة تحريم". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹-۵٦۰، سعيد) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

عن ابن عباس أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا بعث جيوشه قال: اخرجوا باسم اللّٰه قاتلوا من كفر باللّٰه لا تغدروا ولا تمثلوا ولا تغلوا ولا تقتلوا الولدان ولا أصحاب الصوامع. (شرح مشكل الآثار، باب بيان مشكل ما روى عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من نهيه عن قتل أصحاب الصوامع (ح: ٦١٣٥) انيس)

(۲) (وينبغي أن يكون المؤذن رجلاً عاقلاً صالحاً تقيا عالماً بالسنة ... ويكره أذان الفاسق. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان: ۱/۵۳-۵٤، رشيدية)

(۳) "صلىٰ خلف فاسق أو مبتدع، نال فضل الجماعة". (الدر المختار)

"أفاد أن الصلاة خلفهما أولىٰ من الانفراد، لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع". (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵٦۲، سعيد) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

"وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع والأعمىٰ، وإن تقدموا اجاز لقوله عليه السلام: "صلوا خلف كل بر و فاجر". (تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۱۳٤، إمدادية، ملتان)

"ينبغي أن يكون محل الكراهة عند وجود غيرهم لا ما إذا لم يوجد غيرهم". (النهر الفائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۲٤٤، إمدادية، ملتان)

معلوم ہومثلاً قراءۃ میں ایسی غلطی کی جس سے معنیٰ بگڑ گئے، یا اس کے جسم یا کپڑے پرنجاستِ مانعہ موجود تھی تو نماز نہیں ہوئی دوبارہ پڑھنا ضروری ہے،(۱) جب کہ دوسرا شخص صحیح پڑھنے والا طہارت ونماز کے مسائل سے واقف متبعِ سنت امامت کے لیے موجود ہوتو جھوٹ بولنے والے غلط قرأت کرنے والے نابینا کوامام بنانا مکروہ ہے،(۲) جب تک بہتر امام کا انتظام نہ ہوتو ایسی موجودہ صورت میں امام مذکور کے پیچھے نماز ادا کر لی جائے تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ:۶/۱۷۳-۱۷۴)

وعدہ خلاف کی امامت:

سوال: زید تجارت کرتا ہے، مگر قرض وقت پرادا نہیں کرتا؛ بلکہ وعدہ پر وعدہ کرتا رہتا ہے، اکثر اشخاص کوتجارت میں شرکت کی دعوت دے کرروپیہ وصول کرلے جاتا ہے اور ادائیگی میں حیلہ بہانہ کرتا رہتا ہے۔ بکر سے زیور مستعار لیا جاتا ہے کہ ان کی اہلیہ کسی شادی میں شریک ہوں گی اور تین چار یوم کا وعدہ کیا جاتا ہے؛ مگر وقت پر واپس نہیں کیا جاتا، متعدد تقاضوں پر مختلف بہانوں سے جواب ملتا ہے، بالآخر اقرار کیا جاتا ہے کہ زیور رہن رکھا ہے اور اہلیہ کہیں نہیں گئی۔ اگر کوئی بات مسئلہ کی اسے کہی جاتی ہے تو تیوری پرشکن ڈال لیتے ہیں اور ترش روئی سے ہم کلام ہوتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ زید امامت کے قابل ہے، یا نہیں؟ زید کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں تو جونمازیں پڑھی ہیں، ان کا کیا ہوگا؟ عمر زید کی ان حرکات کی بنا پر زید کے پیچھے نماز ترک کردیتا ہے؛ مگر کلام ترک نہیں کرتا؛ تا کہ شر پیدا نہ ہو، زید عمر کومنافق کہتا ہے، زید کا یہ فعل کہاں تک درست ہے؟

---

(۱) (و)لایصح الإقتداء (غیر الألثغ بالألثغ علیٰ الأصح ... ولاتصح صلا ته إذا أمکنه الإقتداء بمن یحسنه أوترک جهده ... وکذا من لایقدرعلیٰ التلفظ بحرف من الحروف أولایقدرعلیٰ إخراج الفاء إلابتکرار". (الدر المختار، کتاب الصلاة،باب الإمامة: ۱/۵۸۱،سعید)

(وإذا ظهر حدث إمامه)وکذا کل مفسد فی رأی مقتد(بطلت فیلزم إعادتها)لتضمنها صلاة المؤتم صحة وفساداً ، کما یلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهومحدث أوجنب)أوفاقد شرط أورکن. (الدرالمختار)

فلوقال المصنف کما فی النهر: ولوظهرأن بإمامه ما یمنع صحة الصلاة،لکان أولیٰ،لیشمل ما لوأخل بشرط أو رکن ... لوعلم من إمامه مایعتقد أنه مانع والإمام خلافه أعاد". (ردالمحتار، کتاب الصلاة،باب الإمامة: ۱/۵۹۱، سعید)(مطلب:المواضع التی تفسد صلاة الإمام دون المؤتم،انیس)

(۲) ویکره إمامة عبد وأعرابی و فاسق وأعمٰی...هٰذا إن وجد غیرهم ،وإلا فلا کراهة. (الدرالمختارمع الرد، کتاب الصلاة،باب الإمامة: ۱/۵۵۹-۵۶۲ ،سعید)

(۳) فإن أمکن الصلاة خلف غیرهم،فهو أفضل ، وإلا فالإقتداء أولیٰ من الإنفراد وینبغی أن یکون محل کراهة الإقتداء بهم عند وجود غیرهم وإلافلا کراهة کما لایخفیٰ. (البحرالرائق، کتاب الصلاة،باب الإمامة: ۱/۶۱۱ ،رشیدیة)

الجواب ـــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

بلا وجہ شرعی وعدہ خلافی کرنا ناجائز اور گناہ ہے،(۱) اگر وعدہ کرتے وقت تو پورا کرنے کی نیت تھی؛ لیکن بعد میں کسی مجبوری سے پورا نہیں کرسکا تو اس میں مضائقہ نہیں،(۲) مسئلہ بتانے پر چیں بجبیں ہونا بھی برا ہے، اگر زید کی وعدہ خلافی اور بدمعاملگی کی عادت ہوگئی ہے، جس سے دوسروں کو بھی اذیت ہوتی ہے تو اولاً زید کو نرمی سے سمجھانا چاہیے کہ یہ عادت خلاف شرع اور ناجائز ہے،(۳) اسی طرح مسئلہ شرعیہ پر ترش رو ہونا اور سخت کلام ہونا بھی منع ہے،(۴) اس سے توبہ لازم ہے۔ اسی طرح کسی مسلم کو بلا وجہ شرعی منافق کہنا سخت گناہ ہے، اس سے بھی توبہ ضروری ہے۔ (۵)

(۱) قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وأوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولا﴾ (سورة الإسراء: ٣٤)

وقال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يأأيها الذين اٰمنوا أوفوا بالعقود﴾ (سورة المائدة: ١)

"وقد اشتمل قوله تعالیٰ: ﴿يا أيها الذين اٰمنوا أوفوا بالعقود﴾ علیٰ الزام الوفاء بالعهود والذمم التى نعقدها لأهل الحرب وأهل الذمة والخوارج وغيرهم من سائر الناس". (أحكام القرآن للجصاص: ٤١٨/٢، قديمى)

عن عبد اللّٰه بن عمرو أن النبى صلى اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم قال: "أربع من كن فيه كا ن منافقا خالصاً ومن كانت فيه خصلة منهن، كانت فيه خصلة من النفاق حتىٰ يدعها: إذا اؤتمن خان، وإذا حدث كذب، وإذا عاهد غدر، وإذا خاصم فجر". (صحيح البخارى، كتاب الإيمان، باب علامة المنافق: ١٠/١، قديمى)

(۲) "عن زيد بن أرقم عن النبى صلى اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم قال: "إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفى له فلم يف ولم يجئ للميعاد، فلا إثم عليه" {رواه أبوداؤد و الترمذى} (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب الوعد، الفصل الثانى: ٤١٦/٢، قديمى)

(۳) قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿أدع إلیٰ سبيل ربک بالحكمة و الموعظة الحسنة وجادلهم بالتى هى أحسن﴾ (سورة النحل: ١٢٥)

(۴) "إذا كان المستفتى بعيد الفهم فليرفق به، ويصبر علیٰ تفهم سواله وتفهيم جوابه، فإنه ثوابه جزيل". (آداب المفتى للنووى (قال المحشى: (قوله: فإنه ثوابه جزيل) "قال العلامة الآلوسى فى تفسير قوله تعالیٰ: ﴿فاحكم بيننا بالحق﴾ (سورة ص: ٢٢) ما لخصه أنه ينبغى للمفتى: وكذا للحاكم أو من له نوع رجوع إليه من أهل الحاجة والخصومة أن يتحمل علیٰ شطاطة الخصم وأغلاطه، ويقتدىٰ فى مثل ذلک بالنبى داؤد الأواب عليه السلام فى قوله تعالیٰ: ﴿فاحكم بيننا بالحق ولا تشطط﴾ فإنه لم يغضب ولم يؤبخهم علیٰ فعلهم تسور المحراب آه". (آداب المفتى للإمام النووى مع حاشيته، ص: ٤٧، الرشيد، كراچى)

(۵) حدثنى عبد اللّٰه أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال: "سباب المسلم فسوق، وقتاله كفر. (صحيح البخارى، كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن أن يحبط عمله وهو لا يشعر، آه: ١٢/١، قديمى) (رقم الحديث: ٤٨، انيس)

عن أبى هريرة رضى اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "للّٰه أشد فرحاً بتوبة أحدكم من أحدكم، بضالته، إذا وجدها وأنها واجبة".

وقال الإمام النووى: "واتفقوا علیٰ أن التوبة من جميع المعاصى واجبة وأنها واجبة علیٰ الفور، لايجوز تاخيرها، سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة، آه. (الصحيح لمسلم مع شرحه الكامل للنووى، كتاب التوبة: ٣٥٤/٢، قديمى)

اگر زید توبہ کر لے اور آئندہ ان چیزوں کو چھوڑ دے تب تو خیر،(۱) ورنہ زید کو امامت سے علاحدہ کر دیا جائے، بشرطیکہ زید سے بہتر امامت کے لائق دوسرا موجود ہو،(۲) عمر حرکاتِ مذکورہ کی بنا پر زید کے پیچھے نماز نہ پڑھنے سے منافق نہیں ہوا،(۳) زید کا اس کو منافق کہنا جائز نہیں، بلکہ سخت گناہ ہے، ایسے کلام سے زبان کو روکنا نہایت ضروری ہے،(۴) جو نمازیں پڑھے ہیں، ان کا اعادہ لازم نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/۵/۱۳۵۷ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/ جمادی الثانیہ ۱۳۵۷ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۷۱-۱۷۹)

مسائل سے ناواقف اور جھوٹ بولنے والے حافظ کی امامت کا حکم:

سوال: زید ایک مسجد کا امام ہے اور حافظ ہے؛ لیکن نماز کے مسائل ضروریہ سے اچھی طرح واقف نہیں ہے، جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں، آمدنی میں حلال وحرام، جائز وناجائز کا خیال نہیں، ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

(المستفتی: ۲۰۲۹، شیخ حاجی مینگو ومحمد مصطفیٰ سلطانپور (اودھ) ۱۱/ رمضان ۱۳۵۶ھ، م ۱۶/ نومبر ۱۹۳۷ء)

الجواب

دوسرا اچھا امام جو مسائل سے واقف ہو اور متقی پرہیز گار ہو، پیدا (تلاش) کر کے اس کو مقرر کرنا چاہیے۔(۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی جلد: ۳/۱۰۵)

---

(۱) عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "التائب من الذنب کمن لاذنب لہ". (مشکوۃ المصابیح، باب الإستغفار والتوبۃ: ۱/۲۰۶، قدیمی) (الفصل الثالث، رقم الحدیث: ۲۳۶۳، انیس)

(۲) ویکرہ إمامۃ عبد وأعرابی وفاسق وأعمٰی... وولد الزنا، ھٰذا إن وجد غیرھم وإلا فلا کراھۃ". (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ: ۱/۵۵۹-۵۶۲، سعید)

(۳) عن عبد اللّٰہ بن عمرو أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یقول: "ثلاثۃ لایقبل منھم صلاۃ من تقدم قوماً وھم لھم کارھون". قال الشوکانی فی النیل: وأحادیث الباب یقوی بعضھا بعضاً فینتھض للإستدلال بھا علیٰ تحریم أن یکون الرجل إماماً لقوم یکرھونہ، ویدل علیٰ التحریم نفی قبول الصلاہ، وأنھا لاتجاوز أذان المصلین ولعن الفاعل لذلک... قال فی الدر المختار: ولو أم قوماً وھم لہ کارھون إن الکراھۃ لفساد فیہ أو لأنھم أحق بالإمامۃ منہ". (بذل المجھود، کتاب الصلاہ، باب الرجل یؤم قوماً وھم لہ کارھون: ۱/۳۳۱، إمدادیۃ، ملتان)

(۴) حدثنی عبد اللّٰہ أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: "سباب المسلم فسوق، وقتالہ کفر". (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب خوف المؤمن أن یحبط عملہ وھو لا یشعر، آہ: ۱/۱۲، قدیمی)

(۵) والأحق بالإمامۃ تقدیماً ونصباً الأعلم بأحکام الصلاۃ فقط صحۃ وفساداً بشرط اجتناب الفواحش الظاھرۃ، إلخ. (الدر المختار مع رد المحتار: ۱/۵۵۷)

جھوٹ سے توبہ کر لینے کے بعد امامت درست ہے یا نہیں:

سوال: زید لوگوں سے جھوٹ بولتا تھا اور دھوکہ دہی کرتا تھا؛ مگر اب اس نے توبہ کر لی ہے اور لوگوں نے اس کو امام بنالیا ہے، آیا اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

حدیث شریف میں ہے:

"التائب من الذنب کمن لاذنب له". (۱)

پس بعد توبہ کے اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۴۶/۳)

جھوٹ بولنے والے اور مسجد کا سامان گھر میں استعمال کرنے والے امام کی اقتدا کا حکم:

سوال: عرض یہ ہے کہ یہاں سعودی گورنمنٹ بلا تابعیہ مسجد بنانے نہیں دیتی؛ اس لیے مولوی صدیق تابعیہ والا کے نام سے ہمارے محلّہ کی مسجد کو تعمیر کرنا پڑا، مولوی موصوف چونکہ تابعیہ والا ہے؛ اس لیے مولوی موصوف کو متولی مسجد بنا کر ہم نے تقریباً پندرہ سولہ سال تک مسجد کو چلایا ہے، آج عرصہ تین سال سے مولوی موصوف نے ایک مولوی صاحب کو ہماری مسجد کا امام بنا دیا ہے، مولوی موصوف نے امام مسجد کو خادم کہہ کر اقامہ بھی بنا دیا ہے، مولوی موصوف خود امام کا کفیل بھی ہے، جس پاسپورٹ پر اقامہ بنا دیا ہے، وہ پاسپورٹ چوں کہ جعلی تھا، گذشتہ سال جب جعلی پاسپورٹ والوں کی یہاں جوازات کی طرف سے پکڑ دھکڑ اور تلاش ہو رہی تھی تو امام صاحب نے اپنا پاسپورٹ چھپا لیا، پھر حکومت میں پاسپورٹ گم ہونے کا اعلان کر کے درخوست دیدی، پھر سفارت خانہ سے نیا پاسپورٹ حاصل کیا، اس پر پھر اقامہ بنایا، امام صاحب نے پاسپورٹ گم ہونے کا جو اعلان کیا ہے، وہ بالکل جھوٹ اور کذب ہے، اس میں توریہ وتعریض بھی نہیں کیا، حالانکہ پہلا پاسپورٹ امام کے پاس موجود ہے، اس بات پر مقتدیوں نے امام سے ناراض ہو کر اس کے خلف میں اقتدا کرنا چھوڑ دیا، مقتدیوں نے دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھنا شروع کر دیا ہے، یہ تو ساری پہلی بات تھی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس امام صاحب نے مسجد کا سامان گھر میں استعمال کیا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ایک آدمی نے مسجد کے لیے پانی دیا تھا؛ تاکہ اس سے لوگ وضو کریں، امام صاحب نے یہ پانی بجائے مسجد کے مدرسہ میں اور مسجد کے کرایہ کے مکانوں میں خرچ کیا، جب محلّہ کے لوگوں نے امام صاحب سے یہ سب باتیں پوچھیں تو امام صاحب ایسی حرکتوں سے باز آنے کے بجائے ضد پر آ گئے۔ مذکورہ باتیں کہنے والوں سے

(۱) مشکوۃ، باب التوبة والاستغفار، الفصل الثالث: ۲۰۶، ظفیر (الفصل الثالث، رقم الحدیث: ۲۳۶۳، انیس)

امام صاحب سختی سے پیش آیا، جھگڑا فساد کیا ہے، ان کی وجہ سے محلّہ کے اکثر لوگوں نے ناراض ہوکر اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا چھوڑ دیا، دوسری مسجد میں نماز پڑھنا شروع کر دیا، مولوی صدیق صاحب جس کا اوپر ذکر آ چکا ہے، اس کو بلا کر محلّہ والوں نے یہ ساری مذکورہ باتیں سنائیں، اس پر مولوی موصوف نے مذکورہ امام کو معزول کرنے کی اور دوسرا امام رکھنے کی اجازت تو دی ہے؛ مگر موجودہ امام متولی مسجد رہے گا اور سب کا سر پرست ہوگا، یہ بات محلّہ والوں پر مشکل گذری۔ خلاصہ یہ ہے کہ اولاً امام صاحب نے اقامہ اور پاسپورٹ کی وجہ سے صریح جھوٹ بولا، ثانیاً مسجد کے فرش مسجد کے ایئر کنڈیشن اور مسجد کے پانی میں ناجائز تصرف کیا۔ ثالثاً امام صاحب مقتدیوں سے سختی سے پیش آیا، جھگڑا فساد کیا۔ رابعاً امام صاحب کو معزول کرنے کی طاقت بھی مقتدیوں کو نہیں ہے اور امام صاحب کے ساتھ اختلاط کی صورت میں فتنہ وفساد کا قوی اندیشہ ہے، شرعی حکم سے آگاہ کریں؟ ان وجوہ کی بنا پر جو لوگ دوسری مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، کیا وہ لوگ غلطی پر ہیں؟

الجواب

جھوٹ بولنا اور مسجد کا سامان گھر میں استعمال کرنا حرام ہے،(۱) جو اس حرام کا مرتکب ہو، جب تک وہ اس سے توبہ نہ کرے، فاسق کے حکم میں ہے۔(۲) اسے باختیار خود امام بنانا، یا کسی صالح امام کے ہوتے ہوئے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، تاہم جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئیں، وہ ادا ہوگئیں، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے؛(۳) لیکن اگر یہ امور محرمہ ان سے ثابت ہوں اور توبہ بھی نہ کریں تو منتظمین مسجد پر واجب ہے کہ وہ کسی صالح امام کا انتظام کریں۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲۵/۷/۱۴۰۸ھ (فتویٰ نمبر ۳۹/۲۴۹۹ھ) (فتاویٰ عثمانی: ۱/۴۴۸-۴۵۰)

---

(۱) ﴿وانما يفترى الكذب الذين لا يؤمنون بآيات الله وأولئک هم الكاذبون﴾ (سورة النحل: ۱۰۵، انیس)
ولا يجوز للقيم شراء شيء من مال المسجد لنفسه ولا البيع له وإن كان فيه منفعة ظاهرة للمسجد، آه. (البحر الرائق، تصرفات الناظر في الوقف: ۵/۲۵۹، دار الكتاب الإسلامي، انیس)

(۲) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمٰى. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹-۵۶۲، انیس)
توبہ کرنے کے بعد فسق سے نکل جاتا ہے۔ عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "التائب من الذنب كمن لاذنب له". (مشكوة المصابيح: ۱/۲۰۶، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث/سنن ابن ماجة، باب ذكر التوبة (ح: ۴۲۵۰)/مسند الشهاب القضاعي، التائب من الذنب كمن لا ذنب له (ح: ۱۰۸) انیس)

(۳) الإقتداء بالفاسق أولى من الإنفراد. (درر الحكام شرح غرر الحكام، قبيل جماعة النساء وحدهن: ۱/۸۶، دار إحياء الكتب العربية. انیس)
"صلوا خلف كل بر وفاجر". (سنن الدار قطني، كتاب العيدين، باب صفة من تجوز الصلاة معه، رقم الحديث: ۱۷۸۸/السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الجنائز، باب الصلاة علىٰ من قتل نفسه، رقم الحديث: ۷۰۸۰)

جعلسازی کرنے والے کی امامت:

سوال: زید ایک اسلامی ادارہ میں تنخواہ دار امام ہے، زید نے ادارہ کو اپنے حجرہ مسکونہ کی مرمت کرانے کی اطلاع دی اور مبلغ چالیس روپے مطالبہ کیا، ادارہ نے اس سے ادائیگی مبلغ چالیس روپے کی رسید طلب کی تو امام مذکور نے ایک رسید اپنی ادائیگی کی تصدیق کر کے ادائیگی کا مطالبہ کیا۔ ادارہ کے افسر اعلیٰ نے اس مرمت کی جانچ کے لئے ایک شخص کو متعین کر دیا، جس پر اس نے رپورٹ دی کہ حجرہ کی مرمت ایک صاحب خیر نے اپنی جانب سے کرادی ہے اور امام مذکور کا مطالبہ غلط ہے اور رسید جعلی ہے، امام مذکور نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ کیا اس صورت میں امام قابلِ امامت ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

امام نے جعلسازی کر کے غلط طریقہ پر ناحق روپیہ وصول کرنا چاہا؛ مگر اللہ پاک نے ناکام کر کے اس کو بچا دیا، وہ ناحق روپیہ وصول نہیں کر سکا، جب اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی اور کرم کر کے ناجائز روپیہ اس تک نہیں پہنچنے دیا تو اب اگر وہ اپنی غلطی پر نادم ہو کر توبہ کر لے تو مقتدی کو بھی چاہیے کہ اس کو معاف کر دیں۔

"التائب من الذنب كمن لا ذنب له". (الحدیث)(۱)

امید ہے کہ اس سے امام کی اصلاح ہوگی اور وہ آئندہ ایسا اقدام نہیں کرے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۸/۹/۷/۱۳۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۱۸/۹/۷/۱۳۸۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۷۹/۶-۱۸۰)

جعلسازی اور فریب دہی جیسی نازیبا حرکات والے کی امامت:

سوال: ایک شخص مسمیٰ محی الدین جس پر ہم لوگوں کے بہت احسانات ہیں، چچا مرحوم نے انہیں نہایت پریشانی اور خستہ حالی کے وقت ایک کمرہ کرایہ پر دلایا، کھانے وغیرہ کا انتظام کیا اور ایک مسجد میں کمیٹی والوں سے بڑی سفارش کر کے ان کو مسجد کی امامت دلوائی وغیرہ وغیرہ؛ مگر وہ شخص نہایت جعل ساز، فریبی اور جھوٹا ثابت ہوا، کرایہ کا مکان بھی

(۱) والحديث بتمامه: "عن أبي عبيدة بن عبد الله عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "التائب من الذنب كمن لاذنب له". (سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ص: ۳۲۳، مير محمد كتب خانة، كراچی). (رقم الحديث: ۴۲۵۰، انيس)

عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "كل بني آدم خطاؤن وخير الخطائين التوابون". (سنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ص: ۳۲۳، مير محمد) (رقم الحديث: ۴۲۵۱، انيس)

جعل کر کے غصب کر لیا اور مسجد میں تفرقہ ،فتنہ وفساد پیدا کر دیا،جس کی وجہ سے کافی خلفشار ہے اور متولیان وممبران مسجد نے آنا چھوڑ دیا اور اس کی ناز یبا حرکتوں کی وجہ سے الگ جماعت اسی مسجد کے بالائی حصہ میں کرتے ہیں،جن کی تعداد بیس چالیس آدمی ہیں تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ جو اپنے مفاد کی خاطر غلط بیانی اور کذب بیانی سے مسجد کے اندر شر وفساد برپا کئے ہوئے ہیں اور بہت خلفشار پھیلا دیا؟ امید ہے کہ جواب سے مطلع فرمائیں گے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

جھوٹ بولنا اور دھوکہ دے کر جعلی بیع نامہ،اور دوسرے کے مکان پر غاصبانہ قبضہ کرنا شرعاً ناجائز ہے اور سخت گناہ ہے۔(۱) اگر یہ تحریر کردہ واقعات اسی طرح ہیں،ان میں جھوٹ نہیں تو ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے،تاوقتیکہ امام توبہ کر کے اپنی اصلاح نہ کرے،اس کے پیچھے نماز مکروہ ادا ہوگی،(۲) دوسری جماعت اسی مسجد میں کرنا بھی مکروہ ہے،

---

(۱) قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿ألا لعنة اللّٰه علی الظالمين﴾(سورة هود: ۱۸)

"آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب،وإذا وعد أخلف،وإذا عاهد غدر". زاد مسلم فی رواية: "وإن صام وصلی،وزعم أنه مسلم". {رواه الشيخان}

ويل للذی يحدث بالحديث ليضحک به القوم فيكذب،ويل له ويل له". {رواه أبو داؤد والترمذی وحسنه النسائی والبيهقی}.(الزواجر عن اقتراف الكبائر،كتاب الشهادات،الكبيرة الأربعون بعد الأربعمائة: الكذب الذی فيه حد أو ضرر: ۳۲۳/۲-۳۲۵،دار الفكر،بيروت)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿يا أيها الذين اٰمنوا أوفوا بالعقود﴾ {سورة المائدة: ۱}"وأخرج الشيخان أن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال: أربع من كن فيه كان منافقًا خالصاً،ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتیٰ يدعها: إذا اؤتمن خان،وإذا حدث كذب،وإذا عاهد غدر،وإذا خاصم فجر". (صحيح البخاری،كتاب الإيمان،باب علامة النفاق: ۱۰/۱،قديمی)(رقم الحديث: ۳٤،انيس)

وفی مسلم وغيره: "إذا جمع اللّٰه الأولين والآخرين يوم القيامة،يرفع لكل غادر لواء يعرف به يقال: هٰذه غدرة فلان بن فلان". (الزواجر عن اقتراف الكبائر،كتاب الجهاد،الكبيرة الثانية والثالثة والرابعة بعد الأربع مائة: قتل أو غدر أو ظلم،آه: ۲۹٤/۲،دار الفكر،بيروت)

أخرجه الشيخان عن عائشة رضی اللّٰه عنها أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال: "من ظلم قيد شبر من أرض"،" أی قدره،"طوقه من سبع أرضين"...ومسلم: "لا يأخذ أحد شبراً من الأرض بغير حقه،طوقه إلیٰ سبعين أرضاً". (الزواجر عن اقتراف الكبائر،باب الغصب،وهو الاستيلاء علیٰ مال الغير ظلماً: ٤۳٤/۱،دار الفكر بيروت)

(۲) ويكره إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمیٰ.

وقال ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالیٰ: "قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة،ولعل المراد به من يرتكب الكبائر...وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه،وبأن تقديمه للإمامة تعظيمه،وقد وجب عليهم إهانته شرعاً... كراهة تقديمه كراهة تحريم". (الدر المختار،كتاب الصلاة،باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵٦۰، سعيد)(مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد،انيس)

اس سے بھی پرہیز لازم ہے، اس سے مستقل خلفشار پیدا ہوجاتا ہے، اس کی اجازت نہیں۔(۱) مناسب یہ ہے کہ چند معزز دیندار آدمی سرجوڑ کر تعصب سے علاحدہ ہوکر اصل واقعہ کی تحقیق وتفتیش کر کے خلفشار کو ختم کردیں، یا امام کو الگ کردیں، یا جماعت ثانیہ کو ختم کردیں، جس کی غلطی ہو، وہ اپنی غلطی تسلیم کرے اور سب اتفاق کے ساتھ رہیں۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ﴾(الآية)(۲)

تنبیه: اس کا بھی لحاظ ضروری ہے کہ امام اور مقتدی ہر ایک کے منصب کی رعایت رکھتے ہوئے بیان لیا جائے اور معاملہ نمٹا دیا جائے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹/۱/۱۳۹۴ھ۔(فتاویٰ محمودیہ:۱۸۰/۶-۱۸۲)

دفع ظلم کیلئے جو شخص جھوٹ بولے، اس کی امامت کیسی ہے:

سوال: خلاصہ یہ کہ زید نے عمر پر جھوٹا دعویٰ عدالت میں دائر کیا، حال یہ ہے کہ زید کو عمر نے کسی بات پر مجبور ہوکر جوتے مارے تھے؛ مگر دعویٰ دوسرے عنوان سے اور دوسرے پیرایہ میں کیا گیا، عمر کے وکیل نے عمر کی طرف سے قطعاً انکار کیا؛ کیوں کہ اقرار سے سزا ہوجانے کا اندیشہ تھا، ایسی صورت میں عمر کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

درمختار میں ہے کہ دفع ظلم کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔

”الکذب مباح لإحياء حقه ودفع الظلم عن نفسه والمراد التعريض، إلخ. (۳)

لہٰذا اس صورت میں عمر کی امامت صحیح ہے اور نماز اس کے پیچھے بلا کراہت درست ہے۔فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲۰۷/۳)

(۱) أقول وبالله التوفيق: ما قاله الإمام الحلواني مبنى علىٰ ما كان فى زمن السلف من صلاة الجماعة مرة واحدةً وعدم تكرارها كما هو فى زمنه صلى الله عليه وسلم وزمن الخلفاء بعده، وقدعلمت أن تكرارها مكروه فى ظاهر الرواية، إلافى رواية عن الإمام ورواية عن أبى يوسف كما قدمنا. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الأذان: ۳۹۶/۱، سعيد)(مطلب فى كراهة تكرار الجماعة فى المسجد، انيس)

(۲) سورة الحجرات: ۱۰، انيس.

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفساداً بشرط إجتنابه للفواحش الظاهرة، ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة، ثم الأورع، ثم الأسن، إلخ. (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۷/۱، سعيد)

(۳) الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع: ۳۷۷/۵. ظفير (باب الاستبراء، انيس)

عن أبى الطفيل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا إنه لا يصلح الكذب إلا فى إحدى ثلاث: رجل كذب امرأته ليستصلح خلقها ورجل كذب ليصلح بين امرأين مسلمين ورجل كذب فى خديعة حرب، إن الحرب خدعة. (شرح مشكل الآثار، باب بيان مشكل ماروى عن النبى صلى الله عليه وسلم، الخ (ح: ۲۹۱۷) ==

جھوٹ بولنے اور کبھی کبھی شرک کرنے والے شخص کی امامت:

سوال: میرے گھر کے سامنے جو مسجد ہے، اس کے امام صاحب جھوٹ بھی بولتے ہیں اور کبھی کبھی شرک بھی کرتے ہیں، جھوٹ کا تو مجھے پتہ ہے؛ لیکن شرک کا شک ہے اور وہ جادو، تعویذ وغیرہ بھی کرتے ہیں، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے؟

الجواب

اس امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، اس امام کو بدل دو۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۴۴۶)

دولہا کا سہرا باندھنے، مزار سے منت کی چیزیں کھانے والے کی امامت:

سوال: ہماری مسجد کا امام شادی والے دن ڈھول باجے والوں کے ساتھ جا کر دولہا کا سہرا باندھتا ہے، مسجد کے ساتھ واقع فقیر کے مزار پر دی جانے والی غیر اللہ کی منت کی چیزیں لے لیتا ہے، مسجد کے لئے کوئی شخص اس کو رقم دے کہ منتظم کو دے دو، تو خود کھا جاتا ہے، اور باوجود اس واقعے کے گواہ موجود ہونے کے، انکار کر دیتا ہے کہ مجھے رقم نہیں دی گئی۔ نیز اگر کوئی شخص اس کو قربانی کی کھالیں نہ دے تو اس کے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے سے انکار کر دیتا ہے حالانکہ امام خود صاحب نصاب ہے، اس کے رویے کی وجہ سے کافی نمازی اس سے خفا ہیں، کیا کیا جائے۔

الجواب

اس شخص کو امام نہ رکھا جائے، کسی دوسرے کو امام مقرر کیا جائے۔ واللہ اعلم (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۴۴۶)

== عن أم كلثوم ابنة عقبة أنها قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ليس الكذاب الذى يصلح بين الناس فيقول خيراً أو ينمى خيراً.

وعن أم كلثوم ابنة عقبة وكانت من المهاجرات اللاتى بايعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنها سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: ليس الكذاب الذى ينمى خيرا أو يقول خيرا ليصلح بين الناس.

وكان فى هذين الحديثين نفى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الكذب عمن يصلح بين الناس فينمى خيراً أو يقول خيراً، ولم يكن ذلک إلا على القول الذى بمعاريض الكلام مما ليس قائله كاذبا. (أيضاً (ح: ۲۹۱۷) انيس)

(۱) ويكره تقديم الفاسق، إلخ. (فتح القدير: ۱/۲٤۷)

عن جابر بن عبد اللّٰه قال: خطبنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: يا أيها الناس توبوا إلى اللّٰه ... ألا لا تؤمن إمرأة رجلاً، ولا يؤم أعرابى مهاجراً ولا يؤم فاجر مؤمناً إلا أن يقهره بسلطان يخاف سيفه وسوطه". {رواه ابن ماجة}(إعلاء السنن: ۷/۲۰۱-۲۰۲)(سنن ابن ماجة، أبواب الصلاة، باب فرض الجمعة (ح: ۱۰۸۱) انيس)

(۲) ويكره إمامة عبد و فاسق. (الدر المختار: ۱/۵۵۹-۵٦۰)(كتاب الصلاة، باب الإمامة، انيس)

جو ناجائز دباؤ سے بچنے کی کوشش کرے، اس کی امامت کیسی ہے:

سوال: امام مسجد پر ایک جھوٹا مقدمہ ڈگری کرایا ہے، مولوی صاحب امام مسجد نے اپنی عزت بچانے کے لیے عدالت میں یہ عرض کیا کہ میں ڈگری شدہ روپیہ کے ادا کرنے سے قاصر ہوں، اس صورت میں مولوی صاحب کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

حدیث شریف میں ہے:

''**صلوا خلف کل بر وفاجر**''. (۱) (نماز پڑھو، ہر ایک نیک وبد کے پیچھے۔) پس نماز اس امام کے پیچھے صحیح ہے۔ اتنا ہے کہ جھوٹی گواہی دینے والے وغیرہ کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور ظلم سے بچنے کے لیے جھوٹ بولنا درست ہے، پس وہ شخص جبکہ مظلوم ہے، فاسق نہ ہوگا اور اس کے پیچھے نماز مکروہ نہ ہوگی۔ (۲) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲۲۸/۳-۲۲۹)

جھوٹ بولنے والے کے پیچھے نماز کا حکم:

سوال: امام اگر جھوٹ بولے، یا جھوٹی قسم کھائی تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ اور اس کی کیا سزا ہوگی؟

الجواب

جو شخص جھوٹ بولتا ہو، یا جھوٹی قسم کھاتا ہو، وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور فاسق ہے، جب تک ان گناہوں سے توبہ نہ کرے، اس وقت تک اسے امام بنانا جائز نہیں، (۳) شرعی سزاؤں کو نافذ کرنے کا اختیار صرف اسلامی حکومت کو ہے، عوام کو نہیں۔ (۴) واللہ اعلم بالصواب

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱/۱۱/۱۳۸۷ھ (فتویٰ نمبر: ۱۸/۱۳۲۷، الف) (فتاویٰ عثمانی: ۴۳۸/۱-۴۳۹) ☆

---

(۱) سنن الدار قطني، كتاب العيدين، باب صفة من تجوز الصلاة معه، رقم الحديث: ۱۷۸۸/السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الجنائز، باب الصلاة علىٰ من قتل نفسه، رقم الحديث: ۷۰۸۰، انيس

(۲) فقہاء لکھتے ہیں: الكذب مباح لإحياء حقه ودفع الظلم عن نفسه. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۳۷۷/۵. ظفير) (باب الاستبراء، انيس)

(۳) وفي الدر المختار: ۵۵۹/۱-۵۶۰، طبع ايچ ايم سعيد (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس): ويكره إمامة عبد... وفاسق، وفي الشامية: قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر... وفي المعراج قال أصحابنا: لاينبغي أن يقتدىٰ بالفاسق إلخ، وفيه أيضاً: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا. ==

جھوٹی گواہی دینے والے نابینا کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یانہیں:

سوال: ایک اندھا لالچ کی وجہ سے جھوٹی گواہی دیتا ہے اور طہارت ونجاست میں فرق نہیں کرسکتا، ایسے اندھے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یانہیں؟

الجواب

جبکہ وہ اندھا محتاط نہیں رہتا اور مرتکب کبائر ہونے کی وجہ سے فاسق ہوگیا تو اس کی امامت مکروہ ہے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۷۸/۳-۲۷۹)

جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت:

سوال: جھوٹی گواہی دینے والے کے پیچھے نماز درست ہے، یا مکروہ؟ اور نماز ہوجاتی ہے، یانہیں؟

وفی الهداية: ۱۲۲/۱ (باب الإمامة، انيس): ويكره تقديم العبد...والفاسق؛ لأنه لايهتم لأمر دينه...وإن تقدموا اجاز لقوله عليه السلام صلوا خلف كل برٍ وفاجر، إلخ.

(۴) دیکھئے: الدر المختار مع رد المحتار: ۵٤۹/٦، طبع سعيد

☆ امور شرعیہ کی پابندی نہ کرنے والے اور جھوٹ بولنے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے امام میں درج ذیل خامیاں موجود ہیں۔

(۱) رمضان میں صرف تین روزے رکھے۔
(۲) پیشاب کے بعد کلوخ وغیرہ نہیں کرتے۔
(۳) نماز کی کوئی پابندی نہیں کرتے۔
(۴) بغیر عذر کے بھی کبھی کبھی نماز نہیں پڑھتے۔
(۵) قرآن مجید بھی کبھی کہیں سے کبھی کہیں سے پڑھتے ہیں اور بولتا ہے کہ میں نے ختم کیا۔
(۶) جھوٹ بولنے سے بھی گریز نہیں کرتا کیا ایسے امام کے پیچھے اقتدا صحیح ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: نامعلوم......۲۱/۱۱/۱۹۷۴ء)

الجواب

بشرط صدق وثبوت ایسے امام کے پیچھے صالحین کی اقتدا مکروہ ہے۔

يدل عليه ما في البحر: ۳٤۹/۱: وينبغي أن يكون محل كراهة الاقتداء بهم الفاسق والعبد وغيره عند وجود غيرهم و إلا فلا كراهة. (البحر الرائق: ۳٤۹/۱، باب الإمامة). وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۴۲۲/۲)

حاشية صفحه هذا:

(۱) ويكره إمامة عبد الخ وفاسق. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفير)

الجواب

اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، جب توبہ کر لے تو درست ہے بلا کراہت اور نماز اس کے پیچھے ہر حال میں ہو جاتی ہے؛ لیکن بدونِ توبہ کے مکروہ ہے۔ (۱) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۳۰۸)

جو امام سچی گواہی سے کترائے:

سوال: ایک امام مسجد نے ایک شخص کا نکاح پڑھایا تھا، بعد میں زوجین کے اقربا میں ناچاقی ہوگئی اور مقدمہ شروع ہوا، جس وقت گواہ کی ضرورت ہوئی، امام صاحب چھپ گئے اور عورت کو سکھا دیا کہ تم یہ کہنا کہ میرا نکاح نہیں ہوا، قاضی اور گواہ کے نہ ملنے سے وہ شخص ہار گیا، اس امام کے لیے شرعاً کیا حکم ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسا شخص جو جان بوجھ کر حق کو چھپاوے، فاسق ہے، (۲) لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے، **كذا في الشامي وصرح فيه: أن كراهة تقديمه كراهة تحريم.** (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۱۷۳-۱۷۴)

سچی گواہی دینے والے کے پیچھے نماز درست ہے:

سوال: جو شخص بوجہ کسی ضرورت کے سچی گواہی دے، اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا مکروہ؟

الجواب

سچی گواہی دینا موجب ثواب ہے اور بعض مواقع میں ضرورت ہو جاتی ہے، (۴) پس نماز اس کے پیچھے بلا کراہت درست ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۲۰۸)

---

(۱) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲٦، ظفير)

(۲) ﴿ولا يأب الشهداء إذا ما دعوا﴾ (سورة البقرة: ۲۸۲)

﴿ومن أظلم ممن كتم شهادة عنده من الله وما الله بغافل عما تعملون﴾ (سورة البقرة: ۱٤۰)

قال الحسن البصري: كانوا يقرء ون في كتاب الله الذي آتاهم إن الدين الإسلام وإن محمدا رسول الله وإن إبراهيم وإسماعيل وإسحاق ويعقوب والأسباط كانوا براء من اليهودية والنصرانية فشهدوا لله بذلك وأقروا على أنفسهم لله فكتموا شهادة الله عندهم من ذلك. (تفسير ابن كثير، سورة البقرة: ۱/۳۲٤، دار الكتب العلمية، انيس)

ومتى أخر شاهد الحسبة شهادته بلاعذر فسق. (الدر المختار علىٰ رد المحتار، كتاب الشهادة: ٤/۵۱٤، ظفير)

(۳) رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفير (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۴) (الشهادة فرض) يعني أداؤها وهذا إذا تحملها والتزم حكمها أما إذا لم يتحملها فهو مخير بين التحمل وتركه لأنه التزام للوجوب فهو كما يوجبه على نفسه من النذر وغيره وللإنسان أن يتحرز عن قبول الشهادة وتحملها. (الجوهرة النيرة على مختصر القدوري، الشهادة على مراتب: ۲/۲۲٤، المطبعة الخيرية، انيس)

جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت:

سوال: مسجد موقوفہ محمد بخش ۶/۱۱۲، بیناجھابر کانپور کی کچھ اراضی آتی ہے، جس پر شمس الدین مرحوم کے پسر غلام مصطفیٰ قابض ہیں اور یہ زمین راجہ رام پانڈے کو بیچ دیا ہے، اس سلسلہ میں ۱۹۹۵ء میں مسجد کی طرف سے راجہ رام کو زمین خریدنے اور غلام مصطفیٰ وغیرہ کو زمین بیچنے سے روکا گیا اور سول جج کی عدالت سے اسٹے لے کر مقدمہ چل رہا ہے، مسجد کی طرف سے مقدمہ کی پیروی صابر حسین کررہے ہیں، صابر حسین مسجد خدا کے متولی مقبول حسین کے فرزند ہیں، ان کی حیات میں مسجد کا سارا کام صابر حسین انجام دیتے تھے، ان کو مسجد سے متعلق تمام حالات سے واقفیت ہے۔

(۱) پیش امام نے جھوٹا حلف نامہ داخل کیا ہے، مسجد ہذا میں ان کی امامت درست ہے، یا نہیں؟

(۲) ایسی حالت میں علیحدہ مدرسہ میں جماعت سے نماز پڑھی جاسکتی ہے، یا نہیں؟

(۳) مقتدیوں کی ناراضگی، جھوٹا حلف نامہ داخل کرنا بعض کا مسجد چھوڑ دینا، بعض کا علاحدہ نماز پڑھنا ایسی صورت میں مولانا سمیع اللہ صاحب کو مسجد ہذا میں امامت کرنا درست ہے، یا نہیں؟

هو المصوب

(۱) اگر واقعہ صحیح ہے تو ایسے امام کی امامت مع الکراہت درست ہوگی۔(۱)

(۲) الگ جماعت نہ قائم کی جائے، آپس میں اتحاد واتفاق قائم رکھا جائے، حکمت عملی سے اگر ممکن ہو تو امامت سے امام کو معزول کردیا جائے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو مقتدیوں کی نماز میں کوئی کراہت نہ ہوگی۔

(۳) ایسا امام جس سے لوگ دینی مقصد کے تحت نفرت کرتے ہیں، اسے اپنے طور پر امامت ترک کردینا چاہیے۔ حدیث میں ایسے امام کے بارے میں وعید آئی ہے۔(۲)

تحریر: محمد مستقیم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۰۱-۴۰۲)

---

(۱) عن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: إن الصدق یهدی إلی البر وإن البر یهدی إلی الجنة وإن الرجل لیصدق حتی یکون صدیقا و إن الکذب یهدی إلی الفجور وإن الفجور یهدی إلی النار وأن الرجل لیکذب حتٰی یکتب عند اللّٰه کذابا. (صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب قول اللّٰہ تعالٰی یاأیها الذین آمنوا اتقوا اللّٰہ...، رقم الحدیث: ۶۰۹۴)/صحیح لمسلم، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضله، رقم الحدیث: ۲۶۰۷، انیس)

(۲) عن عبداللّٰہ بن عمرو أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: ثلاثة لایقبل اللّٰہ منهم صلاة: من تقدم قوما وهم له کارهون ورجل أتی الصلاة دباراً -والدبار أن یأتیها بعد أن تفوته- ورجل اعتبد محرره. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب الرجل یؤم القدم وهم له کارهون، رقم الحدیث: ۵۸۹)/المعجم الکبیر للطبرانی، عمران بن عبد المغافری عن عبداللّٰہ بن عمرو، رقم الحدیث: ۱۷۶، انیس)

مسجد کی بے حرمتی کرنے اور جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص قاضی ہے اور وہ اپنا گھوڑا احاطۂ مسجد میں چَراتا ہے، اس کا گھوڑا وقتاً فوقتاً مسجد کے حوض میں پانی پیتا ہے اور صحن مسجد میں بول وبراز کرتا ہے، باوجود منع کرنے کے وہ قاضی مسلمانوں کے ساتھ ضد کرتا ہے اور باز نہیں آتا، حرام حلال مال کے استعمال کرنے میں باوجود واقف ہونے کے دریغ نہیں کرتا، مقدمات میں جھوٹی گواہی دیتا ہے، ایسا شخص قضا کے قابل ہے، یا نہ؟ اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

وہ شخص فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور معزول کرنا اس امام کا لازم ہے اور قاضی بنانے کے وہ لائق نہیں ہے۔ (۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۲۲۷)

نسب بدلنے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص اپنی ذات تبدیل کر لیتا ہے، مثلاً پہلے وہ سید نہیں تھا؛ لیکن اب وہ اپنے آپ کو سید کہلواتا ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب

غیر قوم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا فسق ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ! "**ومن ادعی إلٰی غیر أبیه أو انتمٰی إلٰی غیر موالیه فعلیه لعنة اللّٰه المتتابعة إلٰی یوم القیمة.** (أبوداؤد: ۲/۶۹۷) (۲)

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ایسے شخص پر لعنت ہے، لہٰذا ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان، ۱۳۹۵/۴/۲۷ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۳۳۵)

---

(۱) مسجد کی بے حرمتی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ روکا ہے، ایک امام نے ایک مرتبہ قبلہ کی طرف تھوک دیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امامت سے علیحدہ کرنے کا حکم دے دیا۔ **عن السائب بن خلاد وهو رجل من أصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: إن رجلاً أم قوماً، فبصق فی القبلة، ورسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ینظر، فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لقومه حین فرغ: "لایصلی لکم" فأراد بعد ذلک أن یصلی لهم فمنعوه، فأخبروه بقول رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، فذکر ذلک لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، فقال: نعم، وحسبت أنه قال: إنک قد آذیت اللّٰه ورسوله". {رواه أبوداؤد} (مشکوة المصابیح، باب المساجد، الفصل الثالث: ۷۱ (باب المساجد ومواضع الصلاة، رقم الحدیث: ۷۴۷، انیس**) اسی طرح جھوٹی گواہی پر بڑی وعیدیں آئی ہیں۔)

(۲) **کتاب الأدب، باب فی الرجل ینتمی إلٰی غیر موالیه، رقم الحدیث: ۵۱۱۵، انیس**

جھوٹی قسم سے توبہ کرنے کے بعد اس کی امامت مکروہ نہیں ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی شخص نے جھوٹی قسم کھائی، پھر اس شخص نے توبہ بھی کی اور کفارہ بھی ادا کیا تو توبہ اور کفارہ کے بعد اس کی امامت جائز ہوگی، یا مکروہ؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: سید غلام حیدر شاہ سورجال، راولپنڈی، ۲۷/۱۱/۱۹۶۹ء)

الجواب

یمین غموس گناہِ کبیرہ ہے، (۱) یہ شخص جب توبہ کرلے تو اس کے پیچھے اقتدا مکروہ نہیں ہے، (۲) بشرطیکہ دیگر امور مفسقہ سے پاک ہو۔ وہوالموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲/۳۹۴-۳۹۵)

سوال مثل بالا:

سوال: جو شخص دیندار بنتا ہو اور اس کے اندر درج ذیل اوصاف پائے جاتے ہوں، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۱) جھوٹی وجعلی وصیت نامہ لکھنے اور لکھانے والا۔
(۲) جھوٹی گواہیاں دینے اور دلوانے والا۔
(۳) خاندانی شجرہ سے کسی فرد کا نام دنیاوی جائیداد کو ہڑپنے کی غرض سے حذف کرنے والا۔
(۴) مقدمہ بازی سے دلچسپی کی بنا پر حفظ قرآن سے محروم ہونے والا۔
(۵) عبا پہن کر عیدین کی نماز پڑھانا، جبکہ خود عالم نہیں ہے۔
(۶) لین دین مین بددیانت، نادہندہ، دروغ گو، چرب زبان۔
(۷) موروثی جائیداد میں دوسروں کا حصہ غصب کرنے والا۔

---

(۱) عن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم: الکبائر الإشراک باللّٰہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس. {رواہ البخاری}(صحیح البخاری، باب یمین الغموس، رقم الحدیث: ٦٦٧٥، انیس) وفی روایۃ أنس :"وشہادۃ الزور" بدل الیمین الغموس. {متفق علیہ} (مشکوۃ المصابیح: ١٧/١، باب الکبائر وعلامات النفاق) (صحیح البخاری، باب ماقیل فی شہادۃ الزور، رقم الحدیث: ٢٦٥٣)/ الصحیح لمسلم، باب بیان الکبائر وأکبرھا، رقم الحدیث: ٨٨، انیس)

(۲) وعن عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:" التائب من الذنب کمن لاذنب لہ". (مشکوۃ المصابیح: ٢٠٦/١، باب الاستغفار والتوبۃ، الفصل الثالث)(سنن ابن ماجۃ، باب ذکر التوبۃ، رقم الحدیث: ٤٢٥٠/ مسند الشہاب القضاعی، التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ، رقم الحدیث: ١٠٨، انیس)

(۸) قبرستان کی دکانوں کی آمدنی اور ہزار ہا پیشگی رقم لے کر کرایہ پر دینا، محلّہ والے اعزہ ناراضگی کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں؟

هو المصوب

مذکورہ بالا اوصاف فسق کے ہیں،(۱) اگر شخص مذکور میں واقعتاً پائے جاتے ہیں تو اس کی امامت مکروہ ہے؛ تاہم نماز بالکراہت ادا ہو جائے گی۔ فتاویٰ تارتاخانیہ میں ہے:

"**الصلاة خلف أهل الأهواء يكره**".(۲)

نوٹ: اگر فاسق صاحب اقتدار ہے اس کو لوگ امام بنانا نہیں چاہتے پھر بھی وہ امام بن جاتا ہے تو اختلاف وانتشار سے بچتے ہوئے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہ ہوگی۔(۳)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۳۲۳-۳۲۴)

☆ ☆ ☆

(۱) عن أنس رضي الله عنه قال سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الكبائر قال: الاشراك بالله وعقوق الوالدين وشهادة الزور. (صحيح البخاري، كتاب الشهادات، باب ماقيل في شهادة الزور، رقم الحديث: ۲٦٥۳/ الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان الكبائر وأكبرها، رقم الحديث: ۸۸)/مسند الحارث، باب ماجاء في الكبائر عن عمران بن حصين (ح: ۲۹)انيس)

عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يطبع المؤمن على كل شيء إلا الخيانة والكذب. (السنة لابن أبي عاصم، باب ما يطبع المؤمن عليه (ح: ۱۱٤)/السنة لأبي بكر بن الخلال، باب مناكحة المرجئة (ح: ۱٥۲٥)انيس)

(۲) الفتاوی التاتارخانية: ۱/۳۷٦۔

(۳) ويكره أن يكون الإمام فاسقًا ويكره للرجال أن يصلوا خلفه ... وفي الكافي وإن تقدم الفاسق جاز خلافًا لمالك. (الفتاوى التارتاخانية: ۱/۳۷۸)

بینک کے ملازم اور سودی لین دین کرنے والوں کی امامت

سودی قرض لینے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص سودی قرض لیتا ہے اور جو معاملہ شیعہ سنیوں کا ہوتا ہے، اس میں ہر طرح سے شیعہ کی امداد کرتا ہے اور سنیوں کی مخالفت کرتا ہے، ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔(۱)(فتاویٰ دار العلوم دیو بند:۳/۲۸۹)

بینک کے ملازم کی امامت:

سوال: اوقاف کے ملازم ائمہ جن کی ڈاڑھی مشت سے کم ہے، نیز بینک ملازم حفاظ وقراء داڑھی خور کی اقتدا میں نماز ہو جائے گی، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجوب ــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

یہ داڑھی خور بینک میں ملازمت کی وجہ سے سود خور بھی ہے، ان دونوں گناہوں میں سے ہر ایک موجب فسق ہے؛ اس لیے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۶/صفر ۱۳۹۶ھ (احسن الفتاویٰ:۳۰۳)

(۱-۲) ﴿الـذيـن يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذى يتخبطه الشيطان من المس ذلک بانهم قالوا إنما البيع مثل الربا وأحل الله البيع وحرم الربا﴾(سورة البقرة: ۲۷۵)انيس)

عـن أبـى جحيفة قال: نهـى النبى صـلـى الـلّـه عـليـه وسـلـم عن ثمن الكلب وثمن الدم ونهى عن الواشمة والموشومة وآكل الربا وموكله ولعن المصور. (صحيح البخارى،باب موكل الربا (ح:۲۰۸۶)انيس)

إن التـقريب بين السنة والشيعة مستحيل إذ كيف يمكن الجمع بين الحق والباطل والكفر والإيمان والنور والـظـلام فما دعوة الشيـعة التـى يـنـادون بهـا إلا مـن بـاب التـحذير والتغطية لمخططاتهم الخبيثة .(حـقيقة الشيعة، الخاتـمة:۲۱۸، دار الإيمان أسكندرية،انيس)

ويـكـره أن يـكـون الإمـام فـاسـقـاً لـلـرجـال أن يـصـلـوا خـلـفـه.(الفتاوىٰ التـاتـارخـانية: ۳۷۸/۱)/ (ردالمحتار: ۵۲۳/۱،انيس)

انعامی بونڈ رکھنے والے کی امامت:

سوال: ایسا شخص امامت کے لائق ہے، جو پرائز بونڈ رکھے اور اس پر انعام کی رقم وصول کرے اور انعام سودی رقم سے تقسیم ہوتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجوب ــــــــــــ باسم ملهم الصواب

انعامی بونڈ سود اور قمار کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے؛ اس لیے انعامی بونڈ رکھنے والا فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۵/شوال ۱۳۹۴ھ (احسن الفتاویٰ: ۳/۲۹۷)

سودی کاروبار میں ملازمت اور خود سود لینے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص سرکاری بنک میں ملازم ہے اور سودی قرض کو لکھتا ہے اور خود بھی سود لیتا ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے، یا نہیں؟ اور نماز کا اعادہ واجب ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ

حدیث شریف میں سود کے لینے والے اور دینے والے اور گواہوں وغیرہم پر لعنت وارد ہوئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "**هم سواء**". (۲) یعنی وہ سب برابر ہیں گناہ میں، لہٰذا شخص مذکور کو بوجہ فاسق ہونے کے تاوقتیکہ توبہ نہ کرے لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ (کذا فی الشامی)(۳)

لیکن درمختار میں دوسری جگہ نقل کیا ہے:

"**صلّٰى خلف فاسق أو مبتدع، نال فضل الجماعة، أفاد أن الصلاة خلفهما أولٰى من الانفراد**".(ردالمحتار)(۴)

---

(۱) الكبيرة الثانية عشر الربا.(الكبائر للذهبي: ۶۱/۱، دار الندوة الجديدة بيروت، انيس)

ويكره أن يكون الإمام فاسقاً للرجال أن يصلوا خلفه.(الفتاوىٰ التاتارخانية: ۳۷۸/۱)/(كذا في ردالمحتار: ۵۲۳/۱، انيس)

(۲) عن جابر قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم آكل الربا ومؤكله وكاتبه وشاهديه وقال: هم سواء.(صحيح مسلم، باب لعن آكل الربا ومؤكله (ح: ۱۵۹۸) انيس)

(۳) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق.(الدر المختار)

بل مشٰى في شرح المنية أن كراهة تقديمه كراهة تحريم.(ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفير)

(۴) ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفير

البتہ یہ قاعدہ بھی فقہا نے لکھا ہے: "**كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها**". (۱)
اس میں یہ بھی بعض نے تفصیل فرمائی ہے کہ وقت کے اندر اعادہ واجب ہے اور وقت کے بعد مستحب ہے، مگر شامی نے اس کو مرجوح کہا ہے اور کہا کہ راجح یہی ہے کہ وقت کے اندر اور بعد وقت کے اعادہ واجب ہے، (۲) البتہ جو علما اصل سے اعادہ کو مستحب ہی فرماتے ہیں، وہ ہر دو حال میں مستحب ہی کہیں گے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند: ۳/۱۳۴-۱۳۵)

سودی قرض لینے والے اور وعدہ ایفا نہ کرنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: زید مقروض ہے اور قرضہ مع سود بلا سود دونوں قسم کا ہے، وعدہ ہر قسم کا کرتا ہے؛ مگر ایفا کسی کا نہیں ہوتا، ایسی صورت میں زید کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

نماز اس کے پیچھے صحیح ہے؛ لیکن اگر سودی قرض لیتا ہے تو گنہگار ہے، اس حالت میں نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے۔ (۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند: ۳/۲۲۰-۲۲۱)

سودی قرض لینے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: جو شخص امام ہو، وہ اپنے دوسرے کام؛ یعنی تجارت وغیرہ کے واسطے پیسہ سود پر لے کر کام کرتا ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟

الجواب

سود پر قرض لینے والا موافق حدیث کے مستحق لعنت اور فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (**كما حققه في الشامي، من باب الإمامة في المجلد الأول**) (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند: ۳/۲۳۳)

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة: ۱/۴۲۵، ظفير

(۲) قيد في البحر في باب قضاء الفوائت وجوب الإعادة في أداء الصلاة مع كراهة التحريم بما قبل خروج الوقت، أما بعده فتستحب، وسيأتي الكلام فيه هناك إلخ وترجيح القول بالوجوب في الوقت وبعده. (رد المحتار، باب صفة الصلاة، تحت مطلب: كل صلاة أديت مع كراهة التحريم: ۱/۴۲۶، ظفير)

(۳) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار) المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر وآكل الربوٰ ونحو ذلك. (رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفير) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

﴿وأحل اللّٰه البيع وحرم الربا﴾ أى حرم أن يزاد في القرض على القدر المدفوع. (النهر الفائق، باب الربا: ۳/۴۶۹، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

(۴) وكذا تكره خلف أمرد إلخ وآكل الربا ونمام ومراء متصنع. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۵، ظفير)

سودخور کو امامت سے ہٹانا لازم ہے:

سوال: ایک امام یہاں امامت کے فرائض سرانجام دیتا ہے، مع ہذا سود پر لوگوں کو قرض دیتا ہے، وہ بینک سے سود پر قرض لیتا ہے اور لوگوں سے دس فیصد سود وصول کرتا ہے، پتہ چلنے پر اس کو ملامت کی گئی تو اس نے یہ کام اپنے بیٹے کے نام کر دیا؛ مگر حقیقت میں نفع وہی لیتا ہے، ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب

چونکہ سود لینا شرعاً حرام قطعی ہے؛(۱) اس لیے اگر واقعی امام مذکور سود لیتا ہے تو وہ شرعاً فاسق اور مرتکب کبیرہ ہے،(۲) فاسق لائق امامت نہیں، (۳) اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، (۴) ایسے امام کو امامت سے ہٹانا مقتدیوں پر لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ، نائب مفتی قاسم العلوم ملتان، ۱۳۸۳/۱۲/۳۰ھ۔ اصاب من اجاب: عبد اللطیف غفرلہ، قاسم العلوم ملتان۔ الجواب صحیح: محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس ملتان۔ الجواب صحیح: سید علی قادری، مفتی انوار العلوم، ملتان، ۱ر محرم الحرام، ۱۳۸۴ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۶۲/۲-۳۶۳)

سودی کاروبار کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے:

سوال: ایک شخص حافظ ہے اور وہ بیاج؛ یعنی سود وغیرہ کا کاروبار کرتا ہے اور مسجد میں کھڑے ہو کر قرآن شریف سناتا ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز تراویح جائز ہو سکتی ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۱۹۵۴، عبید اللہ صراف (فیروز پور سٹی) ۲۴ شعبان ۱۳۵۶ھ، ۳۰ ر اکتوبر ۱۹۳۷ء)

---

(۱) ﴿الـذيـن يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذى يتخبطه الشيطان من المس ذلك بانهم قالوا إنما البيع مثل الربا وأحل الله البيع وحرم الربا﴾(سورة البقرة: ٢٧٥)انيس)

(۲) عن عمير عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الكبائر سبع: الإشراك بالله وقتل النفس المؤمنة والفرار من الزحف وأكل الربا وأكل مال اليتيم وعقوق الوالدين والإلحاد بالبيت الحرام. (المعجم الكبير للطبراني، عمير بن قتادة الليثى أبو عبيد (ح: ١٠٢)انيس)

(۳) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن فى تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً، إلخ. بل مشٰى فى شرح المنية علٰى أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا. (ردالمحتار، باب الإمامة: ٥٢٣/١، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، انيس)

(۴) ويكره إمامة فاسق. (الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ٥٦٠/١، طبع ايچ ايم سعيد، انيس)

(فالحاصل أنه يكره) قال الرملي: ذكر الحلبي فى شرح منية المصلى أن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم". (منحة الخالق على البحر الرائق، إمامة العبد والأعرابى والفاسق والمبتدع والأعمى وولد الزنا: ٣٧٠/١، دارالكتاب الإسلامى بيروت. انيس)

الجواب

سود کا کاروبار کرنے والوں کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ تو ہو جائے گی؛ لیکن مکروہ ہوگی، لہٰذا اس کے پیچھے قرآن شریف سننے سے نہ سننا بہتر وافضل ہے، ہاں! اگر سود کے لین دین سے توبہ کرے گا تو اس کے پیچھے بغیر کراہت کے نماز پڑھنی جائز ہو جائے گی۔ (۱) (کفایت المفتی:۳/۱۰۳)

والد کے دَین میں مجبوراً سود ادا کرنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: میرے والد نے کچھ زمین بنئے کے پاس رہن کردی تھی، والد فوت ہو گئے اور میرے پاس روپیہ اس کے چھڑانے کو نہیں ہے، میں مجبور ہوں اور مجبوراً سود دے رہا ہوں، مجھ پر کچھ مواخذہ ہے، یا نہیں؟ اور میرے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

چونکہ تم مجبور ہو، اس وجہ سے تم پر مواخذہ نہیں ہے اور نماز تمہارے پیچھے بلا کراہت صحیح ہے۔ (۲) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۲۴۲)

مجبوراً سود پر قرض لینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا:

(الجمعیۃ، مورخہ فروری ۱۹۲۸ء)

سوال: امام متشرع اور نیک ہے؛ لیکن حوادث زمانہ سے مجبور ہو کر سودی قرضہ غیر مسلم سے لیا، اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

---

(۱) وكذا تكره خلف أمرد وآكل الربا أو مراء،إلخ. (الدر المختار،باب الإمامة: ۱/۵۵۹،ط:سعيد)

عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "التائب من الذنب كمن لا ذنب له". (سنن ابن ماجة،باب ذكر التوبة: ۳۱۳،ط،قديمى كتب خانة كراچى)

وفى المحيط: لو صلى خلف فاسق أو مبتدع أحرز ثواب الجماعة. (فتح القدير: ۱/۲۴۷،باب الإمامة،دار صادر بيروت،انيس)

وفى الحاشية: والفاسق لأنه لا يهتم بأمر دينه وقال مالك لا تجوز الصلاة خلفه لأنه لما ظهر منه الخيانة فى الأمور الدينية لا يؤتمن فى أهم الأمور وقلنا: عبد الله بن عمرو أنس بن مالك و غيرهما من الصحابة والتابعين صلوا خلف الحجاج وكان أفسق أهل زمانه. (فتح القدير: ۱/۲۴۷،انيس)

(۲) الضرورات تبيح المحظورات. (الأشباه والنظائر، ظفير) (القاعدة الثالثة،انيس)

الجواب

سود لینا دینا دونوں حرام ہیں؛ لیکن اگر اضطراری حالت میں کسی نے سود دیا ہو تو یہ اس کے لیے موجب فسق نہ ہوگا۔(۱)
محمد کفایت اللہ غفرلہ (کفایت المفتی:۸/۱۰۷)

بینک میں روپیہ رکھنے والے کی امامت:

سوال: جو شخص بینک میں روپیہ داخل کرتا ہے، اس کی امامت درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۲۲۴-۲۲۵)

حیلے بہانے سے سود لینے والے کی امامت:

سوال: مسمّٰی احسان علی موضع مرشدآباد کے قاضی اور پیش امام ہیں، عرصہ پانچ چھ برس کا ہوا کہ مسمّٰی احسان علی نے بذریعہ تحریری تمسک دستاویزات کے اس طریقہ سے سود لینا شروع کیا کہ دستاویزات اپنے پوتے اور لڑکے کے نام لکھنا شروع کیا اور بعض بعض سے سود بھی وصول کیا، دریافت کرنے پر جواب دیا کہ میں اس کو نہیں کرتا ہوں؛ بلکہ میرے لڑکے ایسا کرتے ہیں، یہ حیلہ برائے نام ہے، احسان علی امام ہونے کے قابل ہیں، یا نہیں؟

(۱) (قال تعالیٰ: ﴿فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا إثم علیه﴾ (سورۃ البقرۃ:۱۷۳، انیس)
فعلق الإباحة بوجود الضرورة والضرورة هی خوف الضرر بترک الأکل إما علی نفسه أو علی عضو من أعضائه فمتی أکل بمقدار ما یزول عنه الخوف من الضرر فی الحال فقد زالت الضرورة ولا اعتبار فی ذلک بسد الجوعة لأن الجوع فی الإبتداء لا یبیح أکل المیتة إذا لم یخف ضرراً بترکه. (أحکام القرآن للجصاص، مطلب الدهن المتنجس یجوز الإنتفاع به، الخ:۱/۱۵۹، دارالکتب العلمیة بیروت، انیس)
مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا اگر وہ سودی قرض اس صورت میں لیا، جبکہ اسے اپنے نفس، یا کسی عضو کے تلف ہونے کا خطرہ لاحق ہو، سودی قرض لے کر ہی اس ضرورت کو پوری کر سکتا ہو تو بقدر ضرورت سودی قرض لینا درست ہوگا، سودی قرضہ کے احکام علما سے معلوم کر کے عمل کریں۔ انیس
(۲) وکذا تکره خلف أمرد (إلی قوله) وآکل الربا ونحو ذلک. (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار، باب الإمامة:۱/۵۲۵، ظفیر)
مگر اس زمانہ میں جبکہ چوری ڈکیتی عام ہے اور روپیہ کی حفاظت کا ذریعہ سوائے بینک کے دوسرا نہیں، بینک میں بغرض حفاظت رکھنا درست ہے اور اس کی امامت بھی درست ہے۔ واللہ اعلم، ظفیر
یہ فتویٰ ڈیڑھ سو سال پہلے کا ہے، اب ملکی حالات وضروریات کی وجہ سے بینک میں رکھنے کی اجازت ہے، مگر سود لینے کی اجازت نہیں ہے، بینک سے اس روپیہ کو نکال کر بلانیت ثواب غربا پر صرف کردے۔ انیس

الجواب

مسمّٰی احسان علی اس صورت میں لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اگر وہ تائب نہ ہو تو اس کو معزول کیا جائے اور دوسرا امام صالح مقرر کیا جاوے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۳/۲۵۰)

سود کی رقم سے امام کی تنخواہ:

سوال: اسٹیٹ بینک کی طرف سے تعمیر شدہ مسجد میں امامت کرانا اور بینک ہی کی طرف سے تنخواہ وصول کرنا جائز ہے، یا یہ بھی بینک میں ملازمت کرنے جیسا فعل ہے، جو کہ حرام بتایا جاتا ہے؟

الجواب

یہ مسجد اگر سود کی رقم سے بنی ہو تو اس میں نماز مکروہ ہے،(۲) اور امام کو تنخواہ اگر سود کی رقم سے دی جاتی ہو تو یہ تنخواہ حرام ہے۔(۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۴۴۶)

بینک کے ملازم کی امامت مکروہ تحریمی ہے:

سوال: اگر پیش امام بینک میں ملازم ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ (خاص کر اس کی ڈیوٹی سودی لین دین ہو) اور تنخواہ حرام ہے، یا حلال؟

الجواب

بینک کی ملازمت جائز نہیں۔(۴) اور ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے،(۵) بینک کی تنخواہ چونکہ سود سے ملتی ہے؛ اس لیے وہ بھی حلال نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۴۴۷)

(۱) وكذا تكره خلف أمرد، إلخ، وآكل الربا. (الدر المختار، باب الإمامة، ظفير)

(۲) قال تاج الشريعة: أمالو أنفق في ذلك مالاً خبيثاً و مالاً سببه الخبيث والطيب فيكره؛ لأن الله تعالىٰ لايقبل إلاالطيب. (ردالمحتار: ۶۵۸/۱) (كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد، انيس)

(۳) وفي حظر الأشباه: الحرمة تتعدد مع العلم بها إلا في حق الوارث.

وفي الشامية: ومانقل عن بعض الحنفية من أن الحرام لايتعدى ذمتين... هو محمول علىٰ ما إذا لم يعلم بذالك، أمالو رأى المكاس مثلاً ياخذ من أحد شيئاً من المكس ثم يعطيه آخر ثم يأخذ من ذلك الآخر فهو حرام. (رد المحتار مع الدر المختار: ۹۸/۵) مطلب: الحرمة تتعدد، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، انيس)

(۴) موجودہ بینک کا نظام سودی ہے؛ اس لئے اس میں ملازمت ناجائز ہے اور اگر غیر سودی بینک ہے تو پھر جائز ہے، انیس)

عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا ومؤكله وكاتبه و شاهديه وقال: هم سواء. رواه مسلم. (مشكوة: ۲۴۴، الفصل الأول باب الربا) (رقم الحديث: ۲۸۰۷، انيس)

وتكره الصلاة خلف شارب الخمر وآكل الربا؛ لأنه فاسق. (الجوهرة النيرة: ۵۸/۱) أيضاً ردالمحتار: ۵۶۰/۱) (باب الإمامة، انيس)

رشوت خور اور کذاب کی امامت کا کیا حکم ہے:

سوال: زید حد درجہ کا رشوت خور اور کذاب ہے، نمازِ پنجگانہ کا بہت محافظ نہیں، بلا وجہ ترک کرتا ہے اور بزرگانِ دین کی شان میں کلمات گستاخانہ کہتا ہے، اس کی امامت کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

قال فی رد المحتار:

"وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه،وبأن فی تقديمه للإمامة تعظيمه،وقد وجب عليهم إهانته شرعًا،ولايخفٰى أنه إذاكان أعلم من غيره لاتزول العلة،فإنه لايؤمن أن يصلی بهم بغيرطهارة،فهوكالمبتدع تكره إمامته لكل حال،بل مشٰی فی شرح المنية علٰی أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا،وقال:لذالم يجزالصلاة خلفه أصلاً عند مالک ورواية عن أحمد،إلخ. (۱)(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۲۲۹-۲۳۰)

☆ ☆ ☆

(۱) معلوم ہوا کہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ظفیر

ردالمحتار: ۱/۵۲۳،باب الإمامة،ظفير(مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد،انيس)

عن عبد اللّٰه رضی اللّٰه عنه أنه قال:لا يصلح صفقتان فی صفقة، إن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم لعن آكل الربا وموكله وشاهديه وكاتبه.(السنة للمروزی (۱۸۷)/موارد الظمأن إلی زوائد ابن حبان،باب مانهی عنه فی البيع عن الشروط (ح:۱۱۱۲)انيس)

ناجائز آمدنی حاصل کرنے والوں کی امامت

ملازمت کے باوجود کارِ منصبی نہ ادا کرنے والے کی امامت:

سوال: جو شخص کسی محکمہ میں ملازم ہو اور کارِ منصبی ادا نہ کرتا ہو اور ماہ بماہ تنخواہ لیتا ہو، اس کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسے شخص کی امامت بوجہ فسق کے مکروہ ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۱۰/۳)

کم تولنے والے کی امامت:

سوال: جو شخص کم تولے اور جھوٹ بولے اور کبھی کبھی نماز بھی قضا کرے اور قرأت بھی صاف نہ پڑھے اور سودی دستاویز بھی لکھتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے اور نماز اس کے پیچھے بحالت مذکورہ مکروہ ہے،(۲) پس اہل محلّہ واہل مسجد کو چاہیے کہ اس کو معزول کر کے کسی لائق بالامامت کو امام بناویں۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۷۱/۳)

(۱) ملازم کی ذمہ داری ہے کہ وہ مفوضہ ذمہ داری کو ادا کرے، اگر اس میں کوتاہی کر رہا ہے تو خلاف شریعت کام کر رہا ہے۔انیس

عن عبد اللّٰه بن عمر رضی اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: ألا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته فالإمام الذی علی الناس راع وهو مسئول عن رعیته والرجل راع علی أهل بیته وهو مسئول عن رعیته والمرأة راعیة علی أهل بیتها وولده وهی مسئولة عنهم وعبدالرجل راع علی مال سیده وهو مسئول عنه ألا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته.(صحیح البخاری،باب قول اللّٰه تعالیٰ: ﴿أطیعوا الله وأطیعوا الرسول﴾الخ (ح:۷۱۳۸)/الصحیح لمسلم،باب فضیلة الإمام العادل (ح:۱۸۲۹)انیس)

(ألا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته) أی حافظ مؤتمن والرعیة کل من شمله حفظ الراعی ونظره.(النهایة فی غریب الحدیث والآثار،مادة رغب: ۲۳۶/۲،المکتبة العلمیة، بیروت،انیس)

ویکره إمامة عبد،إلخ، وفاسق.(الدر المختار)

ولعل المراد به من یرتکب الکبائر .(ردالمحتار،باب الإمامة: ۵۲۳/۱،ظفیر)(مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد،انیس)

==

وارثوں کو حصہ نہ دینے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمّٰی زید فوت ہوگیا اور اس کی اولاد میں سے تین لڑکے ایک لڑکی ہے، زید مذکور پاکستان بننے سے پہلے کئی سال گذرے فوت ہوا تھا؛ لیکن جائیداد اولاد کے نام منتقل نہیں ہوئی، پاکستان بننے میں جب شرعی طور پر وارثت تقسیم کرنا منظور ہوا تو زید متوفی کی جائیداد اس کی اولاد پر تقسیم ہونے کے وقت بڑے لڑکے خالد نے کہا کہ ہماری ہمشیرہ ہندہ وراثت کی حقدار نہیں، چونکہ ہمارا باپ پاکستان بننے سے پہلے کئی سال گزرے فوت ہوا، اس وقت قانوناً لڑکی ورثہ لینے کی حقدار نہ تھی تو اس صورت پر ہندہ کے نام جائداد منتقل نہ کی گئی، اب استفسار ہے کہ عدالت میں دعویٰ کرے تو شرعاً ہندہ اپنا حصہ لے سکتی ہے، یا نہ؟ اور خالد جس نے ہمشیرہ کو حصہ سے محروم کردیا، اس کا شرعا کیا حکم ہے؟ اگر امام مسجد ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجوب ــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

ہندہ اپنا حصہ بہر کیف وصول سکتی ہے، خالد حکم قرآنی کی خلاف ورزی کی وجہ سے فاسق اور ظالم ہے، (۱) لہٰذا اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲ر محرم ۱۳۹۶ھ (احسن الفتاویٰ: ۳۰۲)

ہیرا پھیری کرنے وانے کی امامت:

سوال: چوستان کے لوگوں کو گورنمنٹ زمین تقسیم کرتی ہے، جس میں شرط یہ ہوتی ہے کہ جس شخص کو زمین تقسیم کی جاتی ہے، وہ چوستان کا رہائشی ہو، نمبروار اس کی تصدیق کرے کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے اور یہاں کا مستقل رہائشی ہے، مذکورہ شرائط سے وہ شخص زمین کا حقدار ہے؛ لیکن ایک شخص نے نمبروار سے سے دھوکہ سے تصدیق کروا کر اور ہیرا پھیری کر کے زمین حاصل کرلی۔ آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے اور یہ امامت کے لائق ہے، یا نہیں؟

== ویکره أن یکون الإمام فاسقاً للرجال أن یصلوا خلفه. (الفتاویٰ التاتارخانیة: ۳۷۸/۱، انیس)

(۲) وأن کراهة تقدیمه أی الفاسق کراهة تحریم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر)

(۳) نعم أخرج الحاکم فی مستدرکه مرفوعاً: "إن سرکم أن یقبل اللّٰه صلاتکم فلیؤمکم خیارکم، فإنهم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم"، اه. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفیر) (مطلب: البدعة خمسة أقسام) / المستدرک للحاکم، ذکر مناقب مرثد بن أبی مرثد الغنوی (ح: ۴۹۸۱) انیس)

حاشية صفحه هذا:

(۱) ﴿یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِی أَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَیَیْنِ﴾ ... ﴿وَمَن یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَاراً خَالِدًا فِیْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ﴾ (سورة النساء: ۱۱-۱۴، انیس)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

امام صاحب تاوقتیکہ توبہ کرکے اس ہیرا پھیری کی تلافی نہ کریں، ان کی امامت مکروہ ہے۔ (۱) فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان، ۱۸/۱۱/۱۴۰۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، صدر مفتی۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۳۷۹-۳۸۰)

جس کا والد ناجائز کاروبار کرے، اس کی امامت:

سوال: ایک لڑکا عالم فارغ دارالعلوم ہے اور اس کا والد نکاح پر نکاح کا کاروبار کرے تو لڑکے کی امامت درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

والد کے اس ناجائز کاروبار سے لڑکے کی امامت میں کوئی خرابی نہیں۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۲۵۱-۲۵۲)

ملاوٹ کرنے والے کی امامت:

سوال: ایک امام مسجد جو موبل آئل کا کاروبار کرتے ہیں اور موبل آئل میں ملاوٹ کرتے ہیں؛ تاکہ نفع زیادہ ہو، مقتدی ان پر ناراض ہیں، اگر ان امام صاحب کو منع کیا جاوے تو جمعہ میں منع کرنے والوں کی مختلف طریق پر مذمت کرتے ہیں، نیز مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر بسوں وغیرہ کی آمد و روانگی کا اعلان کرتے ہیں، کیا ان صفات کا مالک امام بن سکتا ہے؟

---

(۱) عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللا فقال: ما هذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله، قال: أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غش فليس منا. (الصحيح لمسلم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: من غش فليس منا (ح: ۱۰۲) انيس)

عن عبدالله عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: ليس منا من غش في البيع والشراء) وكذا في غيرهما من الأشياء وقد روى أحمد وأبوداؤد وابن ماجة والحاكم عن أبي هريرة: ليس منا من غش وفي رواية الترمذي: من غش فليس منا، وفي رواية الطبراني وأبي نعيم في الحلية عن ابن مسعود: من غشنا فليس منا وفي أكثر طرقه أن ذلك بسبب الطعام رآه النبي صلى الله عليه وسلم في السوق مبتلا داخله، كما أخرجه الشيخان عن أبي هريرة رضي الله عنه وأشار إليه في الحديث الأصل بقوله في البيع والشراء إيماء إلى أنه سبب الورود وإلا فالغش مطلقا مذموم. (شرح مسند أبي حنيفة للقاري، ليس منا من غش في البيع والشراء: ۱/۲۳۶، دار الكتب العلمية، انيس)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرىٰ﴾ (سورة الفاطر: ۱۸)

ولا تزر وازرة أي لا تحمل نفس آثمة وزر أي ثقل يعني إثم نفس أخرى. (التفسير المظهري، سورة الفاطر: ۸/۵۱، مكتبة الرشدية الباكستان، انيس)

الجواب ـــــــــــــــــــ

اگر واقعۃً وہ ملاوٹ کرتے ہیں اور خالص کہہ کر فروخت کرتے ہیں تو وہ دھوکہ دہی کی وجہ سے فاسق ہیں، (۱) ایسے شخص کی امامت شرعاً مکروہ تحریمی ہے، اگر وہ توبہ کر کے اصلاح نہ کریں تو انہیں امامت سے علاحدہ کر دیا جاوے، نیز مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر بسوں وغیرہ کا اعلان کرنا درست نہیں، فوراً بند کر دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔

الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ، ۱۳۹۸/۱۱/۸ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۷۳/۲) ☆

ناجائز رقم سے پنکھا خریدنے والے کی امامت:

سوال: زید مسجد کا امام ہے؛ مگر زید کے حجرہ میں جو بجلی کا پنکھا لگا ہے، وہ چندہ سے لایا گیا ہے، جس میں ایسے لوگوں کا پیسہ ہے، جن کا شراب کا مکمل دھندہ ہے اور سنیما کا بھی پیسہ ہے اور زید ان سب باتوں کو خوب جانتا ہے، لہٰذا جو امام ایسے روپئے سے لائے ہوئے پنکھے سے ہوا استعمال کرتا ہے تو کیا شریعت کے نزدیک ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھے تو نماز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

امام کو ناجائز پیسوں سے پنکھا خریدنا درست نہیں تھا، (۲) اگر جائز و ناجائز دونوں قسم کا پیسہ پنکھے کی قیمت میں لگایا تو

(۱) ''لأن الغش حرام''. (الدر المختار علی صدر رد المحتار، مطلب فی جملة ما یسقط به الخیار: ۴۷/۵، دار الفکر بیروت، انیس)

☆ **ناجائز کاروبار والے کے یہاں کھانے والے امام کی اقتدا کا حکم:**

سوال: ایک شخص کا ناجائز کاروبار ہے اور مسجد کے امام صاحب ان کے گھر کا کھاتے ہیں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

مذکور فی السوال امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے: ''صلوا خلف کل بر و فاجر''. (نصب الرأیة، باب الإمامة، انیس) (اگر غالب مال حرام کا ہے تو کھانا نہ کھائے البتہ یہ معلوم ہو کہ وہ جائز آمدنی سے کھلاتا ہے تو جائز ہے پھر بھی مشتبہات سے پرہیز کرنا چاہئے۔ (الفتاویٰ الہندیة: ۳۴۲/۵، انیس) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ: ۵۲/۲)

(۲) ﴿یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰهِ إِنْ کُنْتُمْ إِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ (سورة البقرة: ۱۷۲، انیس)

==

اس میں گنجائش ہے؛ تاہم شراب کی قیمت اور سنیما کی آمدنی سے امام صاحب کو پیسہ لینا نہیں چاہیے، اگر سنیما وشراب والوں کے پاس جائز پیسہ بھی ہوتو وہ پیسہ لینا درست ہے،(۱) امامت ان امام صاحب کی درست ہے، ایسے پنکھے کی حجرہ میں ہوا لگنے کی وجہ سے ان کی نماز اور ان کے پیچھے مقتدیوں کی نماز فاسد نہیں ہوگی، اگر امام صاحب ناجائز پیسے سے خریدے ہوئے پنکھے کو وہاں سے ہٹا کر جائز پیسے سے خریدا ہوا پنکھا استعمال کریں تو معترض کا یہ اعتراض بالکل ختم ہوجائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ (فتاویٰ محمودیہ:۱۴۵/۶) ☆

== عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيها الناس إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال: ﴿يا ايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا إني بما تعملون عليم﴾(سورة المؤمنين: ٥١)وقال: ﴿يا ايها الذين آمنوا كلوا من طيبات مارزقناكم﴾(سورة البقرة: ١٧٢)ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء يا رب يارب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بحرام فأنى يستجاب لذلك؟(صحيح لمسلم،باب قبول الصدقة من الكسب الطيب (ح:١٠١٥)انيس)

اكتسب حراماً واشترىٰ به أوبالدراهم المغصوبة شيئاً،قال الكرخي رحمه الله تعالىٰ: إن نقد قبل البيع تصدق بالربح،وإلالا،وهٰذا قياس. وقال أبوبكر: كلاهما سواء،ولايطيب له". (الدر المختار،كتاب البيوع،باب المتفرقات:٢٣٥/٥،سعيد)

(١) أهدىٰ إلىٰ رجل شيئاً أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلابأس إلا أن يعلم بأنه حرام،فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية،ولا يأكل الطعام إلا أن يخبره بأنه حلال ورثه أواستقرضه من رجل،كذا في الينابيع". (الفتاوىٰ الهندية،الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات:٣٤٢/٥، رشيدية)

ولو أن رجلا أهدى إلى إنسان يكتسب من ربا أو رجل ظالم يأخذ أموال الناس أوأضافه فإن كان غالب ماله من حرام فلا ينبغي له أن يقبل ولا يأكل من طعامه مالم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه أو نحو ذلك،فإن كان غالب ماله حلال فلا بأس بأن يقبل هديته ويأكل منه لم يتبين عنده أنه من حرام.(عيون المسائل للسمرقندى،هدية من ظالم أو غاصب أو مراب: ٤٧٨/١ ،مطبعة أسعد بغداد،انيس)

☆ رشوت میں تعاون کرنے والے کی امامت:

سوال: گاؤں میں ایک رہزن قتل کیا گیا، اس کے قاتلوں نے گاؤں والوں سے چندہ لیا کہ پولس کو رشوت دینا ہے، جس میں ہماری جامع مسجد کے امام صاحب نے بھی چندہ دیا ہے، جبکہ رہزن نے امام صاحب کو کوئی اذیت نہیں پہونچائی، کیا ان کی اقتداء جائز ہے؟

هو المصوب

امام صاحب کا چندہ دینا غلط ہے، (وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. (سورۃ المائدۃ: ۲) ان کو اس عمل سے توبہ کرنا چاہئے اور ایسی حرکت سے آئندہ باز رہیں۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۳۵۷/۲)

تاڑی بیچنے والے کی امامت:

سوال: بکر تاڑی اپنے تاڑوں کی بیچتا ہے، اس کے پیچھے نماز اور اس کے ساتھ کھانا، پینا جائز ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

تاڑی بیچنا، یا بچوانا ناجائز ہے، (لہٰذا اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے)۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عباس، ۱۳۵۲/۱۱/۲۴ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۲۶/۲-۳۲۷)

لڑکی کی شادی پر روپے وصول کرنے والے کی امامت جائز ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص نے اپنی لڑکی کی شادی میں لڑکے کے والدین سے دوسو روپیہ لے لیے، ایسا شخص امامت کراوے تو جائز ہے، یا نہیں؟ اب وہ توبہ کرتا ہے؛ لیکن روپیہ واپس نہیں دیا جاتا تو بدونِ روپیہ واپس دیئے توبہ کرنے سے، وہ لائق امامت ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ

لڑکی کے والدین کو شوہر سے یا شوہر کے والدین سے کچھ روپیہ لینا درمختار میں رشوت اور حرام لکھا ہے، (۲) پس اس روپے کو واپس کرنا ضروری ہے اور توبہ اس کی یہی ہے کہ روپیہ واپس کردے، اگر روپیہ واپس نہ کیا تو فاسق رہا اور فاسق کی امامت مکروہ ہے، فاسق لائق امام بنانے کے نہیں ہے، اس کے اور اس کے معاونین کے پیچھے اگرچہ نماز ہوجاتی

---

(۱) تاڑ اور کھجور کے درخت سے نکالا جانے والا رس تاڑی کہلاتا ہے، اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ اگر اس میں جھاگ پیدا ہوگئی تو وہ نشہ آور ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں اس کا پینا جائز نہیں ہے۔ (ہدایۃ آخرین: ۴۷۹/۳)

جب تک جھاگ نہ اٹھے، نشہ پیدا نہیں ہوتا، ایسی صورت میں اس کے پینے کی گنجائش ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ ایسے مشروبات کو بالکل ہی استعمال نہ کرے؛ کیوں کہ اگر چہ جھاگ نہ اٹھا ہو اور پیتے وقت دیکھنے والا سمجھے گا کہ یہ نشہ ور چیز استعمال کر رہا ہے، اس طرح وہ اپنے آپ کو مقام تہمت میں ڈال رہا ہے اور مواقع تہمت سے بچنا چاہئے۔انیس

ویکرہ...(إمامة عبد)... (وفاسق).(الدر المختار)

وكراهة تقديمه كراهة تحريم.(ردالمحتار،باب الإمامة: ۲۹۹/۲)(مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد، انیس)

عن جابر بن عبد الله قال: خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "يا أيها الناس توبوا إلى الله... ألا لا تؤم إمرأة رجلاً، ولا يؤم أعرابي مهاجراً ولا يؤم مؤمناً إلا أن يقهره بسلطان يخاف سيفه وسوطه". {رواه ابن ماجة} (إعلاء السنن: ۲۰۱/۷-۲۰۲)/ابن ماجة،أبواب إقامة الصلاة،باب فرض الجمعة، انیس)

(۲) ومن السحت ما يأخذه الصهر من الختن بسبب بنته بطيب نفسه حتى لو كان بطلبه يرجع الختن به، مجتبى.(رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة: ۴۷۴/۵، ظفير)(باب الإستبراء،فصل فی البيع،انیس)

ہے،لقولہ علیہ السلام :"صلوا خلف کل بر وفاجر". (الحدیث)(۱)لیکن مکروہ ہوتی ہے۔(کذا فی الدر المختار ورد المحتار)(۲)فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۲۶۰-۲۶۱)

لڑکی کو بیچنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: ایک آدمی مسمی احمد دین جو ایک گاؤں کا پیش امام بھی ہے، پچیس آدمیوں کے روبرو قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کرتا ہے کہ میں نے اپنی زمین فلاں شخص کو اتنے روپیہ پر فروخت کردی ہے، کچھ رقم نقد بھی وصول کرلی ہے اور باقی بوقت بیع نامہ وصول کروں گا، دو ماہ کے بعد مسمی مذکور اپنے وعدہ سے منحرف ہوگیا کہ میں زمین نہیں دیتا ہوں، مسمی مذکور نے اپنی دختر فروخت کردی تھی، جس کا عوام کو ابھی تک علم نہیں ہوا ہے اور رقم لے کر ہضم کر چکا ہے، جو ایک زندہ خاوند کی بیوی تھی اور بدستور امامت بھی کرتا ہے، کیا ایسے شخص کی اقتدا درست ہے؟

الجواب

ایسا شخص جو وعدہ خلافی اور لڑکی کو بیچنے اور دوسروں کی رقم ناجائز طور سے کھانے کا مرتکب ہو، فاسق ہے اور جب تک وہ ان گناہوں سے علانیہ توبہ نہ کرے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں؛(۳)لیکن اگر کسی وجہ سے کوئی نماز پڑھ لی گئی تو نماز ہوجائے گی، واجب الاعادہ نہ ہوگی۔فقط واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ،۲۳/۱/۱۳۸۸ھ،الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔(فتاویٰ عثمانی:۱/۴۴۰-۴۴۱)

(۱) رواہ الدار قطنی ،کتاب العیدین،باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلاة علیه،رقم الحدیث : ۱۷۶۸ :۲/۴۰۴،مؤسسة الرسالة)/وأبو داؤد : ۳۴۳،بلفظ:الصلاة المکتوبة واجبة خلف کل مسلم برًا کان أوفاجرًا وإن عمل الکبائر،کتاب الصلاة،باب إمامة البر والفاجر ،رقم الحدیث: ۵۹۴)/والإمام الزیلعی فی نصب الرأیة: ۲/۲۶، کتاب الصلاة،باب الإمامة،الحدیث الثالث و الستون،رقم الحدیث:۱۹۷۹،انیس)

(۲) ویکره إمامة عبدإلخ وفاسق.(الدر المختار)

بل مشٰی فی شرح المنیة أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم.(رد المحتار،باب الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد،انیس)

(۳) عن أبی هریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: آیة المنافق ثلاثة:إذا حدث کذب وإذا وعد أخلف وإذا اؤتمن خان.(صحیح البخاری،باب علامة المنافق (ح:۳۳)/صحیح لمسلم،باب بیان خصال المنافق (ح:۵۸)انیس)

عن أنس بن مالک عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أنه قال:تقبلوا لی ستا أتقبل لکم بالجنة قالوا: وماهی؟ قال:إذا حدث أحدکم فلا یکذب وإذا وعد فلا یخلف وإذا اؤتمن فلا یخن وغضوا أبصارکم وکفوا أیدیکم واحفظوا فروجکم.(مسند أبی یعلی الموصلی،سعید بن سنان عن أنس بن مالک (ح:۴۲۵۷)/مکارم الأخلاق للخرائطی، باب حفظ الأمانة وذم الخیانة (ح:۱۸۶)انیس)

==

جو کپڑے کے گھوڑے بنا کر اور اس کا کرتب دکھا کر کمائے اس کی امامت جائز ہے، یا نہیں:

سوال: ایک شخص کپڑے کے گھوڑے نچاتا کداتا ہے اور اس سے کماتا ہے، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، وہ شخص فاسق ومبتدع ہے۔(۱) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۲۱۷)

== وفی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۸۱، مطبع مصطفی البابی مصر (باب الإمامة، انیس): (و) لذا کره إمامة الفاسق العالم لعدم إهتمامه بالدین فتجب إهانته شرعًا فلا یعظم بتقدیمه للإمامة.

قال الطحطاوی: فتجب إهانته شرعًا فلا یعظم بتقدیمه للإمامة تبع فیه الزیلعی ومفاده کون الکراهة فی الفاسق تحریمیة.

وفی الدر المختار: ۱/۵۵۹-۵۶۰ (کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس): "ویکره إمامة عبد...وفاسق" وفی ردالمحتار: وفاسق: من الفسق و هو الخروج عن الإستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر...وفیه أیضاً: وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لایهتم لأمر دینه وبأن فی تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیهم إهانته شرعًا. (وکذا فی فتاوی دار العلوم دیوبند: ۳/۱۳۶)

(۱) ومن السحت مایؤخذ علی کل مباح کملح وکلا وماء ومعادن وما یأخذه غاز لغزو وشاعر لشعر ومسخرة وحکواتی قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾ وأصحاب معازف وقواد وکاهن ومقامر وواشمة وفروعه کثیرة. (الدر المختار، باب الإستبراء وغیره: ۱/۶۶۹، دار الکتب العلمیة بیروت، انیس)

(قوله: لهو الحدیث) أی ما یلهی عما یعنی کالأحادیث التی لا أصل لها والأساطیر التی لا اعتبار لها والمضاحک وفضول الکلام. (ردالمحتار: ۶/۴۲۴، دار الفکر بیروت، انیس)

وفی التتمة: ومن السحت ما یأخذ الشاعر علی الشعر والضحک للناس أو السخریة ویحدث بمغازی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وأصحابه لا سیما بأحادیث العجم مثل الرستم والأسفندیار وما تأخذه المغنیة والنائحة والکاهنة والواشمة والمقامر والمتسوط لعقد النکاح والقواد والمصلح بین المتشاحنین وثمن الخمر والمسکر وعسب التیس وثمن جلود المیتات قبل الذبح ومهر البغی وأجر الحجام والشافعی جوز أجر الحجام ولکن قال الآبی: وإن ینزه، وأصحاب جمیع المحارف ولا یعلم فیه خلاف. (البنایة شرح الهدایة، کتاب الکراهیة: ۱۲/۸۹، دار الکتب العلمیة بیروت، انیس)

ویکره إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمیٰ و مبتدع. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفیر)

عن جابر بن عبد اللّٰه قال: خطبنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم) فقال: یا أیها الناس توبوا إلی اللّٰه...ألا لا تؤمن إمرأة رجلاً، ولا یؤم أعرابی مهاجراً ولا یؤم فاجر مؤمناً إلا أن یقهره بسلطان یخاف سیفه وسوطه". {رواه ابن ماجة}(إعلاء السنن: ۷/۲۰۱-۲۰۲)(ابن ماجة، أبواب الصلاة، باب فرض الجماعة، انیس)

یتیموں کا مال کھانے والے شخص کی امامت:

سوال: ایک امام مسجد چند یتیم بچوں کو پریشان کرتا ہے، ان کی حق رسی میں روڑے اٹکا کر ان کا حق ضبط کراتا ہے، کچھ عرصہ ہوا یہی امام مسجد ان یتیموں کی حق رسی کا ضامن ہوا تھا؛ مگر اب پرزور مخالفت کرتا ہے، اس کی مخالفت کی وجہ محض ذاتی ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی خلل واقع تو نہیں ہوتا؟

(المستفتی: ۲۳۷۱، عبداللہ صاحب (مالیر کوٹلہ) ۱۴/جمادی الاول ۱۳۵۷ھ، ۱۳/جولائی ۱۹۳۸ء)

الجواب

اگر امام مسجد یتیموں کا حق تلف کرتا ہے، یا کراتا ہے، یا اتلاف میں سعی کرتا ہے تو وہ فاسق ہے، (۱) اس کی امامت مکروہ ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی: ۱۱۷/۳)

حرام پیشہ کرنے والے کے یہاں دعوت کھانے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص رام لیلا وغیرہ میں باجا بجاتا ہے، اسی طرح دیگر حرام پیشے سے پیسہ حاصل کرتا ہے، ایسے شخص کے یہاں دعوت کھانے والے امام کی اقتدا صحیح ہے، یا نہیں؟ ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

حامدًا و مصليًا و مسلمًا: أهدىٰ إلىٰ رجل شيئا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلابأس إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لايقبل الهدية و لايأكل الطعام إلا أن يخبره بأنه حلال أو ورثه أو استقرضه من رجل، كذا في الينابيع. (۳)

(۱) ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوالَ الْيَتَامٰى ظُلْماً إِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِي بُطُوْنِهِمْ نَاراً وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْراً﴾ (سورة النساء: ۱۰، انيس)

عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في المعراج: فإذا أنا برجال وقد وكل بهم رجال يفكون لحاهم وآخرون يجيئون بالصخور من النار فيقذفونها بأفواههم وتخرج من أدبارهم فقلت: يا جبريل! من هٰؤلاء؟ قال: الذين يأكلون أموال اليتامى ظلما إنما يأكلون في بطونهم ناراً. {رواه مسلم} (الكبائر للذهبي: ۶۵/۱، دار الندوة، انيس)

الكبيرة الثالثة عشرة أكل مال اليتيم وظلمه. (الكبائر للذهبي: ۶۵/۱، دار الندوة الجديدة بيروت، انيس)

(۲) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق، إلخ، ومبتدع، أي، صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا لمعاندة بل بنوع شبهة. (الدر المختار مع رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۶۰-۵۶۱)

(۳) الفتاوىٰ الهندية: ۳۴۲/۵، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان

عبارت بالا سے مستفاد ہوا کہ اگر شخص مذکور کی آمدنی مذکورہ آمدنی کے سوا حلال آمدنی بھی ہے اور وہی زائد اور غالب ہے تو جب تک یقین نہ ہو کہ وہی حرام کمائی کھلا رہا ہے تو اس کی دعوت کھالینا جائز ہے اور کمائی کے کل یا زائد کے حرام ہونے کی شکل میں اگر داعی یہ کہے کہ یہ کھانا جو کھلا رہا ہوں، حلال ہے، قرض لایا ہوں اور کسی صحیح ذریعہ سے ملا ہے، تب بھی جائز ہے، ورنہ مکروہ تحریمی ہے۔

باقی جو لوگ مقتدا اور پیشوا ہوں، ان حضرات کو ایسے لوگوں کی دعوت سے احتراز کرنا چاہیے؛ تاکہ داعی کو تنبیہ ہو اور خود طعن وتشنیع سے محفوظ رہیں،(۱) باقی ایک بار اس طرح کی چوک سے خصوصاً جب کہ آئندہ کے لیے توبہ بھی کرلے، امامت کی اہلیت سے خارج نہیں ہوگا، نماز تو بہر حال ہوجائے گی،(۲) یہ اور بات ہے کہ امام جس قدر صالح، متقی، مسائل سے واقف ہو؛ اولیٰ اور افضل ہے۔(۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبداللہ غفرلہ، ۹/۸/۱۴۱۰ھ۔ الجواب صحیح: محمد حنیف غفرلہ۔ (فتاویٰ ریاض العلوم: ۲/۴۳۰-۴۳۱)

---

(۱) عن النعمان بن بشير قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الحلال بين وإن الحرام بين وبينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس فمن يتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع فى الشبهات وقع فى الحرام كالراعى يرعى حول الحمى يوشك أن يرتع فيه، ألا وإن لكل ملك حمى ألا وإن حمى الله محارمه ألا وإن فى الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله وإذا فسدت فسد الجسد كله ألا وهى القلب. (صحيح مسلم، باب أخذ الحلال وترك الشبهات (ح: ۱۵۹۹)/البدر المنير، الحديث الثالث عشر: ۱۰۴/۳، دار الهجرة، انيس)

(۲) عن أبى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "صلوا خلف كل برو فاجر". (سنن الدارقطنى، كتاب العيدين، باب صفة الصلاة من تجوز الصلاة معه (ح: ۱۷۸۸) وقال الدار قطنى: مكحول لم يسمع من أبى هريرة ومن دونه ثقات. (السنن الكبرىٰ للبيهقى، كتاب الجنائز، باب الصلاة علىٰ من قتل نفسه (ح: ۷۰۸۰) انيس)

(۳) عن مرثد بن أبى مرثد الغنوى وكان بدريا قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن سركم أن تقبل صلاتكم فليأمكم خياركم، الخ. (المعجم الكبير للطبرانى، ماأسند مرثد بن أبى مرثد الغنوى (ح: ۷۷۷) انيس)

(والأحق بالإمامة) تقديماً بل نصباً، الأعلم بأحكام الصلوٰة، إلخ، ثم الأحسن تلاوة و تجويدًا. (الدر المختار) أفاد بذلك أن معنى قولهم أقرأ: أى أجود، لا أكثرهم حفظًا... ومعنى الحسن فى التلاوة أن يكون عالماً بكيفية الحروف والوقف ومايتعلق بها، قهستانى. (ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد: ۵۲۱/۱، انيس)

... ولذلك نقل عن الصحابة رضى الله عنهم أجمعين أنهم كانوا يتدافعون الإمامة والصحيح أن الإمامة أفضل، إذ واظب عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبوبكر وعمر رضى الله عنهما والأئمة بعدهم ...فقد قال صلى الله عليه وسلم: أئمتكم شفعاؤكم، أو قال: وفدكم إلىٰ الله فإن أردتم أن تزكوا صلاتكم فقدموا خياركم. وقال بعض السلف: ليس بعد الأنبياء أفضل من العلماء، ولا بعد العلماء أفضل من الأئمة المصلين؛ لأن هؤلاء قاموا بين يدى الله عزوجل وبين خلقه: هذا بالنبوة وهذا بالعلم وهذا بعماد الدين وهو الصلاة. (احياء علوم الدين: ۲۳۵/۱) (كتاب أسرار الصلاة، الباب الرابع فى الإمامة والقدرة، وفى أركان الصلاة وبعد السلام، إلخ، انيس)

ناجائز چندہ جمع کرنے کے الزام کے بعد امامت کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید جو کہ حافظ قرآن ہے، وہ ایک مسجد میں عرصہ آٹھ سال سے امام ومدرس ہے، آج تک اس سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی اور مقتدیوں کا اس پر پورا اعتماد ہے، یہی زید ایک مدرسہ کا ناظم بھی ہے، تقریباً مدرسہ ہذا میں آٹھ سال سے مدرس ہے اور نظامت بھی اس کے سپرد رہی، اس کام کو ۲۸ر رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ تک ایمانداری سے کرتا رہا، ذاتی دشمنی کی وجہ سے اس پر ایک آدمی نے الزام لگایا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ مدرسہ ہذا کا چندہ اکٹھا کرتا تھا تو جو رسید بک اس کو دی گئی تھی، وہ ختم ہوئی اور اس کی رقم بھی مدرسہ میں جمع کرا دی، اور پھر رمضان شریف میں رسید بک نہ ہونے کی وجہ سے ایک پرانی رسید بک پر جو پہلے ہی (سے) اس کے پاس تھی، چندہ جمع کرنا شروع کیا، انتظامیہ کو اطلاع دئے بغیر اور جو چندہ جمع کیا تھا، وہ مدرسہ کے حوالہ کر دیا، اس پر اس کے ایک مخالف نے مشہور کر دیا کہ حافظ صاحب ایک ناجائز رسید بک پر چندہ جمع کرتا ہے، حالاں کہ وہ بھی مدرسہ کی چھپی ہوئی رسید بک ہے اور اس پر ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا کہ اس حافظ صاحب کے پیچھے نماز نہیں ہوتی تو مدرسہ والوں نے باعزت طور پر اس کو رخصت کر دیا تو اس حافظ کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

بشرط صحت سوال اس شخص کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان، یکم محرم الحرام ۱۳۹۷ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۲/۴۷۱)

دیدہ ودانستہ جوے کا مال لینے والے کی اقتدا مکروہ ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب پیش امام ہے، اس کا ایک بھائی بمبئی میں رہائش پذیر ہے، اس مولوی صاحب کا بھائی جوا کھیلتا ہے اور سارا کاروبار قمار اور جوا پر جاری ہے، یہ جواباز اس مولوی صاحب کو دولت بھیجتا ہے، اب ہمارے گاؤں میں یہ مولوی صاحب امیر ترین آدمی ہے اور اس کا بھائی کڑوڑپتی ہے اور یہ مولوی صاحب لکھ پتی ہے اور خود بھی اقرار کرتا ہے کہ میں پرانے مال کا چوکیدار ہوں اور جوا کا بھی اقرار کرتا ہے، اس امام کے پیچھے نماز باجماعت پڑھنا جائز ہے، یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: حیات خان سٹینو دفتر ڈویژنل انسپکٹر آف سکولز پشاور، ۱۹ر جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ)

(۱) عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "صلوا خلف كل بر وفاجر". (سنن الدارقطنی، كتاب العيدين، باب صفة الصلاة من تجوز الصلاة معه (ح: ۱۷۸۸) انیس)

الجواب

مولوی صاحب کا بھائی فاسق ہے (جوا بازی کی تقدیر پر)، (۱) اور اس مولوی کے لیے دیدہ دانستہ ایسا مال لینا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ غنی ہے، (۲) اور ایسے امام کے پیچھے (یعنی باوجود غنی ہونے کے جوا کا مال دیدہ دانستہ کھاتا ہو) اقتدا مکروہ ہے؛ لیکن انفراد سے افضل ہے، (۳) (منقول از فتاویٰ مولانا لکھنوی وغیرہ) وہوالموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۴۰۹/۲-۴۱۰)

رشوت دینے اور بلیک کرنے والے کی امامت:

سوال: زید رشوت دے کر اور بلیک کر کے اپنی روزی کماتا ہے اور زید کا لڑکا زید کی شرکت میں ہے اور زید دیگر تجارت بھی کرتا ہے، وہ بلیک سے کہیں زیادہ ہے اور زید نے دوسروں کا روپیہ مار کر دیوالہ نکالا ہے، کیا زید کے لڑکے کی امامت درست ہے؟

الجواب

زید اور اس کے لڑکے کی امامت ناجائز ہے؛ کیوں کہ لڑکا بھی اس حرام کاروبار میں شریک ہے۔ (۴)

(کفایت المفتی: ۱۲۴/۳)

---

(۱) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ﴾ (سورة المائدة: ۹۰-۹۱، انیس)

الكبيرة العشرون: القمار. (الكبائر للذهبي: ۸۸/۱، دار الندوة الجديدة بيروت، انيس)

(۲) قال العلامة عبد الحي اللكهنوي: جس کے پاس حرام مال ہے اور اگر حلال مال بھی اس کے پاس ہے اور وہ بنسبت حرام کے زائد ہے تو اس کی نذر قبول کرنا اور اس کی دعوت کھانا اور اس کا صدقہ اور ہدیہ لینا اور کرایہ مکان یا علاج کی اجرت لینا درست ہے، بشرطیکہ یہ نہ معلوم ہو کہ جو اس نے دیا ہے عین مال حرام سے ہے اور اگر یہ معلوم ہو یا یہ کہ مال حرام غالب ہو تو کچھ درست نہیں ہے۔ الاشباہ والنظائر میں ہے:

إذا كان غالب مال المهدى حلالاً فلا بأس لقبول هديته وأكل ماله مالم يتبين أنه من حرام وإن كان غالب ماله الحرام لايقبلها ولايأكل إلا إذا قال أنه حلال ورثه أو استقرضه. (مجموعة الفتاوىٰ: ۱۹٤/۲، كتاب الحظر والإباحة)

(۳) قال العلامة ابن عابدين: فإن أمكن الصلاة خلف غيرهم فهو أفضل والا فالاقتداء أولىٰ من الإنفراد. (رد المحتار هامش الدر المختار: ٤۱۳/۱، قبيل مطلب إمامة الأمرد)

(۴) ويكره إمامة عبد و أعرابي وفاسق وأعمىٰ. (الدر المختار مع رد المحتار: ۵۵۹/۱-۵٦۰)

وصح أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لايدخل الجنة لحم نبت من السحت، النار أولى به. (الكبائر للذهبي: ۸۸/۱، دار الندوة الجديدة بيروت)/ أمالي بن بشران: ٤۷/۱، دار الوطن الرياض، انيس)

"لأن الغش حرام". (الدر المختار على رد المحتار، مطلب في جملة ما يسقط به الخيار: ٤۷/۵، دار الفكر، انيس)

عن عبدالله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار. (موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان، باب ماجاء في الغش والخديعة (ح: ۱۱۰۷) انيس)

چوری کرنے والوں کی امامت

چور کو امام بنانا کیسا ہے:

سوال: پیش امام نے مسجد کے فرش چرائے اور سزا پا کر آیا، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسے فاسق (۱) شخص کو امام بنانا مکروہ ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا اس کو معزول کر کے دوسرا امام عالم وقاری وصالح مقرر کرنا چاہیے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۲۰۰/۳)

جس پر چوری کا الزام ہو:

سوال (۱) ایسا شخص جو چوری کے الزام میں قید کیا جا چکا ہو اور دوسرے الزامات بھی اس پر لگائے جاتے ہوں، امامت کرسکتا ہے، یا نہیں؟

(۲) رشوت دے کر رہائی حاصل کرنے والے کی امامت کیسی ہے؟

---

(۱) ﴿والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما جزاء بما كسبا نكالا من الله والله عزيز حكيم﴾ (سورة المائدة: ۳۸، انيس)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن ولا يشرب الخمر حين يشرب وهو مؤمن ولا يسرق حين يسرق وهو مؤمن ولا ينتهب نهبة يرفع الناس إليه فيها أبصارهم حين ينتهبها وهو مؤمن. (صحيح البخاري، باب النهبى بغير إذن صاحبه (ح: ۲٤۷٥) انيس)

الكبيرة الثالثة والعشرون السرقة. (الكبائر للذهبي: ۹۷/۱، دار الندوة الجديدة بيروت، انيس)

(۲) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار)

بل مشٰى في شرح المنية علٰى أن كراهة تقديمه: أي الفاسق كراهة تحريم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

أخرج الحاكم في مستدركه: إن سركم أن يقبل الله صلاتكم فليؤمكم خياركم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم، آه. (ردالمحتار، باب الإمامة: ٥۲٥/۱، ظفير) (مطلب: البدعة خمسة أقسام/ والحديث رواه الحاكم في المستخرج، ذكر مناقب مرثد بن أبي مرثد الغنوي (ح: ٤۹۸۱) / المقاصد الحسنة، حرف القاف: ٤٦۸/۱، دار الكتاب العربي بيروت، انيس)

هو المصوب

(۱) اگر واقعی زید کی عادت چوری کی ہے اور اس سے وہ تائب نہیں ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔(۱)

(۲) اگر مجرم نہیں ہے اور مجبوراً رشوت دے کر رہائی حاصل کرتا ہے تو امامت جائز ہے۔(۲)

تحریر: اختر جمال رشید ندوی۔تصویب: ناصر علی ندوی۔(فتاویٰ ندوۃ العلماء:۲/۳۱۰-۳۱۱)

چوری کے جانور ذبح کرنے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص کی عورت بے پردہ ہر جگہ پھرتی ہے اور وہ خود بھی چوری کے جانور ذبح کر ڈالتا ہے اور علاوہ ازیں امامت بھی کرتا ہے، ایسے شخص کی امامت شرعاً کیا حکم رکھتی ہے؟

الجواب

ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔فقط

کتبہ: رشید احمد عفی عنہ

الجواب صحیح: عزیز الرحمٰن عفی عنہ، مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند(۳)(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۶۱)☆

(۱) إبراهيم عن محمد أنه سئل هل يصلى خلف شارب الخمر به ؟ قال: لا ولا كراهة،ومعنى قول محمد: لا، لا ينبغي فأما الصلاة خلفه فجائزة.(الفتاوى التاتارخانية: ۳۷۶/۱)

(۲) القاعدة الخامسة:الضرر يزال ... الضرورات تبيح المحظورات.(الأشباه والنظائر مع غمز عيون البصائر: ۲۷۴/۱-۲۷۵،دار الكتب العلمية بيروت،انيس)

(۳) فتاویٰ دار العلوم دیوبند مرتبہ مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب، باب امامت و جماعت،ص:۲۹۷/ج:۳(دیوبند:۱۳۹۰ھ)

☆ **جاہل چور کی امامت:**

سوال: زید امام ہے اور بے علم ہے، فقط قرآن شریف پڑھا ہوا ہے وہ بھی غلط پڑھتا ہے اور معلوم نہیں کہ کس طرح پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور کس طرح نہیں اور اگر موقع ملے تو چوری بھی کر لیتا ہے اور غسالی اس کا پیشہ ہے، نکاح سابقہ پر دیگر نکاح کرا دیتا ہے، مسجد میں آکر نماز پڑھ لی اگر کسی دوسری جگہ ہو تو نماز قضا کر دیتا ہے، قوم کو اس سے نفرت ہے، زید کی وجہ سے جامع مسجد میں صرف بیس پچیس آدمی موجود رہتے ہیں حالانکہ آبادی گاؤں کی ہزار تک ہے۔اب ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامدًا و مصليًا

اگر واقعی یہ امور اس میں موجود ہیں اور اس سے بہتر امامت کا اہل آدمی موجود ہے تو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، بہتر شخص کو امام بنانا چاہئے۔(ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى".(الدر المختار)وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى "فإن أمكن الصلاة خلف غيرهم فهو أفضل،وإلا فالاقتداء أولى من الانفراد ...على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم".(رد المحتار،كتاب الصلاة،باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰،سعيد)(مطلب:البدعة خمسة أقسام،انيس) ==

مال چوری کرنے، جھوٹ بولنے، غلط فتویٰ دینے والے امام کے پیچھے نماز:

سوال: جب باخبر ذرائع سے معلوم ہوجائے کہ مسجد کا پیش امام کئی ناجائز امور میں ملوث ہے، مثلاً: مسجد کے مال کی چوری کرنا، جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسمیں کھانا، غلط فتوے جاری کرنا اور اپنے باپ اور استاذ کی نافرمانی کرنا وغیرہ تو اس کے پیچھے نماز ہوجائے گی، یا نہیں؟

الجواب

اگر شرعی شہادت سے یہ امور ثابت ہوجائیں تو ایسے امام کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔(۱)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۴۴۷)

== اگر یہ شخص ان امور سے توبہ کرلے اور آئندہ ایسی ممنوعات نہ کرے، نیز قرآن شریف صحیح پڑھے تو اس کی امامت منع نہیں ہے۔(والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة،ثم الأحسن تلاوة للقراء ة،ثم الأورع، آه.(الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة،باب الإمامة: ۱/ ۵۵۷، سعيد)

اگر گاؤں کی آبادی صرف ایک ہزار ہے تو اس میں جمعہ جائز نہیں جواز جمعہ کے لئے کم از کم تین چار ہزار آدمی اور بازار میں ضروریات کا وہاں پایا جانا ضروری ہے۔(عن علی بن أبی طالب رضی الله تعالیٰ عنه أنه قال: لاجمعة ولا تشريق إلا فی مصر جامع".(إعلاء السنن،أبواب الجمعة،باب عدم جواز الجمعة فی القریٰ: ۱/۸،إدارة القرآن، کراچی)/"لاتجوز فی الصغيرة التی ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما فی المضمرات. والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة ، ألا ترىٰ أن فی الجواهر لو صلوا فی القرىٰ لزمهم أداء الظهر".(ردالمحتار، كتاب الصلاة،باب الجمعة: ۱۳۸/۲،سعيد)/(عن مرثد الغنوی عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال:"إن سركم أن تقبل صلاتكم فليؤمكم علماء كم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم". {رواه الطبرانی فی الكبير}إعلاء السنن: ۱۹۳/۷،مجمع الزوائد (۶۷/۲)باب الإمامامة) (احکام نماز اور احادیث وآثار، ص: ۴۲۶-۴۲۷،انیس) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳۵۵/۸/۸ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۹/ شعبان/ ۱۳۵۵ھ۔(فتاویٰ محمودیہ: ۱۱۰/۶)

(۱) ويكره تقديم الفاسق، إلخ.(فتح القدير: ۱/ ۲۴۷)(باب الإمامة،انيس)

أيضاً :ويكره إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمٰى.(الدر المختار)

قوله :(وفاسق)من الفسق:وهو الخروج عن الا ستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزانی وآكل الربا ونحو ذالک).(رد المحتار: ۱/۵۵۹-۵۶۰)(مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد،انيس)

عن أبی هريرة قال:سمعت خليلی أبا القاسم صلى اللّٰه عليه وسلم يقول:لا يسرق السارق وهو مؤمن ولا يزنی الزانی وهو مؤمن،الإيمان أكرم علی اللّٰه من ذلک.(مسند البزار،مسند أبی هريرة (ح: ۹۷۱۶)انيس) ==

جس کا بیٹا چوری کرتا ہو اس کی امامت:

سوال: ایک شخص مسجد میں امام ہے اور اس کا بیٹا چوری کا ارتکاب کر چکا ہے تو کیا اس امام کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

اگر اس نے اپنے بیٹے کو چوری کے لئے خود ترغیب نہ دی ہو اور اس کی حرکت سے خوش نہیں تو اس کی وجہ سے امام کی امامت میں خلل نہیں آئے گا۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۶/۲۵۱)

چور کی امامت مکروہ ہے:

سوال: ایک شخص حافظ ہے اور اس نے چوری کی اور سزا بھی کاٹی اور اب امامت کرنا چاہتے ہیں، کیا ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی، یا نہیں؟ (المستفتی: عزیز احمد مدرس مکتب عبداللہ پور (میرٹھ)

== عن عبد اللّه بن مسعود قال: قال رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم: عليكم بالصدق فإن الصدق يهدى إلى البر والبر يهدى إلى الجنة وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند اللّه صديقا، وإياكم والكذب فإن الكذب يهدى إلى الفجور والفجور يهدى إلى النار وما يزال العبد يكذب ويترحى الكذب حتى يكتب عند اللّه كذابا. (صحيح لمسلم، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله (ح:۲۶۰۷)/أبو داؤد (ح:۴۹۸۹)/الترمذى (ح:۱۹۷۱) انيس)

عن أنس بن مالك رضى اللّه عنه قال: سئل النبى صلى اللّه عليه وسلم عن الكبائر؟ قال: الاشراك باللّه وعقوق الوالدين وشهادة الزور. (صحيح البخارى، كتاب الشهادات، باب ماقيل فى شهادة الزور، رقم الحديث:۲۶۵۳/ الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان الكبائر وأكبرها، رقم الحديث:۸۸)

عن أبى هريرة رضى اللّه عنه قال: قال رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم: من أفتى بغير علم كان إثمه على من أفتاه - زاد سليمان المهرى فى حديثه - ومن أشار على أخيه بأمر يعلم أن الرشد فى غيره فقد خانه. (سنن أبى داؤد، باب التوقى فى الفتيا (ح:۳۶۵۷)/الجامع الصغير وزيادته (ح:۱۱۰۱۳) انيس)

(۱) قال اللّه تعالىٰ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرىٰ﴾ (سورة الفاطر:۱۸)

"﴿ولا تزر وازرة﴾ أى: لا تحمل نفس آثمة وزر، أى: ثقل، يعنى: إثم نفس أخرى". (التفسير المظهرى، من تفسير سورة الفاطر: ۵۱/۸، مكتبة الرشدية الباكستان، انيس)

﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرىٰ﴾ أى لا يحمل أحد ذنب أحد ولا يجنى جان إلا على نفسه، كما قال تعالىٰ: ﴿وإن تدع مثقلة إلى حملها لا يحمل منه شىء﴾ (سورة الفاطر: ۱۸). (تفسير ابن كثير، من تفسير سورة الإسراء: ۴۹/۵، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

الجواب

اس شخص کی امامت مکروہ ہے۔(۱) ہاں! جب وہ نیک ہوجائے اورلوگوں کواس پراعتماد ہوجائے تو پھرامامت میں مضائقہ نہ ہوگا۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی:۳/۱۰۰)

چوری سے توبہ کے بعد چور کی امامت:

سوال: ایک شخص کو چوری کے معاملہ میں کئی مرتبہ سزا ہوچکی ہے، اب بھی اس کا اندیشہ ہے؛ مگر وہ شخص توبہ کرچکا ہے، نماز کا پابند ہے، یہ شخص لوگوں کو نماز پڑھا سکتا ہے، یا نہیں؟

(۱) "ویکره إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمٰی". (الدر المختار، باب الإمامة)(رد المحتار: ۱/۵۵۹-۵٦۰ (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

"وقد ثبت أن السرقة من الكبائر". (شرح صحيح البخاری لابن بطال، باب عقوق الوالدين من الكبائر: ۹/۱۹٦، مكتبة الرشد الرياض، انیس)

فقيل عن بعضهم: إن كل ذنب قرن به وعيد أو لعن أو حد فهو من الكبائر فتغيير منار الأرض كبيرة لاقتران اللعن به وكذا قتل المؤمن لاقتران الوعيد به والمحاربة والزنا والسرقة والقذف كبائر، الخ. (إحكام الأحكام، مسألة اختلف الناس فی الكبائر: ۲/۲۷۳، مطبعة السنة المحمدية، انیس)

(۲) ﴿إن الله يحب التوابين ويحب المتطهرين﴾ (سورة البقرة: ۲۲۲، انیس)

﴿إن الله يحب التوابين﴾ من الكفر والمعاصی. (التفسير المظهری، من تفسير سورة البقرة: ۱/۲۸۰، مكتبة الرشدية، انیس)

﴿إن الله يحب التوابين﴾ من الذنوب. (تفسير البيضاوی: ۱/۱۳۹، دار إحياء التراث العربی/تفسير الجلالين: ۱/۴۷، دار الحديث القاهرة/، انیس)

عن الشعبی قال: التائب من الذنب كمن لا ذنب له ﴿إن الله يحب التوابين ويحب المتطهرين﴾ فإذا أحب الله عزوجل عبدا لم يضره ذنبه. (أحكام القرآن للطحاوی، تأويل قوله تعالیٰ: إن الله يحب التوابين، الخ: ۱/۱۳۰، مركز البحوث الإسلامية إستانبول، انیس)

عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجة، باب ذكر التوبة (ح: ٤۲۵۰)/مسند الشهاب القضاعی، التائب من الذنب كمن لا ذنب له (ح: ۱۰۸)/انیس)

نوٹ: چور کی توبہ اس وقت صحیح ہوگی، جب اس نے چوری کئے سامان کو لوٹا دے، یا مالک یا اس کے وارث اسے معاف کردے۔انیس

(التائب من الذنب) أی توبة صحيحة (كمن لا ذنب له) أی فی عدم المؤاخذة بل قد يزيد عليه بأن ذنوب التائب تبدل الحسنات. (مرقاة المصابيح، باب الإستغفار والتوبة: ٤/۱٦۳٦، دار الفكر بيروت، انیس)

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

اگر اپنی گزشتہ زندگی پر نادم ہوکر اس نے سچی توبہ کر لی اور جن کا مال چوری کیا تھا، ان سے معاف کرالیا، یا اس کے واپس کرنے کی فکر میں لگ گیا تو امید قوی ہے کہ حق تعالیٰ معاف فرمادیں اور اس حالت میں اس کی امامت بھی درست ہوگی۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۶/۱۱۱)

☆ ☆ ☆

---

(۱) قال سبحانه وتعالىٰ:﴿وإني لغفار لمن تاب﴾(سورة طٰهٰ:۸۲)

"وعن عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها قالت:قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:"إن العبد إذا اعترف ثم تاب تاب اللّٰه عليه".(مشكوٰة المصابيح،باب الاستغفار والتوبة،الفصل الأول:۲۰۳،قديمي.)(رقم الحديث:۲۳۳۰)/ والحديث رواه البخاري،باب تعديل النساء بعضهن بعضا (ح: ۲۶۶۱)الصحيح لمسلم،باب في حديث الإفك وقبول توبة القاذف (ح:۲۷۷۰)انيس)

(إن العبد إذا اعترف)أي إذا أقر بكونه مذنبا وعرف ذنبه(ثم تاب)أي:ثم ندم على ما فعل من الذنوب الماضية وعزم فيما بعد ذلك أنه لا يعود إلى الإذناب (تاب اللّٰه عليه)أي قبل اللّٰه تعالىٰ توبته وغفر ذنبه.(المفاتيح شرح المصابيح،باب الاستغفار والتوبة:۱۷۸/۳،دار النوادر،انيس)

"ثم هٰذا إن كانت التوبة فيمابينه وبين اللّٰه ... وإن كانت عما يتعلق بالعباد،فإن كانت من مظالم الأموال فتتوقف صحةالتوبة منها مع ما قدمناه في حقوق اللّٰه تعالىٰ على الخروج عن عهدة الأموال وإرضاء الخصم في الحال والاستقبال بأن يتحلل منهم،أو يردها اليهم ،أو إلىٰ من يقوم مقامهم من وكيل أو وارث".(شرح الفقه الأكبر،بحث التوبة:۱۵۸، قديمي)

رہن سے فائدہ اٹھانے والے کی امامت

رہن سے فائدہ اٹھانے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص نے زمین گروی رکھی، راہن کو کوئی نفع وغیرہ مجرا نہیں دیتا اور اس فعل کو جائز سمجھتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

شامی نے یہ تحقیق کیا ہے کہ نفع اٹھانا زمین مرہونہ سے سود میں داخل ہے اور " **کل قرض جر نفعاً فهو ربا** "(۱) میں داخل ہے، پس بناءً جو شخص مرتکب اس فعل حرام کا ہوگا وہ عاصی و فاسق ہوگا اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۲)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۱۱۱)☆

(۱) رواه الحارث بن أبي أسامة في مسنده عن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم بلفظ:"كل قرض جر منفعة فهو ربا"،رقم الحديث: ٤٣٧،انيس

ويكره إمامة عبد،إلخ، وفاسق.(الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار،باب الإمامة: ٥٢٣/١،ظفير)

اس طرح گروی رکھنا کہ جس کے پاس گروی ہے؛ یعنی راہن وہ کچھ نہ لے، صرف ضمانت کے طور پر اس نے رکھ لیا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اس کی امامت جائز ہے۔ظفیر

☆ رہن سے نفع اٹھانے والے کی امامت مکروہ تحریمی ہے:

سوال: کوئی شخص زمین رہن پر لیوے اور نفع کھاوے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی۔

الجواب

مکروہ تحریمی ہے، **كذا في الشامي. (ويكره إمامة عبد،إلخ،وفاسق.(الدر المختار)بل مشى في شرح المنية كراهة تقديمه(أي الفاسق) كراهة تحريم،ردالمحتار،باب الإمامة: ٥٢٣/١،ظفير)(مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)** فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۱۲۸-۱۲۹)

رہن شدہ زمین سے فائدہ اٹھانے والے کی امامت کیسی ہے:

سوال: قاضی امام مسجد نے زمین رہن لی ہے اور اس زمین کا منافع کھا جاتا ہے، یہ منافع سود میں داخل ہے، یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے پیچھے اقتداء کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ ==

رہن کی آمدنی کھانے والے کی امامت:

سوال (۱) ایک شخص امام مسجد ہے اور قوم سے راعی ہے اور وہ زمین رہن رکھتا ہے اور بٹائی کے لیے دیا ہے۔ اس کے پیچھے نماز جماعت جائز ہے، یا نہیں؟

(۲) اور اس امام سے جو دریافت کیا کہ آپ کے پاس زمین رہن ہے تو امام صاحب نے قرآن شریف کی قسم کھائی کہ میرے پاس زمین رہن نہیں، اس کے پیچھے پٹواری صاحب حلقہ کے جو کاغذات رجسٹری انتقال دیکھا تو کئی رہن امام صاحب کے نام نکلے۔ اب عندالشرع اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے، یا کہ نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

(۱) رہن کی آمدنی مرتہن کو کھانا جائز نہیں،(۱) امام اگر اس سے باز نہ آئے تو اس کی امامت ناجائز ہے،(۲) جب کہ اس سے بہتر امامت کے لائق دوسرا اور امام موجود ہو، البتہ اگر اس آمدنی کو زرِ رہن میں منہا کردے تو درست ہے۔

==

الجوابـــــــــــــــــــ

زمین مرہونہ کا نفع مرتہن کو لینا صحیح نہیں ہے کہ سود میں داخل ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا ممنوع ہے، نماز اس کے پیچھے اگرچہ بکراہت ادا ہو جاتی ہے؛ لیکن امام دائمی بنانا اس کو نہ چاہئے، كذا في الشامي. (ويكره إمامة فاسق (الدرالمختار) المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وآكل الربٰو ونحو ذلك. (ردالمحتار، باب الإمامة: ٥٢٣/١، ظفير) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۱۸/۳-۲۱۹)

(۱) قال في المنح: وعن عبد الله محمد بن أسلم السمرقندي -وكان من كبار علماء سمرقند- أنه لايحل له أن ينتفع بشيئ منه بوجه من الوجوه وإن أذن له الراهن؛ لأنه أذن له في الربا؛ لأنه يستوفي دينه كاملاً فتبقٰى له المنفعة فضلاً، فيكون ربا، وهٰذا أمر عظيم... قلتُ: وهٰذا مخالف لعامة المعتبرات من أنه يحل بالإذن... ثم رأيت في جواهر الفتاوىٰ: إذا كان مشروطاً، صار قرضاً فيه منفعة وهو ربا... قلتُ: والغالب من الناس أنهم يريدون عند الدفع الانتفاعَ، ولولاه لما أعطاه الدراهم، وهٰذا بمنزلة الشرط؛ لأن المعروف كالمشروط". (رد المحتار، كتاب الرهن: ٤٨٢/٦، سعيد)

(۲) لكونه فاسقاً، لو قدموا فاسقاً يأثمون بناءً علىٰ أن كراهة تقديمه كراهة تحريم إلخ". (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، الأولىٰ بالإمامة، ص: ٥١٣، سهيل اكيڈمی، لاهور)

"ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمىٰ ومبتدع لايكفر بها وإن كفر بها، فلا يصح الاقتداء به أصلاً، وولد الزنا. هٰذا إن وجد غيرهم، وإلا فلا كراهة "، (الدرالمختار)

وفي ردالمحتار: "قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، أي ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وأكل الربا، ونحو ذلك... علىٰ أن كراهة تقديمه كراهة تحريم (الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ٥٥٩/١-٥٦٠، سعيد) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۲) اگر واقعۃ امام نے جھوٹی قسم کھائی ہے اور وہ رہن کی آمدنی لیتا ہے تو جب تک وہ توبہ نہ کرے، اس کو امام بنانا مکروہ ہے۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۳/شعبان/۱۳۵۹ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ ہذا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۴۱-۱۴۳)

گروی پر نفع لینے والے اور پیشہ ور امام کی اقتدا کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ!

(۱) ایک پیش امام صاحب کسی آدمی کو مبلغ تین ہزار روپئے دے کر زمین مرہونہ بنا لیتا ہے اور زمین کے حاصلات سے مالک کو کچھ نہیں دیتے اور دی ہوئی رقم بدستور رکھتا ہے، کیا اس طرح کے معاملہ کرنے والے امام کی اقتدا جائز ہے؟

(۲) ایسا شخص جو ہمیشہ کے لئے پیشہ امامت اختیار کرے اس کے پیچھے ہمیشہ کے لیے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۳) اگر اس پیشہ ور امام کے پیچھے اقتدا صحیح نہ ہو تو اس کو کس طرح راہ راست پر لایا جا سکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: شوکت علی ولد تاج ملوک خان طورو مرادان، ۸/۴/۱۹۶۹ء)

---

(۱) لكونه فاسقاً، لو قدموا فاسقاً يأثمون بناءً على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم، إلخ". (الحلبي الكبير، كتاب الصلاة، الأولى بالإمامة، ص: ۵۱۳، سهيل اكيڈمی لاهور)

"ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمٰى ومبتدع لايكفر بها وإن كفر بها، فلا يصح الاقتداء به أصلاً، وولد الزنا. هٰذا إن وجد غيرهم، وإلا فلا كراهة". (الدرالمختار)

وفي ردالمحتار: "قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وأكل الربا، ونحو ذلك، إلخ. (الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹-۵۶۰، سعيد) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

جھوٹی قسمیں کھانا حرام و ناجائز ہے، حدیث شریف میں ہے:

عن عبدالله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الكبائر الإشراك بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس. (صحيح البخاري، باب اليمين الغموس (ح: ۶۶۷۵) انيس)

واليمين الغموس وهو الحلف على فعل ماض كاذبا سميت غموسا لأنها تغمس صاحبها في الإثم. (شرح المصابيح لابن ملك، باب الكبائر علامات النفاق: ۱/۷۲، إدارة الثقافة الإسلامية، انيس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"لا تحلفوا بآبائكم من كان حالفا فليحلف بالله أو ليصمت. (صحیح البخاری، باب السؤال بأسماء اللہ تعالیٰ والاستعاذۃ، حدیث نمبر: ۷۴۰۱)

الجواب

(۱)　مرہونہ پر نفع لینا جائز نہیں ہے، خواہ مشروط ہو، یا معروف ہو اور ہمارے علاقوں میں معروف ہے، لہٰذا حرام ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے؛(۱) لیکن انفراد سے اقتدا افضل ہے۔

عن سعيد بن أبي بردة عن أبيه أتيت المدينة فلقيت عبد اللّٰه بن سلام رضى اللّٰه عنه فقال: ألا تجيء فأطعمك سويقا وتمراً وتدخل فى بيت ثم قال: إنك بأرض الربا بها فاش إذا كان لك علىٰ رجل حق فأهدىٰ إليك حمل تبن أوحمل شعير أوحمل قت فلا تأخذه فإنه ربا. {رواه البخارى فى الصحيح}(۲)

وقال ابن عابدين: قلت والغالب من أحوال الناس إنهم إنما يريدون عند الدفع الانتفاع ولولاه لما اعطاه الدراهم وهٰذا بمنزلة الشرط؛ لأن المعروف بمنزلته كالمشروط وهٰذا مما يعين المنع. (ردالمحتار: ۵/۴۲۷)(۳)

وفى منحة الخالق قال الرملى: ذكر الحلبى فى شرح المنية إن كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة تحريم وفى البحر بعد عبارةٍ وإلا فالاقتداء بهم أولىٰ من الانفراد. (البحر الرائق: ۱/۳۴۹)(۴)

---

(۱)　قال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه تعالىٰ: صلىٰ خلف فاسق أومبتدع نال فضل الجماعة، وكذا تكره خلف أمرد. (الدر المختار)

قال ابن عابدين رحمه اللّٰه: أفاد أن الصلاة خلفهما أولىٰ من الانفراد. (الدر المختار مع ردالمحتار: ۱/۴۱۵، مطلب فى إمامة الأمرد، باب الإمامة)

علماء اصول کے نزدیک قاعدہ ہے:

المعروف بالعرف كالمشروط بالنص. (شرح السير الكبير، باب الموادعة مما يصالح عليه المسلمون: ۱/۱۷۲۱، الشركة الشرقية للإعلانات، انيس)

المعروف عرفا كالمشروط شرطاً. (مجلة الأحكام العدلية، المادة: ۴۳، انيس)

المعروف بين التجار كالمشروط بينهم. (مجلة الأحكام العدلية، المادة: ۴۴، انيس)

التعيين بالعرف كالتعيين بالنص. (مجلة الأحكام العدلية، المادة: ۴۵، انيس)

المعلوم بالعرف كالمعلوم بالنص أو بالشرط. (مبسوط السرخسى، باب كل الرجل يستصنع الشيء: ۱۵/۹۰، انيس)

المعروف كالمشروط. (مبسوط السرخسى، كتاب الهبة: ۱۲/۵۴، دار المعرفة بيروت، انيس)

(۲)　صحيح البخارى، باب مناقب عبداللّٰه بن سلام رضى اللّٰه عنه (ح: ۳۸۱۴)/شعب الإيمان للبيهقى، قبض اليد عن الأموال المحرمة (ح: ۵۱۴۵) انيس)

(۳)　ردالمحتار هامش الدر المختار: ۵/۳۴۳، كتاب الرهن

(۴)　منحة الخالق علىٰ هامش البحر الرائق: ۱/۳۴۹، باب الإمامة

(۲-۳) پیشہ امامت بذات خود امر مستحسن ہے،(۱) بے شک جب اجرت میں فرائض اور واجبات لیتا ہے، یا باوجود غنی شرعی کے زکوٰۃ فطرہ لیتا ہے تو امر مستقبح ہے، اہل محلّہ پر ضروری ہے کہ اس کے لیے تنخواہ مقرر کرے اور زکوٰۃ وغیرہا اجرت پر نہ دیوے۔(۲)وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ:۲/۴۳۲-۴۳۳)

مرہونہ پر نفع لینے والے کی اقتدا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو پیش امام مرہونہ سے نفع لیتا ہو، اس کی اقتدا جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: محمد جان مقام مسجھور مانسہرہ)

---

(۱) ﴿واركعوا مع الراكعين﴾.(سورة البقرة:٤٣)

يعني صلوا مع المصلين.(التفسير المظهرى،من تفسير سورة البقرة:٣٤٢/٣،مكتبة الرشدية،انيس)

أى صلوا مع المصلين وعبر بالركوع عن الصلاة احترازاً عن صلاة اليهود فإنها لا ركوع فيها وإنما قيد ذلك بكونه مع الراكعين لأن اليهود كانوا يصلون وحدانا فأمروا بالصلاة جماعة لما فيها من الفوائد ما فيها.(تفسير الآلوسي-روح المعاني،من تفسير سورة البقرة:٢٤٩/١،دارالكتب العلمية بيروت،انيس)

عن أبي هريرة قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن اللّٰهم ارشد الأئمة واغفر للمؤذنين.(سنن أبي داؤد،باب ما يجب على المؤذن من تعاهد الوقت (ح:٥١٧)/سنن الترمذى،باب ماجاء أن الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن (ح:٢٠٧)انيس)

(هي) أى الإمامة (أفضل من الأذان).(مراقي الفلاح شرح نورالإيضاح،باب الإمامة:١٠٩،المكتبة العصرية،انيس)

الإمامة في الصلاة ولاية شرعية ذات فضل،لقول النبي صلى الله عليه وسلم : "يؤم القوم أقرؤهم لكتاب اللّٰه"ومعلوم أن الأقرأ أفضل فقرنها بأقرأ يدل على أفضليتها.(الإمامة فى الصلاة للدكتور سعيد بن على بن وهف القحطاني،فضل الإمامة فى الصلاة:٧،مطبعة سفير الرياض،انيس)

(۲) کیوں کہ شریعت میں زکوٰۃ کے مستحقین کی فہرست میں امام کا شمار نہیں ہوا ہے۔ مستحقین زکوٰۃ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾(سورة التوبة:٦٠)

(ترجمہ: یہ صدقات تو دراصل !(۱) فقیروں (۲) اور مسکینوں (۳) اور صدقات کے وصولی پر مامور افراد (۴) اور مؤلفہ قلوب کے لیے ہے۔(۵) اور (غلاموں کو) آزاد کرنے میں مدد کرنے (۶) اور قرض داروں کو (۷) اور راہ خدا میں (۸) اور مسافروں کے لیے ہے۔ یہ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا دانا و بینا ہے۔) انیس)

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

چونکہ مرہونہ سے نفع لینا ناجائز اور ربا ہے، **لأن کل قرض جر نفعاً فهو ربواً، هو لفظ الحديث و كذا حاصل الحديث.** (۱)

لہٰذا ایسے امام کے پیچھے اقتدا کرنا (جنازہ وغیرہ میں) مکروہِ تحریمی ہے؛ (۲) لیکن بشرطیکہ قوم کا حال اس امام سے بدتر نہ ہو، ورنہ اندھوں میں کانا راجح ہوتا ہے۔

يشير إليه كلام البحر: وينبغي أن يكون محل كراهة الاقتداء بهم عند وجود غيرهم. (۳۴۹/۱) (۳) **وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ: ۳۷۱/۲-۳۷۲)

☆ ☆ ☆

(۱) عن علی رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "کل قرض جر منفعة فهو ربا". رواه الحارث بن أبی أسامة و إسناده ساقط وله شاهد ضعيف عن فضالة بن عبيد عند البيهقی و آخر موقوف عن عبد اللّٰہ بن سلام عند البخاری. (بلوغ المرام من أدلة الأحكام، ص: ۲۸۲، رقم حديث: ۸۱۲)/التلخيص الحبير: ۹۰/۳، دار الكتب العلمية/ الدراية فی تخريج أحاديث الهداية، باب الكفالة و الحوالة: ۱۶۴/۲، دار المعرفة بيروت، انیس)

ورواه ابن أبی شيبة فی مصنفه حدثنا خالد الأحمر عن حجاج عن عطاء قال: كانوا يكرهون كل قرض جر منفعة. (فتح القدير شرح الهداية: ۳۵۶/۶، قبيل كتاب أدب القاضی)

وفی إمداد الفتاویٰ رسالة كشف الدجیٰ: ومما يدل علیٰ عدم حل القرض الذی يجر إلیٰ المقرض نفعاً ما أخرجه البيهقی فی المعرفة عن فضالة بن عبيد موقوفاً بلفظ كل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا، ورواه فی السنن الكبریٰ عن ابن مسعود و أبی بن كعب و عبد اللّٰہ بن سلام و ابن عباس موقوفاً عليهم. (ص: ۹۹)

وأيضاً قال فی (ص: ۲۱۵) وقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "كل قرض جر منفعة فهو ربا". وهو حديث حسن لغيره صرح به العزيزی فی شرح الجامع الصغير: ۷۸۴/۳) (امداد الفتاویٰ: ۲۱۵/۳-۲۷۰، کشف الدجیٰ عن وجہ الربوا)

(۲) قال الشامی: قوله (ويكره إمامة عبد... وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزانی و آكل الربا ونحو ذلک، كذا فی البرجندی. (ردالمحتار هامش الدر المختار: ۴۱۴/۱، قبيل مطلب البدعة، خمسة أقسام)

(۳) البحر الرائق: ۳۴۹/۱، باب الإمامة

ناجائز قبضہ اور خیانت کرنے والے کی امامت

دوسرے کی زمین پر قبضہ کرنے والے کی امامت:

سوال: عمر نے زید کی زمین سے سولہ بسوہ زمین اور چھ ہزار اینٹ اپنی زمین پر تعمیر میں شامل کرلیا ہے اور ایک مذہبی نمائندہ اور امام ہوتے ہوئے بھی زید کی جبراً زمین و اینٹ پر جابرانہ قبضہ کیے ہوئے ہے، ایسی صورت میں امام کی اقتدا میں جو نماز ادا کی جارہی ہے اور جو کی گئی، اس پر شریعت مطہرہ کا حکم، نیز عمر کے جابرانہ قبضہ کے سلسلہ میں ہدایات فرمائیں؟

هو المصوب

جابرانہ زمین پر قبضہ کرنے والا شخص فاسق ہے، (۱) جس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

ردالمحتار میں مذکور ہے:

يكره إمامة عبد... وفاسق. (۲)

بل مشٰى في شرح المنية علٰى أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (۳)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۴۷/۲)

---

(۱) عن أبي سلمة بن عبدالرحمن: وكانت بينه وبين أناس خصومة في أرض فدخل على عائشة رضي الله عنها فذكر لهاذلک فقالت: يا أبا سلمة ! اجتنب الأرض، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من ظلم قيد شبر طوقه من سبع أرضين. (صحيح البخاري، باب ماجاء في سبع أرضين (ح: ۳۱۹۵)/صحيح لمسلم، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها (ح: ۱۶۱۲) انيس)

عن سالم عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ من الأرض شيئاً بغير حقه خسف به يوم القيامة إلى سبع أرضين. (صحيح البخاري، باب إثم من ظلم شيئا من الأرض (ح: ۲٤٥٤) انيس)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يأخذ أحد شبراً من الأرض بغير حقه إلا طوقه الله إلى سبع أرضين يوم القيامة. (صحيح لمسلم، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها (ح: ۱٦۱۱) انيس)

الكبيرة السابعة والعشرون بعد المائتين: الغصب، وهو الاستيلاء على مال الغير ظلما. (الزواجر عن اقتراب الكبائر: ٤٣٤/۱، دارالفكر بيروت، انيس)

(۲) الدرالمختار مع ردالمحتار: ۲۹۸/۲ (باب الإمامة، انيس)

(۳) رد المحتار: ۲۹۹/۲ (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

خائن و غاصب کی امامت:

سوال: اولاد زید کے محلّہ میں جو امام ہے، وہ سالونٹ ہے؛ یعنی لوگوں کا روپیہ مارنے کے خیال سے اپنے آپ کو گورنمنٹ میں نادار لکھوادیں اور حلف کریں، اگرچہ اس کے پاس بہت سامال ہو، اسی طرح اس امام کے پاس جمع معقول ہے، ایسے خائن اور غاصب کی اقتدا درست ہے، یا نہیں؟ جبکہ مقتدی اس سے نفرت کرتے ہوں اور اولادِ زید اس بات پر ہٹ کریں کہ ہم اسی امام سالونٹ سے نماز عید پڑھواویں۔ فقط

الجواب

جو شخص لوگوں کے حقوق و دیون باجود استطاعت کے ادا نہ کرے اور مار لیوے، وہ ظالم اور فاسق ہے، (۱) اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (کذا فی ردالمحتار) (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۶/۳)

غاصب کی امامت:

سوال: ایک امام جو مدت سے مسجد میں رہتا تھا اس نے پانچ ملزموں پر دعویٰ کیا کہ ان لوگوں نے زمین مسجد معافی خدمت بوئی ہے یا جبراً گاؤں والوں نے بوائی ہے اور میرے ہل چھڑا دیئے اور یہ کہتا ہے کہ یہ زمین ملک مسجد معافی خدمت نہیں ہے اور زمین دار اہل ہنود سے ہے، جس نے زمین مسجد کے نام کی ہے وہ کہتا ہے کہ ملک مسجد معافی

(۱) عن أبی أمامة أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من اقتطع حق امریء مسلم بیمینه فقد أوجب اللّٰه له النار وحرم علیه الجنة ، فقال له رجل: وإن کان شیئاً یسیرا یا رسول اللّٰه؟ قال: وإن قضیبا من أراک. (صحیح لمسلم، باب وعید من اقتطع حق مسلم بیمین (ح: ۱۳۷) / أمالی ابن بشران (ح: ۲٦٦) انیس)

عن أبی هریرة أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من کانت عنده مظلمة لأخیه فلیتحلله منها فإنه لیس ثم دینار ولا درهم من قبل أن یؤخذ لأخیه من حسناته فإن لم یکن له حسنات أخذ من سیئات أخیه فطرحت علیه. (الصحیح للبخاری، باب القصاص یوم القیامة (ح: ٦٥٣٤) انیس)

عن أبی هریرة أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لتؤدن الحقوق إلی أهلها یوم القیامة حتی یقاد للشاة الجلجاء من الشاة القرناء. (صحیح لمسلم، باب تحریم الظلم (ح: ۲٥٨۲) انیس)

عن أبی بردة بن أبی موسیٰ الأشعری یقول عن أبیه عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أنه قال: إن أعظم الذنوب عند اللّٰه أن یلقاه بها عبد بعد الکبائر التی نهی اللّٰه عنها أن یموت رجل وعلیه دین لا یدع له قضاء. (سنن أبی داؤد، باب فی التشدید فی الدین (ح: ۳۳٤۲) انیس)

(۲) بل مشٰی فی شرح المنیة أن کراهة تقدیمه (أی الفاسق) کراهة تحریم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ٥۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

خدمت ہے اور امام کہتا ہے کہ میری ہے، اس میں مسجد کا کوئی حق نہیں تو اس شخص کے پیچھے، یا اس کے بھائی، اولاد وغیرہ کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

جو شخص مسجد کی ملک کو اپنی ملک بتائے اور دعویٰ اپنی ملک کا کرے اور زمین مسجد دبانا چاہے، وہ شخص شرعاً فاسق ہے، لہٰذا اس سے بہتر اگر امامت کا اہل کوئی دوسرا شخص مل جاوے تو اس کو امام بنانا چاہیے، اس کو امام بنانا مکروہ ہے، جب تک کہ وہ پختہ توبہ نہ کرے، اسی طرح اس کا بھائی، یا اولاد اس کے فعل پر راضی اور اس کے مددگار رہوں تو ان کو بھی امام نہ بنانا چاہیے، جب تک کہ وہ سچے دل سے توبہ نہ کریں؛(۱) لیکن اگر وہ نماز پڑھا دے تو ادا ہو جائے گی۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۴/۷/۱۳۵۲ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۶/ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۶/۶-۱۳۷)

حق داروں کا حق غصب کرنے والے کی امامت:

سوال: زید، بکر، خالد تین حقیقی بھائی تھے، خالد بفضلہ تعالیٰ علوم دینیہ کے فاضل ہیں، تینوں بھائیوں کو جائداد موروثی وخریداری تھی، جس میں ہر سہ برادران کو مساوی حصہ تھا، بکر نے مسماۃ فہمیدہ (زوجہ) ومسماۃ خاتون نابالغہ (لڑکی) کو چھوڑ کر فوت کیا، خالد اس وقت تحصیل علوم دینیہ میں مصروف تھے، زید نے کل جائداد پر اپنا نام وخالد کا نام درج کرایا اور مسماۃ فہمیدہ ومسماۃ خاتون کا نام درج نہیں کرایا، باوجودیکہ دونوں خواتین حصہ دار تھیں اور ایک مکان میں ساتھ ہی تھیں، بعدہ زید نے زوجہ نابالغ لڑکے کو چھوڑ کر فوت کیا، اب خالد نے مسماۃ فہمیدہ ومسماۃ خاتون کو حصہ

(۱) واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة". (شرح النووي على الصحيح لمسلم، كتاب التوبة: ۳۵٤/۲، قديمي)

(۲) وإن تقدموا جاز، لقوله عليه السلام: "صلوا خلف كل بر وفاجر" - (تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۳٤٦/۱، دار الكتب العلمية، بيروت) (والحديث أخرجه الدار قطني، كتاب العيدين، باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلاة عليه، رقم الحديث: ۱۷٦۸: ۴۰/۲، مؤسسة الرسالة/ وأبو داؤد: ۳٤۳، بلفظ: الصلاة المكتوبة واجبة خلف كل مسلم برًا كان أو فاجرًا وإن عمل الكبائر. (كتاب الصلاة، باب إمامة البر والفاجر، رقم الحديث: ۵۹٤)/ والإمام الزيلعي في نصب الراية: ۲٦/۲، كتاب الصلاة، باب الإمامة الحديث الثالث و الستون، رقم الحديث: ۱۹۷۹، انيس)

"هذا إن وجد غيرهم، وإلا فلا كراهة، آه ... صلى خلف فاسق أو مبتدع، نال فضل الجماعة". (الدر المختار، باب الإمامة: ۵٦۲/۱، سعيد)

دینے سے دیدہ ودانستہ انکار کیا اوران لوگوں کے آرام وسکون میں خلل انداز ہوا،مسماۃ فہمیدہ خاتون نے اپنے حصہ کا مطالبہ کیا اور بذریعہ اشخاص بہی خواہاں کے خالد کو سمجھایا بجھایا؛ مگر کچھ سودمند نہیں ہوا، مجبور ہوکر مسماۃ فہمیدہ ومسماۃ خاتون نے اپنے حقوق کی بازیابی کے لیے انگریزی عدالت میں مقدمہ دائر کردیا،خالد نے محض جھوٹا بیان، باطل عدالت مذکور میں پیش کیا اورخود بھی اظہار کیا اور دوسروں سے بھی باطل اظہار کرایا کہ مورث بکر مسماۃ فہمیدہ ومسماۃ خاتون نے اپنی حیات میں اپنا حصہ بدست زید وخالد تھوڑی قیمت میں بیچ دیا تھا اوراس وجہ کر یہ دونوں حصہ کی مستحق نہیں ہیں اور زوجہ زید کو بھی اپنی سازش میں لاکر اپنے حق میں جواب داخل کرایا، بعد گرفت ثبوت عدالت مذکور نے فیصلہ حسب خواہ مسماۃ فہمیدہ ومسماۃ خاتون کے صادر کیا وبیان خالد کو ناراست قرار دیا۔

عدالت کے فیصلہ سے کچھ غرض نہیں ہے،احتیاطاً تحریر کیا ہے،اس موضع میں جہاں خالد کا مکان ہے،ایک مسجد واقع ہے اور مسلمانان کثرت سے آباد ہیں اور قرب وجوار میں بھی مسلمانان آباد ہیں اور کل مسلمانان اسی مسجد میں نماز جمعہ وعیدین ادا کرتے ہیں،نماز پنجگانہ وجمعہ وعیدین کی امامت خالد کے سر پر ہے اور کل مسلمان خالد کے مقتدی ہوتے ہیں ،شبہ یہ ہے کہ ایسے شخص کی امامت جائز ہے،یا نہیں؟ جب کہ دوسرے مسلمان کو خالد کی موجودگی میں امامت کی صلاحیت ہووے، نیز ایسے شخص کی نسبت شرعی حکم کیا ہوسکتا ہے اور ایسے شخص کو شرعاً کس لقب سے نامزد کیا جائے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

صورت مسئولہ میں اگر حالات وواقعات حقیقتاً ویسے ہی ہیں، جیسا کہ سوال میں مذکور ہیں تو خالد نے نہایت ظلم کیا، حق العباد کو تلف کرنے کے علاوہ قطع رحم کا بھی ارتکاب کیا، جو گناہ کبیرہ ہے،(۱) جس سے خالد کو توبہ کرنا چاہئے اور جن لوگوں کو ان کے اس رویہ سے تکلیف پہنچی ہے، ان سے معافی مانگنی چاہیے اور جن صاحب کا حق اس کے ذمہ ہے، اسے ادا کردینا چاہیے اور ان مظلوموں کو بھی چاہیے کہ معاف کردیں؛ تاکہ خدا اور رسول دونوں اس سے راضی وخوش

(۱) عن أبی حمید الساعدی رضی اللّٰہ عنہ أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: لا یحل لامرئ أن یأخذ مال أخیہ بغیر حقہ، وذلک لما حرم اللّٰہ مال المسلم علی المسلم.(مسند الإمام أحمد،حدیث أبی حمید الساعدی (ح:۲۳٦۰٥)انیس)

عن أبی ہریرۃ قال:سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال:إن أعمال بنی آدم تعرض کل خمیس لیلۃ الجمعۃ فلا یقبل عمل قاطع رحم.(مسند الإمام احمد،مسند أبی ہریرۃ (ح:۱۰۲۷۲)انیس)

عن أبی بکرۃ قال:قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:ما من ذنب أحری أن یعجل لصاحبہ العقوبۃ مع ما یؤخر لہ فی الآخرۃ من بغی أو قطیعۃ رحم.(مسند الإمام أحمد،حدیث أبی بکرۃ نفیع بن الحارث (ح:۲۰۳۷٤)انیس)

عن جبیر بن مطعم أنہ سمع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول:لا یدخل الجنۃ قاطع،قال سفیان:تفسیرہ: قاطع رحم.(مسند الحمیدی،أحادیث جبیر بن مطعم (ح:٥٦٧)انیس)

ہوجائیں، باقی رہی امامت مسجد کی بحث تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر چہ امام مسجد کو ذی علم اور مسائل سے واقف کار ہونے کے علاوہ متقی بھی ہونا چاہیے،(۱) اور کم از کم گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر دلیر تو نہ ہونا چاہیے اور اگر لوگ اس طرح کے اعلانیہ فسق وفجور سے نالاں ہوں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو برا جانتے ہیں تو امام کو چاہیے کہ وہ خود امامت چھوڑ دے، اگر نہ چھوڑے گا تو مزید گنہگار ہوگا، ایسے شخص کے بارے میں سخت وعید ہے۔(۲)

مگر جماعت نماز کو کسی حال میں بھی نہیں چھوڑنا چاہیے اور جب تک بلا فتنہ وفساد ایسا امام کہ جس سے تمام مصلی بوجہ احکام شرع ناپسندیدگی رکھتے ہوں، علاحدہ نہ ہولے، سب لوگوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے، جماعت ترک نہیں کرنی چاہیے اور نہ باہمی فساد،(۳) اگر کوئی خاص واقعہ قابل اصلاح ہے اور مقامی طور پر حل نہ ہو تو امارت شرعیہ میں مفصل درخواست مصلیوں کے دستخط سے بھیجنی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ابوالمحاسن محمد سجاد کان اللہ لہ، ۱۳۴۴/۱۰/۲۱ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۵۳-۵۱/۱)

---

(۱) قال أبو جعفر: (أحق القوم بالإمامة أقرؤهم لكتاب الله عزوجل وأعلمهم بالسنة فإن كانوا في ذلک سواء فأورعهم فإن كانوا في ذلک سواء فأكبرهم سنا) قال أبو بكر: وذلک لما روى أوس بن ضمعج عن أبي مسعود الأنصاري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله عزوجل فإن كانوا في القراءة سواء فأعلمهم بالسنة فإن كانوا في السنة سواء فأقدمهم هجرة فإن كانوا في الهجرة سواء فأقدمهم سنا وإنمالم يشترط أصحابنا الهجرة لأن المهاجرين انقرضوا قبل عصرهم وقال النبي صلى الله عليه وسلم: لا هجرة بعدالفتح. (شرح مختصر الطحاوي، باب الإمامة: ۲/۶۲-۶۳، دار البشائر الإسلامية. انيس)

(۲) عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: ثلاثة لايقبل الله منهم صلاة، من تقدم قومًا وهم له كارهون، و رجل أتى الصلاة دبارًا، والدبار: أن يأتيها بعد أن تفوته ورجل اعتبد محررة". (أبو داؤد مع بذل المجهود: ۱/۳۳۱-۳۳۲) (كتاب الصلاة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، رقم الحديث: ۵۹۳، انيس)

درمختار میں ہے:" ويكره تقليد الفاسق، ويعزل به إلا لفتنة، ويجب أن يدعى له بالصلاح". (۵۱۲/۱)

الفتاوى الهندية میں ہے:" ولو صلى خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لكن لاينال مثل ما ينال خلف تقي". (۸٤/۱) (الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث في بيان من يصلح إماماً لغيره، انيس)

اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:" وكذا الاقتداء بمن كان معروفًا بأكل الربا والفسق، مروى ذلک عن أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالى لاينبغي للقوم أن يؤمهم صاحب خصومة في الدين فإن صلى رجل خلفه جاز". (فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية: ۹۱/۱) (فصل فيمن يصح الاقتداء وفيمن لايصح، انيس)

(۳) (قوله: وإذا أساء وا فاجتنب) فيه تحذير من الفتنة والدخول فيها ومن جميع ما ينكر من قول أو فعل أو اعتقاد وفي هذا الأثر الحض على شهود الجماعة ولاسيما في زمن الفتنة لئلا يزداد تفرق الكلمة وفيه أن الصلاة خلف من تكره الصلاة خلفه أولى من تعطيل الجماعة (فتح الباري: ۱۵۹/۲) (باب يقوم أي المأموم عن يمين الإمام، انيس)

جس پر خائن ہونے کا شبہ ہو اس کی امامت:

سوال: اگر کسی شخص پر لوگوں کو مثلاً خائن ہونے کی بدگمانی ہو تو اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں:

الجواب

نماز صحیح ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۴۰/۳)

بددیانت درزی اور ناحق زکوٰۃ لینے والے کی امامت:

سوال: ایک صاحب مال دار (صاحب نصاب) ہیں وہ بجائے زکوٰۃ دینے کے زکوٰۃ لیتے ہیں اور امامت کرتے ہیں۔ایک صاحب بہت جھوٹ بولتے ہیں اور امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ایک صاحب درزی ہیں، یا کشن میکر ہیں اور ضرورت سے زیادہ کپڑا لیتے ہیں؛ یعنی جتنا لیتے ہیں اتنا لگاتے نہیں، بچا لیتے ہیں، بعض صورت میں نئے کی جگہ پرانا مال اندر لگا دیتے ہیں اور نیا بچا لیتے ہیں اور امامت بھی کرتے ہیں، کیا ایسے اماموں کے پیچھے نماز درست ہے؟

الجواب

مالدار (جس پر زکوٰۃ واجب ہے) کا زکوٰۃ لینا، جھوٹ بولنا اور درزی کا کپڑا چھپانا اور خیانت کرنا یہ سب گناہ ہیں اور ان کا مرتکب فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ عہدہ امامت عزت واحترام کا منصب ہے، جس کا وہ فاسق اہل نہیں؛ اس لیے ایسے شخص کی اقتدا میں نماز جائز نہیں؛ بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۴۴۸/۳)

(۱) "اليقين لايزول بالشک". (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة، ص:۷۵، ظفير) (القاعدة الثانية: اليقين لايزول بالشک) / كشف الأسرار شرح أصول البزدوى، حكم المعارضة بين الآيتين: ۸۷/۳، دار الكتاب الإسلامى، انيس)

(۲) ويكره إمامة فاسق، من الفسق: وهو الخروج عن الا ستقامة، ولعل المراد من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزانى وآكل الربا ونحو ذلک وأماالفاسق عللوا كراهة تقديمه بأن لايهتم لأمر دينه. وبأن فى تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً، إلخ. (رد المحتار مع الدر المختار: ۵۵۹/۱-۵۶۰) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: فى تكرار الجماعة فى المسجد، انيس)

عن عبد اللّٰه بن عمرو عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم: "لا تحل الصدقة لغنى ولا ذى مرة سوى". (سنن أبى داؤد، باب من يعطى من الصدقة (ح:۱۶۳۴) انيس)

عن عبد اللّٰه بن مسعود قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: عليكم بالصدق فإن الصدق يهدى إلى البر والبر يهدى إلى الجنة وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند اللّٰه صديقا، وإياكم والكذب فإن الكذب يهدى إلى الفجور والفجور يهدى إلى النار وما يزال العبد يكذب ويترحى الكذب حتى يكتب عند اللّٰه كذابا. (صحيح لمسلم، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله (ح:۲۶۰۷) / أبو داؤد (ح:۴۹۸۹) / الترمذى (ح:۱۹۷۱) انيس) ==

خائن، بے نمازی اگر عیدین کی امامت کرے تو کیا حکم ہے:

سوال: زید نماز پنجگانہ کا پابند و عادی نہیں، شاید کبھی پڑھتا ہو؛ مگر جدّی حق موروثیت کے سبب عیدین کی نماز پڑھاتا ہے اور غلط بھی پڑھتا ہے اور متدین نہیں، امانت میں خیانت کرتا ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور ایسے امام کو موقوف کرنا نمازیوں پر واجب ہے، یا نہ؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

حدیث شریف میں ہے:

"**صلوا خلف كل بر و فاجر**". (۱)(یعنی نماز پڑھو ہر ایک نیک و بد کے پیچھے۔)

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک ہے کہ نماز فاجر و فاسق کے پیچھے ہو جاتی ہے؛ البتہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے؛(۲) لیکن اگر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے میں فتنہ ہو تو اسی کے پیچھے پڑھ لیں، فتنہ کو نہ اٹھاویں۔ **قال الله تعالىٰ:**

﴿ **وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ** ﴾(۳)(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۲۸/۳)

خائن و فاسق کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: ایسے شخص کی امامت جس کے ولد الزنا ہونے کا یقین کامل ہو، فاسق فاجر، جاہل بدعتی بھی ہو اور عدالت میں خائن بھی ثابت ہو چکا ہو، امامت جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

ایسے ولد الزنا کی امامت، جس کا حال وہ ہے، جو سوال میں درج ہے، مکروہ ہے اور چوں کہ علاوہ ولد الزنا ہونے

== عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يدخل الجنة سيىء الملكة ملعون من خان مسلماً أو غره. (مسند البزار، ما روى محمد بن أبي بكر عن أبيه أبي بكر: ۱۹۷/۱، المدينة المنورة، انيس)

عن المستورد الفهري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ردوا المِخْيَطَ والخياط من غل مخيطا أو خياطا كلف أن يجيء به وليس بجاء. (المعجم الكبير للطبراني، إسماعيل عن قيس عن المستورد الفهري (ح: ۷۲۱) انيس)

(۱) سنن الدار قطني، كتاب العيدين، باب صفة من تجوز الصلاة معه، رقم الحديث: ۱۷۸۸/ السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الجنائز، باب الصلاة علىٰ من قتل نفسه، رقم الحديث: ۷۰۸۰.

(۲) "وكره إمامة العبد والأعرابي والفاسق والمبتدع والأعمىٰ، وإن تقدموا جاز لقوله عليه السلام: "صلوا خلف كل بر و فاجر". (تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱۳٤/۱، إمدادية، ملتان)

(۳) سورة البقرة: ۱۹۱، انيس

کے وہ فاسق بھی ہے تو امامت اس کی مکروہ تحریمی ہے اور ایسا امام لائق معزول کرنے کے ہے، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے تحریر فرمایا ہے:

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً إلخ. (ردالمحتار: ۴۱۴/۱، مصری)(۱)

وفي الدرالمختار: وولد الزنا إلخ قوله: (و ولد الزنا) إذ ليس له أب يربيه ويؤدبه ويعلمه فيغلب عليه الجهل، بحر، أولنفرة الناس عنه. (ردالمحتار: ۴۱۵/۱)(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲۴۴/۳-۲۴۵)

ظالم وخائن کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: زید نے ایک مکان عمرو سے گیارہ سو روپے میں خریدا اور مصلحت سے بائع سے یہ معاہدہ لے لیا کہ بیع نامہ میں اس کی قیمت بارہ سو روپیہ ڈالی جائے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا؛ مگر رجسٹری کے بعد جب روپیہ اس کے قبضہ میں آیا اور مشتری نے رقم زائد واپس لینی چاہی تو معاہدہ فسخ کر کے رقم زائد کے دینے سے انکار کر دیا، جس کی وجہ سے بائع مذکور تمام شہر میں بدنام ہوگیا اور بد دیانت اور غدار مشہور ہوگیا، علاوہ ازیں شب وروز تعدیات ودیگر معاہدات مخالف شرع میں منہمک رہتا ہے، پس کیا ایسا شخص عند الشرع امامت مسجد، یا اہتمام مدارس اسلامیہ کے منصب جلیلہ کا مستحق ہے، یا نہیں؟ لہٰذا اگر اس کو کسی ایسے منصب پر برقرار کیا جاتا ہے تو لوگوں کو بدظنی پیدا ہوتی ہے اور اس مسجد ومدرسہ کی اعانت میں کمی واقع ہوتی ہے۔

الجواب

بائع کو ثمن مقررہ سے زیادہ روپیہ رکھ لینا صریح ظلم اور خیانت ہے اور ظالم وخائن امام بنانے اور مہتمم بنانے کے قابل نہیں ہے، **هكذا في كتب الفقه: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً، إلخ.** (رد المحتار المعروف بالشامي)(۳)

وأيضاً في كتاب الوقف منه: المجلد: ۳، عن الإسعاف: ولايولیٰ إلا أمين قادرٌ بنفسه أو بنائبه لأن الولاية مقيدةٌ بشرط النظر وليس من النظر تولية الخائن لأنه يخلّ بالمقصود. (۴)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۲/۳-۳۱۳)

---

(۱) ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفير (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۲) ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۵/۱، ظفير (مطلب: البدعة خمسة أقسام، انيس)

(۳) ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفير (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۴) ردالمحتار، كتاب الوقف، مطلب في شروط المتولي: ۵۳۲/۳، ظفير

خائن کی امامت:

سوال: امام صاحب حج کو گئے، مسجد کا گھنٹہ لانے کے لئے پیسے دئے گئے، انہوں نے بمبئی میں لاکر بیچ دیا اور کم روپے کا بمبئی سے خرید کر مسجد میں دیدیا، ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصليًا

جو گھنٹہ مسجد کے روپیہ سے خریدا، اس کو فروخت کر کے خود نفع کمانا جائز نہیں، یہ خیانت ہے، (۱) پھر جو پرانا گھنٹہ خرید کر دیا ہے، اگر وہ مسجد کے لئے مناسب ہو تو اس کو رکھ لیا جائے اور جو نفع پہلے گھنٹہ کو فروخت کرنے سے ملا ہے، وہ بھی مسجد کے واسطے لے لیا جائے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند، ۱/۷/۱۳۹۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیو بند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۸/۶-۱۳۹)

مسجد و مدرسہ کی رقم میں خیانت کرنے والے کی امامت:

سوال (۱) اگر کسی مسجد کے پیش امام نے مسجد یا مدرسہ کے حساب و کتاب میں جو کہ منتظمین نے اس کے ذمہ کر دیا ہو اور اس نے کوئی خیانت کی ہو اور منتظمہ کمیٹی کو اس کا مکمل ثبوت بھی مل گیا، ایسی حالت میں مذکورہ کمیٹی پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ امام موصوف سے امامت کراتے رہیں، یا منصب امامت سے انہیں علاحدہ کر دیں؟ ایسی حالت میں نمازیوں کی نماز کے بگڑنے کے ذمہ دار صرف امام صاحب ہوں گے، یا مذکورہ کمیٹی پر بھی کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اللہ کے یہاں مذکورہ کمیٹی بھی ذمہ دار ٹھہرائی جائے گی؟

---

(۱) قال اللّٰه تعالٰى: ﴿يا أيها الذين آمنوا لا تخونو اللّٰه والرسول وتخونوا أما ناتكم وأنتم تعلمون﴾ (سورة الأنفال: ٢٧)

قلتُ: والصحيح أن الآية عامة، وإن صح أنها وردت على سبب خاص، فالأخذ بعموم اللفظ لا بخصوص السبب عند الجماهير من العلماء. والخيانة تعم الذنوب الصغار والكبار اللازمة والمتعدية". (تفسير ابن كثير: ٣٩٨/٢، دار الفيحاء بيروت)

"عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: "أربع من كن فيه كان منافقاً خالصاً، ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها: إذا أوتمن خان، وإذا حدث كذب، وإذا عاهد غدر، وإذا خاصم فجر". (صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب علامة المنافق: ١٠/١، قديمي) (ح: ٣٤، انيس)

(٢) وأهله أن الغاصب والمودع إذا تصرف في المغصوب، أو الوديعة، وربح لا يطيب له الربح عند هما خلافاً لأبي يوسف... وقال مشائخنا: لا يطيب له قبل أن يضمن وكذا بعد الضمان بكل حال، وهو المختار، لإطلاق الجواب في الجامعين والمبسوط". (الهداية، كتاب الغصب: ٣٧٣/٣-٣٧٤، مكتبة إمدادية، ملتان)

(۲)　پیش امام کی سپردگی میں ایک دینی مدرسہ ہے، مسجد کی منتظمہ کمیٹی امام صاحب کو مدرسہ کے چندہ وغیرہ صدقۃ الفطر، زکوٰۃ، عطیات وخیرات وچرم قربانی کی رقومات جمع کر کے باقاعدہ حساب رکھتے ہوئے... مناسب خرچ کرنے کا ذمہ دار بنادیتی ہے، جب ان سے حساب مانگا گیا اور انہوں نے حساب پیش کیا اس میں کچھ رسیدات واخراجات پیش نہیں کئے گئے اور تحقیقات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حساب اخراجات سے بے شمار زیادہ ہے، جس سے بددیانتی ثابت ہوتی ہے، کیا از روئے شریعت ایسا حساب جائز ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا، یا اس سے نماز پڑھوانا کیسا ہے؟ اور شریعتِ مطہرہ میں ایسے امام کی کیا سزا مقرر ہے۔

(۳)　امام موصوف نے چار طلبہ کو کپڑے بنا کر دینا حساب میں لکھا ہے، تحقیقات سے معلوم ہوا کہ نہ کپڑے بنوائے گئے اور نہ طلبہ کو دئے گئے اور بددیانتی سے وہ رقم حساب میں لکھ دی گئی، اس پیسہ کی خیانت ہوئی اور جھوٹا حساب منتظم کمیٹی کو دیا گیا، کیا امام صاحب کا یہ عمل از روئے شرع جائز ہے؟

(۴)　امام صاحب کے حساب پیش کرنے کے بعد جو رقم تحویل باقی نکالی جو کہ اخراجات کے علاوہ ان کے پاس باقی رہی تھی، انہوں نے اس میں سے کچھ رقم جمع کر کے لکھ دیا۔

(۵)　امام موصوف سے جب ایک دوسرے مد کا حساب لیا گیا تو انہوں نے بہت کم رقم تحویل باقی میں بتلائی اور جب ان کے حساب کے مطابق پانچ کمیٹی کے معزز اہل شرع حضرات نے جانچ کی تو وہ رقم تحویل باقی جو امام صاحب نے پیش کی تھی، اس سے چار گنا زیادہ نکلی، تحویل کی یہ رقم موصوف نے خود خرچ کر ڈالی، مطلوبہ رقم مانگنے پر تنخواہ میں سے کاٹنے کو کہہ دیا، حالانکہ یہ رقم موصوف کے پاس ہمیشہ امانت رکھی جاتی تھی۔

(۶)　امام موصوف کو جب یہ پتہ چلا کہ میرے دئے ہوئے حساب کے لئے کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے اور میری خیانتیں اب منظر عام پر منتظمہ کمیٹی کے اور عوام کے سامنے آجائیں گی تو امام صاحب نے سیدھے سادے مسلمانوں کو منتظمہ کمیٹی کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی اور اپنے بچاؤ کے لئے ایک گٹ بنایا اور پارٹی بندی کرنے کی کوشش کی اور مسلمانوں میں انتشار پھیلانے کی بھر پور کوشش کی اور قوم کے اندر تفرقہ پیدا کر دیا، اس امام کا یہ عمل کیسا ہے اور ایسے امام کی کیا سزا ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا یا پڑھوانا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

(۱-۶)　جھوٹ، خیانت، غبن، اپنے قصور کو چھپانے کے لیے تفرقہ وانتشار پھیلانا یہ امور ایسے ہیں، جن کا حکم کسی مسلمان پر بھی مخفی نہیں، (۱) سب ہی جانتے ہیں کہ یہ چیزیں ناجائز اور گناہ ہے اور منصبِ امامت بلند منصب ہے، امام

(۱)　عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم :　==

کو سب مقتدیوں سے زیادہ متبع سنت اور بلند کردار ہونا چاہیے،(۱) یہ بدقسمتی ہے کہ مقتدیوں کو ایسے امام ملتے ہیں؛ تاہم اگر امام صاحب امانت کی چیزیں اور ان کا حساب صحیح صحیح سے دیں اور پختہ توبہ کرلیں اور یہ توبہ امامت کی خاطر نہ ہو؛ بلکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے ہو اور ان کے حالات سے اطمینان ہو جائے کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کو معاف کردیا جائے،(۲) ورنہ دوسرے دیانت دار لائق امام کو تجویز کرلیا جائے۔ اولاً کچھ روز کے لیے عارضی طور پر امانت کا انتظام کسی اور دیانتدار کے سپرد کردیا جائے تو بہتر ہے؛ تاکہ امام موصوف اس الجھن سے علاحدہ رہیں اور صرف نماز پڑھانا ان کے ذمہ رہے۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۴/۱۴۰۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۹/۶-۱۴۱)

== "إذا كذب العبد تباعد عنه الملك ميلاً من نتن ما جاء به. (مشكوة المصابيح، باب حفظ اللسان: ۴۱۳/۲، قديمي) (الفصل الثاني، رقم الحديث: ۴۸۴۴)/ سنن الترمذي، باب ماجاء في الصدق والكذب (ح: ۱۹۷۲) انيس)

"وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا أوتمن خان". (مشكوة المصابيح، باب الكبائر، الفصل الأول: ۱۷/۱، قديمي) (رقم الحديث: ۵۵)/ صحيح البخاري، باب علامة المنافق (ح: ۳۳)/ صحيح لمسلم، باب بيان خصال المنافق (ح: ۵۹) انيس)

"عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله إخوانًا". (مشكوة المصابيح، باب ماينهى عنه من التهاجر، الفصل الأول: ۴۲۷، قديمي) (رقم الحديث: ۵۰۲۷)/ صحيح البخاري، باب: ﴿يا آيها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن﴾ (ح: ۶۰۶۶) انيس)

"وعن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: "إياكم وسوء ذات البين، فإنها الحالقة". (مشكوة المصابيح، باب ما ينهى عنه من التهاجر، الفصل الثاني: ۴۲۸، قديمي) (الفصل الأول، رقم الحديث: ۵۰۴۱)/ سنن الترمذي، باب (ح: ۲۵۰۸)/ مسند البزار، مسند أبي هريرة (ح: ۸۴۸۲) انيس)

(۱) فإن استووا في العلم فأورعهم ... قال النبي صلى الله عليه وسلم: "من صلى خلف عالم تقي، فكأنما صلى خلف نبي". (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان من هو أحق بالإمامة: ۶۷۰/۱، دار الكتب العلمية بيروت) (قال الزيلعي في نصب الراية: "من صلى خلف عالم تقي فكأنما صلى خلف نبي" قلت: غريب، وروى الطبراني في معجمه ... عن مرثد بن أبي مرثد الغنوي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن سركم أن تقبل صلاتكم فليؤمكم علماؤكم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربكم، انتهى ورواه الحاكم في المستدرك في كتاب الفضائل عن يحى بن يعلى به سنداً ومتنا إلا أنه قال: فليؤمكم خياركم وسكت عنه، الخ. (نصب الراية، باب الإمامة: ۲۶/۲، مؤسسة الريان، انيس)

(۲) وقدمنا أنه لايعزله القاضي بمجرد الطعن في أمانته، ولايخرجه إلا بخيانة الظاهرة ببينة... ثم تاب وأناب أعاده". (البحر الرائق، كتاب الوقف: ۴۱۱/۵، رشيدية) (شروط الواقفين، انيس)

(۳) إذا ظهرت خيانته فإن القاضي يعزله وينصب أميناً ... فرأى الحاكم أن يدخله معه آخر أو يخرجه من يده ويصيره إلى غيره... لاينبغي للقاضي أن يأمن الخائن بل سبيله أن يعزله ... أو يضم إليه ثقةً، إلخ. ==

ناجائز طور پر حق دبانے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: زید ایک مسجد کا امام ہے اور جبراً اپنے پڑوسی کے حق کو دبانا چاہتا ہے اور مکان کا دروازہ آگے کو بڑھا کر اپنے صحن کو زیادہ کرانا چاہتا ہے اور جھوٹا قبضہ ثابت کرنے کے لیے حلف کرتا ہے، آیا یہ حلف درست ہے، یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

سوال کی صورت سے معلوم ہوا کہ زید نے جھوٹا حلف کیا اور بکر کا حق دبایا اور مبتدع بھی ہے، ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

کما فی الشامی: فھو کالمبتدع فتکرہ إمامته بکل حال، بل مشٰی فی شرح المنیة علٰی أن کراھة تقدیمه کراھة تحریم، لما ذکرنا. (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۲۹۱-۲۹۲) ☆

ناجائز جرمانہ کرنے والے کی امامت:

سوال: ایک مسلمان نے ایک چماری کو مسلمان کرکے اس سے نکاح کرلیا، اس پر ایک شخص مسمّٰی قاضی وزیر شاہ نے ان کو برادری سے علاحدہ اور حقہ پانی بند کردیا اور نکاح کو ناجائز کہتا ہے اور وزیر شاہ نے چٹی اور ڈنڈ کے پانچ روپے بھی لیے، ایسے شخص کی امامت کا شرعاً کیا حکم ہے، اس کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے، یا نہیں؟

== وقد یقال: إن المراد من عزله إزالة ضررہ عن الوقف، وذلک حاصل بضم ثقة". (البحر الرائق مع منحة الخالق، کتاب الوقف: ۵/۳۹۱-۳۹۲، رشیدیة)

(۱) ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفیر (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

☆ خیانت کرنے والے کی امامت:

کیا ایسے مولوی صاحب کو نماز جماعت، نماز عیدین ونماز جنازہ کی امامت سپرد کرنی درست ہوگی، جو مسجد کی چیز کو اپنی ملکیت بتاتا ہے، غریب لوگوں کی زمین پر زبرستی قبضہ کرتا ہے، قبرستان کی لکڑی جلاتا ہے، اجرت لے کر جھوٹی گواہی دیتا ہے، امانت میں خیانت کرتا ہے، قرض لے کر قرض ادا نہیں کرتا، بغیر طلاق کے عورت کا نکاح دوسرے مرد سے کردیتا ہے، سود کے کاروبار میں حصہ لیتا ہے، وغیرہ وغیرہ؟

الجوابـــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

یوں تو نماز فاسق کے پیچھے بھی ہوجاتی ہے، (لقوله علیه الصلاة والسلام: صلوا خلف کل بر وفاجر. (سنن الدار قطنی: ۲/۵۷) (باب صفة الصلاة من تجوز الصلاة منه والصلاة علیه، رقم الحدیث: ۱۷۶۸، انیس) مگر مذکورۃ الصدر اوصاف والے کو امام نہ بنایا جائے، متقی صاحب علم کو امام بنایا جائے۔ (ویکرہ تقلید الفاسق ویعزل به إلالفتنة". (الدر المختار علٰی ھامش ردالمحتار: ۲/۲۸۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالصمد رحمانی (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۲۹۵)

الجواب

وزیر شاہ کا یہ معاملہ جو اس نے اس مسلمان او رنومسلمہ کے ساتھ کیا اور ان کو برادری سے علاحدہ کر دیا، خلاف شریعت ہے اور حرام و ناجائز ہے، (۱) اور مسلمان ہونا اس نومسلمہ کا اور نکاح کرنا اس کا شرعاً درست ہے اور صحیح ہے، (۲) قاضی مذکور کو اس کو ناجائز کہنا غلط ہے اور سخت جہالت ہے اور چٹی اور ڈنڈ لینا حرام اور باطل ہے، (۳) ایسا شخص قابل امامت کے نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی اور معزول کرنا اس کا امامت سے ضروری ہے۔ (۴) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۲۵۱-۲۵۲)

---

(۱) عن ابن شمامة المهري قال: حضرنا عمرو بن العاص وهو في سياقة الموت يبكي طويلا وحول وجهه إلى الجدار فجعل ابنه يقول: يا أبتاه! أما بشرك رسول الله صلى الله عليه وسلم بكذا؟ أما بشرك رسول الله صلى الله عليه وسلم بكذا؟ قال: فأقبل بوجهه فقال: إن أفضل ما تعد شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله إني قد كنت على أطباق ثلاث، لقد رأيتني وما أحد أشد بغضاً لرسول الله صلى الله عليه وسلم مني ولا أحب إليَّ أن أكون قد استمكنت منه فقتلته فلو مت على تلك الحال لكنت من أهل النار فلما جعل الله الإسلام في قلبي أتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت: أبسط يمينك فلأبايعك فبسط يمينه قال: فقبضت يدي، قال: مالك يا عمرو! قال: قلت: أردت أن أشترط، قال: تشترط بماذا؟ قلت: أن يغفر لي، قال: أما علمت أن الإسلام يهدم ما كان قبله؟ وأن الهجرة تهدم ما كان قبلها؟ وأن الحج يهدم ما كان قبله؟ وما كان أحد أحب إليَّ من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا أجلَّ في عيني منه وما كنت أطيق أن أملأ عينيَّ منه إجلالاً له ولو سئلت أن أصفه ما أطقت لأني لم أكن أملأ عينيَّ منه ولو مت على تلك الحال لرجوت أن أكون من أهل الجنة ثم ولينا أشياء ما أدري ما حالي فيها فإذا أنا مت فلا تصحبني نائحة ولا نار فإذا دفنتموني فشنوا عليَّ التراب شناً ثم أقيموا حول قبري ما تنحر جزور ويقسم لحمها حتى أستأنس بكم وأنظر ماذا أراجع به رسل ربي. (الصحيح لمسلم، باب كون الإسلام يهدم ما كان قبله (ح: ۱۲۱) انيس)

عن الحارث الأشعري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من دعا بدعوى الجاهلية فإنه من جثا جهنم. (السنن الكبرىٰ للنسائي، الوعيد لمن دعا بدعوى الجاهلية (ح: ۸۸۱۵) / انيس)

(۲) ﴿ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن ولأمة مؤمنة خير من مشركة ولو أعجبتكم ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا ولعبد مؤمن خير من مشرك ولو أعجبكم أولئك يدعون إلى النار والله يدعوا إلى الجنة والمغفرة بإذنه ويبين آياته للناس لعلهم يتذكرون. (سورة البقرة: ۲۲۱، انيس)

(۳) (لا بأخذ مال في المذهب) بحر، وفيه عن البزازية: وقيل يجوز، معناه أن يمسكه مدة لينزجر ثم يعيده له، إلخ، وفي المجتبىٰ: أنه كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ. (الدر المختار)

والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال. (ردالمحتار، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال: ۳/۲۴۶، ظفير)

(۴) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار) بل مشىٰ في شرح المنية أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفير) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

دوسروں کا حق دبانے والے کی امامت جائز ہے، یا نہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس بارہ میں کہ ایک شخص جاہل مطلق ہے، اپنے قریب کے شخص کی زمین، روپیہ اور لاٹھی اور آدمیوں کے زور سے دبائے ہوئے ہے، ہر وقت لڑنے مرنے کو تیار ہے، بدمعاشیاں کئے ہوئے سزا یافتہ سرکار انگریزی کا جیل خانوں میں زندگی گزارے ہوئے ہے، دوسرے کی زمین پر مکان بنالیا ہے۔ اب وہ لوگ تو فوت ہوگئے، ان کی اولاد اسی طریقہ پر ہے؛ یعنی زور بھی سب اپنا دکھلاتے ہیں اور زبردستی بھی کرتے ہیں، انہیں لوگوں میں زنا بھی ہوتا ہے، سردار حافظ کے نام سے مشہور ہے، درحقیقت حافظ نہیں ہے اور کہتا ہے کہ میں پابند شرع ہوں، مگر وہ زمین جس پر اس کے والد وغیرہ نے مکان بنایا تھا، اس پر زبردستی سے بدستور قابض ہے اور ظلم پر کمر بستہ ہے۔ از روئے شرع اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ اور اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب

ایسا شخص جو ناحق دوسرے مسلمان کی زمین دبالیوے اور اس پر مکان بنا کر قابض ہے، شرعاً گنہگار اور فاسق ہے، اس کی امامت مکروہ ہے، کسی نیک شخص کو جو مسائل نماز سے واقف ہو امام بنانا چاہیے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲۹۳/۳-۲۹۴)

جبراً کسی کے مکان پر قبضہ کرنے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص عرصہ سے جابرانہ طور پر کسی کے مکان میں بغیر معاوضہ یا کرایہ کے رہائش پذیر ہے، مالک مکان بوجہ نحیف وکمزور ہونے کے مکان کی واپسی کے لیے کوئی کاروائی کرنے سے قاصر ومعذور ہے تو کیا اس قابض شخص کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ اور بحالت مجبوری جب کہ دوسری جگہ جماعت کی نماز نہ مل سکتی ہو تو مذکور امام کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے، یا تنہا اپنی علاحدہ نماز پڑھیں؟

---

(۱) ویکرہ (إلیٰ قوله) وفاسق، إلخ. (الدر المختار)

المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزاني وآکل الربا ونحو ذلک، کذا في البرجندي إسمٰعیل، وفي المعراج: قال أصحابنا لاینبغي أن یقتدي بالفاسق إلا في الجمعة لأنه في غیرها یجد إماماً غیره، آه. (رد المحتار: ۵۲۳/۱)(مطلب في تکرار الجماعة في المسجد، انیس)

"بناء علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم". (شرح المنیة)(الکبیری شرح منیة المصلی، کتاب الصلاة، الأولیٰ بالإمامة، ص: ۵۱۳، سهیل اکادمی لاهور، انیس)

(۲) قبرِ اطہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شرعاً کیا حیثیت رکھتی ہے؛ یعنی قبر اطہر کی زیارت کرنا مستحب ہے، یا سنت، یا واجب؟

الجواب

اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو یہ شخص ظالم وفاسق ہے اور امامت اس کی مکروہ ہے؛ لیکن اگر اور امام نہ ملتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے اولیٰ وافضل ہے۔

(۲) روضۂ اطہر کی زیارت مستحب ہے؛ بلکہ ایک قول ذی وسعت کے لیے وجوب کا بھی ملتا ہے۔

”وزيارة قبره - صلى الله عليه وسلم - مندوبة،بل قيل واجبة لمن له سعة“. (۱)

بندہ اصغر علی غفرلہ، ۹/۳/۱۳۷۷ھ۔ الجواب صحیح: محمد عبد اللہ غفرلہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۷۶/۲)

قرض ادا نہ کرنے والے کی امامت:

سوال: کوئی آدمی تاجر تھا، اس کا کام فیل ہو گیا، لوگوں کا پیسہ اس کے پاس موجود ہے اور دوسرے لوگوں کے پاس اس کا روپیہ موجود ہے، جب وہ دائن اپنا قرض طلب کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دوسرے لوگوں نے ہمارا روپیہ مارلیا، ہم تمہارا پیسہ نہیں دیں گے، حق العباد کیا تلف کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے، جب کہ وہ معاف بھی نہ کرایا ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص دوسروں کا روپیہ مار لے اور استطاعت کے باوجود واپس نہ دے اور مطالبہ کرنے پر یہ کہہ دے ”میرا روپیہ غیروں کے پاس مارا گیا؛ اس لیے میں تمہارا روپیہ نہیں دیتا“ وہ شخص بہت گنہگار ہے، اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۸/۷/۱۳۹۲ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، ۸/۷/۱۳۹۲ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۷/۶)

(۱) الدر المختار على رد المحتار: ۳۵۲/۲ (باب الهدى، انيس)

(۲) (ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمىٰ)”قوله:(وفاسق)من الفسق:وهو الخروج عن الاستقامة،ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر،والزاني وآكل الربا،ونحو ذلك،إلخ.(الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة،باب الإمامة: ۵۵۹/۱_۵۶۰،سعيد)(مطلب في تكرار الجماعة في المسجد،انيس)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:من أخذ أموال الناس يريد أدائها أدى الله عنه ومن أخذ يريد إتلافها أتلفه الله.(صحيح البخاري،باب من أخذ أموال انسا يريد أداء ها،الخ (ح:۲۳۸۷)انيس)

الكبيرة السابعة والعشرون بعد المائتين:الغصب،وهو الاستيلاء على مال الغير ظلما.(الزواجر عن اقتراب الكبائر: ۴۳۴/۱،دار الفكر بيروت،انيس)

ورثہ کا حق نہ دینے والے کے معاون کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں کہ ایک آدمی عالم پابند شریعت فوت ہو گیا، بوقت وفات موصوف ورثاء: اہلیہ دولڑکیاں اور دو بھائی، دو ہمشیرہ اور والدہ تاحال زندہ ہیں، تمام وراثت کا انتقال موصوف کی اہلیہ ہندہ کے نام پر ہو چکا ہے اور باقی ورثا تاحال محروم ہیں؟

(۱) کیا ورثاء موجودہ وراثت موصوف سے شرعاً حقدار ہیں، یا نہ؟
(۲) اہلیہ موصوف پر بحالتِ مذکورہ کیا حکم عائد ہوگا، واضح فرمادیں؟
(۳) معاونین اہلیہ موصوف کا شرعاً کیا حکم ہے، کیا امامت ان کی شرعاً جائز ہے؟

الجواب

(۱) حقدار ہے۔(۱)
(۲) ظالمہ ہے، توبہ کرنا لازم ہے، ظالم کی حمایت وتعاون ظلم ہے۔(۲)
(۳) اگر واقعی پیش امام صاحب ایسی عورت کا حامی ہے اور یہ بات ثابت ہو جائے تو ایسے شخص کو پیش امام نہیں بنانا چاہئے، اگر ہے تو اس کو معزول کر کے کسی دوسرے متقی شخص کو امام بنایا جائے؛(۳) لیکن شرط یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کے سامنے یہ بات اگر واضح ہو تو اس پر عمل کریں، ورنہ وہاں کی تحقیق کے مطابق عمل ہو۔ واللہ اعلم

(فتاویٰ مفتی محمود: ۲/۲۳۲)

---

(۱) ﴿یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ماترک وان کانت واحدۃ فلھا النصف ولأبویہ لکل واحد منھما السدس مماترک ان کان لہ ولد فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس من بعد وصیۃ یوصی بھا أودین آباؤکم وابناؤکم لاتدرون ایھم اقرب لکم نفعا فریضۃ من اللّٰہ ان اللّٰہ کان علیما حکیماo﴾(سورۃ النساء: ۱۱،انیس)

(۲) ﴿تلک حدود اللّٰہ ومن یطع اللّٰہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری من تحتھا الأنھار خالدین فیھا وذلک الفوز العظیمO ومن یعص اللّٰہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مھین﴾(سورۃ النساء: ۱۳-۱۴،انیس)
﴿ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾(سورۃ المائدۃ: ۲،انیس)

(۳) قال أبو جعفر: (أحق القوم بالإمامۃ أقرؤھم لکتاب اللّٰہ عزوجل وأعلمھم بالسنۃ فإن کانوا فی ذلک سواء فأورعھم فإن کانوا فی ذلک سواء فأکبرھم سنا) قال أبوبکر: وذلک لما روی أوس بن ضمعج عن أبی مسعود الأنصاری قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: یؤم القوم أقرؤھم لکتاب اللّٰہ عزوجل فإن کانوا فی القراءۃ سواء فأعلمھم بالسنۃ فإن کانوا فی السنۃ سواء فأقدمھم ھجرۃ فإن کانوا فی الھجرۃ سواء فأقدمھم سنا وإنمالم یشترط أصحابنا الھجرۃ لأن المھاجرین انقرضوا قبل عصرھم وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لا ھجرۃ بعدالفتح. (شرح مختصر الطحاوی، باب الإمامۃ: ۲/۶۲-۶۳، دارالبشائر الإسلامیۃ. انیس)

مکان کا کرایہ نہ دینے والے کی امامت:

سوال: جو شخص نہ مکان خالی کرے اور نہ ہی کرایہ ادا کرے اور مالکِ مکان کو پریشان کرے تو ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

مکان خالی نہ کرنا، نہ کرایہ ادا کرنا، یہ ظلم وغصب ہے، ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، جب تک وہ توبہ کر کے اصلاح نہ کر لے۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۱۴۳/۶)

مغصوبہ زمین مزارعت پر لینے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک صاحبِ جائیداد کافی عرصہ سے مفلوج ہے، گاؤں کو چھوڑ کر بیوی کے رشتہ داروں کے ہاں سکونت پذیر ہے، اس کی جائیداد پر بڑے بیٹے نے قبضہ کیا ہے، باپ اس پر سخت ناراض ہے اور کہتا ہے کہ اس کا بیٹا اور اس کے زیرنگرانی سارے کاشتکار اس کی زمین میں تصرف نہ کریں، باپ نے احتجاجاً کافی عرصہ سے زمین کے محصولات لینے سے بھی انکار کیا ہے اور سرکار کے ہاں مقدمہ بھی دائر کیا ہے، ان کاشتکاروں میں ایک مولوی صاحب نے بھی زمین مزارعت پر لی ہے، اس پر ایک مقتدی اعتراض کرتا ہے کہ وہ خان صاحب کی مرضی کے بغیر قابض بیٹے کے زیرنگرانی جو کاشتکاری کر رہا ہے، ازروئے شرع

(۱) "ویکرہ إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمٰی". (الدر المختار)

وقال ابن عابدین: "قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر، والزانی وآکل الربا، ونحوها... وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لایهتم لأمر دینه وبأن فی تقدیمه للإمامة تعظیمه، وقد وجب علیهم إهانته شرعاً ... بل مشٰی فی شرح المنیة علٰی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم". (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعید) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

"وأن الظلم حرام". (الفتاویٰ الهندیة، مطلب فی موجبات الکفر، الخ: ۲۵۷/۲، دار الفکر بیروت. انیس)

واتفقوا علٰی أن التوبة من جمیع المعاصی واجبة علی الفور لایجوز تأخیرها سواءٌ کانت المعصیة صغیرة أو کبیرة. (شرح النووی علی الصحیح لمسلم، کتاب التوبة: ۳۵٤/۲، انیس)

إن وقعت الإجارة علی المدة کما فی إجارة الدار والأرض أو علی قطع المسافة کما فی کراء الدابة یجب الأجر بحصة ما استوفی من المنافع إذا کان للمستوفی أجرة معلومة من غیر مشقة وفی الدار یجب لکل یوم وفی المسافة لکل مرحلة، الخ. (تبیین الحقائق، کتاب الإجارة: ۱۰۹/۵، انیس)

ناجائز ہے اور اس جرم کا مرتکب نماز پڑھانے کا اہل نہیں ہے۔سوال یہ ہے کہ واقعی اس مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: محمد شفیق حقانی لیکچرر فیڈرل گورنمنٹ بوائز کالج پشاور، ۳۱/۷/۱۹۸۴ء)

الجواب

بشرط صدق وثبوت اس زمین میں بلا اجازت تصرف کنندگان غصب اور ظلم کے مرتکب ہیں۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : "لایحل مال امرئ إلابطیب نفس منه". (رواہ البیهقی فی شعب الإیمان)(۱)

وفی شرح المجلة:٦١/٦ :"لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک غیره إلابإذنه". (۲)

واضح رہے کہ جس امام کی دینی حالت مقتدیوں سے بدتر ہو تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، ورنہ اندھوں میں کانا راجا ہوتا ہے۔

یدل علیه مافی إمامة البحر. (۳) **وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ:۲/۳۷۸)

☆ ☆ ☆

(۱)　مشکوٰۃ المصابیح: ۲۵۵/۱، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی (شعب الإیمان، باب فی قبض الید عن الأموال المحرمة (ح:٥١٠٥) انیس)

(۲)　المادة:٩٦، انیس

(۳)　قال العلامة ابن نجیم رحمه اللّٰہ : وینبغی أن یکون محل کراهة الاقتداء بهم عند وجود غیرهم وإلا فلا کراهة کما لا یخفیٰ. (البحر الرائق، ص: ٣٤٩/١، باب الإمامة)

صدقات، زکوٰۃ اور عطیات لینے والے کی امامت

صدقۃ الفطر جبراً وصول کرنے اور لوگوں کو مسجد سے منع کرنے والے امام کی اقتدا کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک پیش امام نے ایک مولوی صاحب کو اپنی مسجد سے اس سبب سے منع کر دیا کہ وہ بچوں کو قرآن مجید کا درس دے رہے ہیں، پیش امام نے مولوی صاحب کا درس قرآن مجید اپنی مسجد میں اس لیے بند کر دیا؛ کیوں کہ اسے یہ خدشہ تھا کہ وہ مجھ سے امامت چھین لے گا، اس پر لوگ اس سے ناراض ہو گئے، دوسرا اس کے مقتدیوں کا قول ہے کہ یہ امام دل میں بہت زیادہ بغض رکھتا ہے، تیسرا اس کا یہ معمول ہے کہ خواہ کوئی غریب ہو، یا امیر سب سے جبراً صدقۃ الفطر وصول کرتا ہے، اگر کوئی نہ دے تو اس کو نماز میں اپنے پیچھے کھڑا ہونے سے منع کر دیتا ہے، اب اس کے اس سخت رویہ کی وجہ سے تمام مقتدی اس سے بھاگ گئے ہیں اور صرف دو آدمی اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، کیا ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو بصورت کراہیت ہے، یا عدم کراہیت؟ اور لوگ پیش امام کے اس سخت رویہ کی وجہ سے اپنی مسجد چھوڑ کر تقریباً تین ماہ سے دوسرے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو کیا وہ گنہگار ہیں، یا نہیں؟

الجواب

شریعت کی رو سے امام دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ جسے محکمہ اوقاف، یا خود واقف نے منصب امامت پر اسے مقرر کیا ہو اور وقف کی آمدنی سے اس کے لیے وظیفہ بصورت تنخواہ امامت مقرر کیا گیا ہو، ایسے امام کو فقہائے احناف نے اہل وظائف میں شمار کیا ہے اور اس کو وہ امام الحمل اور منصوب الواقف کے ناموں سے ذکر کرتے ہیں اور کبھی اسے ذو وظیفہ بھی کہتے ہیں، ایسے پیش امام کے بارے میں فقہا نے لکھا ہے کہ اسے شرعی جرم، یا نااہلی کے بغیر معزول نہیں کیا جا سکتا ہے، چناں چہ علامہ ابن نجیم المصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فلايحل للقاضي عزل صاحب وظيفة بغير جنحة وعدم أهلية ولو فعل لم يصح“. (البحر الرائق: ۲۲۷/۵)(۱)

(۱) البحر الرائق، جعل الواقف غلة الوقف لنفسه: ۲۴۵/۵، دار الكتاب الإسلامي بيروت، انيس

دوسری قسم کا پیش امام وہ ہے، جسے اہل محلّہ نے امام مقرر کیا ہو اور اہل محلّہ ہی اسے اپنی آمدنیوں سے تنخواہ بصورت اجرت امامت دے رہے ہوں تو ایسے پیش امام کو نہ تو اہل وظائف میں شمار کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کے عزل کا وہ حکم ہے، جو پہلی قسم کے امام کا ذکر اوپر کیا گیا ہے؛ بلکہ اس کی حیثیت محض اجیر خاص کی ہے اور قوم کے ساتھ عہد امامت ایک عقد اجارہ ہے، لہذا ایسے پیش امام پر اجیر خاص کے اور اس کی امامت پر عقد اجارہ کے احکام جاری ہوں گے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ابتدائی تقرر: فقہاء کرام نے اس کے ابتدائی انتخاب اور تقرر کے بارے میں یہ تصریحات ذکر کی ہیں کہ اگر قوم اور اہل محلّہ سب اس کی امامت پر متفق ہوں تو بلا کسی نزاع کے اسے منتخب کیا جائے گا اور اگر قوم میں اس کے انتخاب کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اکثریت کا اعتبار کیا جائے گا۔

درمختار: ۱/۵۲۳ میں جہاں احقیت الامامت پر بحث کی گئی ہے، وہاں یہ لکھا گیا ہے:

”والأحق بالإمامة تقديمًا بل نصبًا: الأعلم بأحكام الصلاة، إلخ، فإن استووا فيقرع أو الخيار إلى القوم فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم“. (۱)

اس عبارت میں صراحۃً یہ ذکر پایا جاتا ہے کہ نصب الامام میں اگر قوم میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اکثریت کی رائے پر عمل کیا جائے گا اور اس کا اعتبار ہوگا؛ یعنی اکثریت اس کے تقرر اور انتخاب پر متفق ہو تو اسے امام منتخب کیا جائے گا، ورنہ نہیں، باقی رہا اس کے عزل کا مسئلہ تو اس کے بارے میں مسلمہ قواعد کی روشنی میں شرعی حکم یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح اس کے ابتدائی تقرر اور انتخاب میں اکثریت کی رائے معتبر ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر اس کے عزل میں اختلاف واقع ہو جائے تو اکثریت کی رائے کا اعتبار نہ کیا جائے گا، اس میں بھی اگر اکثریت اس کے عزل پر متفق ہو تو اسے معزول کیا جائے گا، ورنہ نہیں؛ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ قوم کے لیے ہر حالت میں پیش امام کو معزول کرنا جائز ہے اور اس میں شرعاً کوئی گناہ نہیں؛ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اگر کسی شرعی نقص اور عیب کی وجہ سے اسے معزول کر دیا گیا تو عزل کا فیصلہ بھی نافذ ہے اور اگر اس میں کوئی شرعی عیب بھی نہیں ہے اور اسے ذاتی عناد یا کسی دنیوی معاملہ کی بنیاد پر معزول کر دیا گیا تو قوم کا یہ اقدام جرم اور شرعاً گناہ ہے؛ مگر عزل کا فیصلہ نافذ ہوگا اور پیش امام کو معزول سمجھا جائے گا اور کسی فعل کے جرم اور گناہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ سرے سے نافذ اور کسی درجہ میں معتبر ہی نہ ہو، اس لئے فقہاء کے مسلمات میں بکثرت نظائر موجود ہیں:

(۱)　قاضی کا کسی فاسق کی شہادت پر فیصلہ کر دینا۔

---

(۱)　الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة، انیس

(۲)　افیون کی بیع۔

(۳)　قربانی کی کھالوں کی بیع۔

پس اس طرح شرعی جرم اور نقص کے بغیر اگر قوم نے پیش امام کے عزل کا فیصلہ کر دیا تو اگر چہ قوم اس فیصلہ کی وجہ سے گناہ گار ہوگی؛ مگر عزل کا فیصلہ بہر حال نافذ ہوگا اور پیش امام کو معزول سمجھا جائے گا، اس کے لئے مسلمات کی روشنی میں وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

وجہ اول :　عقد امامت ایک قسم کا عقد اجارہ ہے اور جب قوم کل، یا اس کی اکثریت اس عقد پر امضاء کرنے کے لیے تیار نہ ہو اور کسی صورت میں اس کو امام نہیں رکھنا چاہتی ہو تو ایسی صورت اور حالت میں ظاہر ہے کہ عقد امامت کا اصل مقصد حاصل نہیں ہوسکتا، لوگ نماز با جماعت کو یا تو اکثر چھوڑ دیں گے، یا ایک ہی مسجد میں بیک وقت دو دو جماعتیں، مختلف اماموں سے کرائی جائیں گی اور یہ طرز عمل امامت کے اصل مقصد اور غرض وغایت ہی کے منافی اور جڑ کو کاٹ دینے والا ہے اور ایسے مواقع میں بار ہا اس کا مشاہدہ بھی کیا گیا ہے، فساد کا بھی قوی ذریعہ ہے۔

وجہ دوم:　اور جب اس اجارے کا اصل مقصد اس صورت میں حاصل نہیں؛ بلکہ فوت ہوجاتا ہے تو چاہیے کہ یہ اجارہ فسخ کر کے امام مذکور کو معزول کر دیا جائے اور کسی دوسرے صالح اور دیندار پیش امام کا انتخاب کیا جائے کہ جس پر قوم متفق ہو تا کہ امامت کا اصل مقصد جو کہ اقامت جماعت ہے، فوت نہ ہونے پائے، ایسی صورتوں میں فقہاء کرام نے فسخ اجارہ کی تصریحات کی ہیں، اس کے امثلہ کتب فقہ میں ''کتاب الاجارہ'' کے عنوان سے موجود ہیں، وہاں دیکھا جاسکتا ہے۔(۱)

وجہ سوم :　عزل کو ابتدائی تقرر پر قیاس کر کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ کل قوم، یا اس کی اکثریت درصورت اختلاف معزول کرنے کی مجاز ہے اور اس کی رائے کا اعتبار کیا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر قوم کی اکثریت پیش امام کی مخالف ہو اور نماز پڑھنا اس کے پیچھے چھوڑ دے تو امام کو امامت کرنے کا حق باقی نہیں رہتا۔

قال أحمد: إذا کرهه واحد أو إثنان أو ثلاثة، فله أن یصلی بهم حتیٰ یکرهه أکثر الجماعة. (مرقاۃ)(۲)

---

(۱)　والأصل هنا أن المعقود علیه إذا انتقض بطل الأجر بالإتفاق. (تبیین الحقائق، کتاب الإجارة: ۱۱۲/۵، المطبعة الأمیریة بولاق، انیس)

لأن المقصود من الإجارة الإنتفاع حتی لا یصح إجارة مالایمکن الإنتفاع به فی الحال کإجارة المهر للرکوب وغیر ذلک. (لسان الحکام، الفصل الثانی عشر فی الإجارة: ۳٦٤، البابی الحلبی القاهرة، انیس)

(۲)　مرقاة المفاتیح، باب الإمامة: ۸٦٥/۳، دار الفکر بیروت، انیس

احناف نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد کوئی اختلاف ظاہر نہیں کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم احناف بھی اس کے مخالف نہیں ہیں، نیز فقہائے احناف رحمہم اللہ نے اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ اگر پیش امام میں کوئی شرعی عیب ہو اور اس وجہ سے لوگ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھتے ہوں تو گناہ امام پر ہے اور اگر امام میں کوئی شرعی عیب نہ ہو اور مقتدی بلاوجہ اس سے ناراض ہو کر دوسری جگہ نماز پڑھتے ہوں تو گناہ ان پر ہے۔(۱)

اس تمہید کو مدنظر رکھتے ہوئے صورت مسئولہ مذکورہ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پیش امام صاحب کی حیثیت دوسرے قسم کے پیش امام کی ہے، جو اجیر خاص کے حکم میں ہے اور پہلی قسم کے امام کی نہیں کہ اس کو اہل وظائف میں شمار کیا جا سکے اور مسئولہ عنہ پیش امام کے وہ نقائص جس کی وجہ سے تمام قوم اس سے ناراض ہو کر دوسری مسجدوں میں نمازیں پڑھتی ہے، جس کی وجہ سے عقد امامت کا اصلی مقصد فوت ہو جاتا ہے، یہ وہ نقائص ہیں، جو شرعاً معتبر ہیں، لہٰذا اگر کل قوم، یا اکثریت اس عقد کو فسخ کر کے امام مذکور کو معزول کر دے اور اس کی جگہ دوسرے کسی صالح اور دیندار شخص کو پیش امام مقرر کرے، جس پر تمام قوم متفق ہو تو قوم کا یہ عزل نافذ ہوگا اور اس طرح امامت کا اصل مقصد بھی فوت نہ ہونے پائے گا اور قوم بھی گنہگار نہ ہوگی؛ کیوں کہ یہ عزل بوجہ نقص شرعی کے ہوگا اور اگر مذکورہ پیش امام صاحب باوجود کل قوم، یا اکثریت کے ناراض ہونے کے بدستور نمازیں پڑھانے پر بضد ہو اور لوگ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں؛ بلکہ دوسری مسجدوں میں پڑھیں تو گناہ پیش امام پر ہے، قوم پر نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ حقانیہ:۱۶۱/۳-۱۶۴)

صدقۃ الفطر اور چرم قربانی لینے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص قوم سید متمول صاحب ایک مسجد میں امام ہیں اور اس مسجد میں دو طرح کی آمدنی ہے: ایک آمدنی شب قدر رمضان میں ۴۰/۵۰ روپیہ ہے اور دوسری آمدنی فطرہ اور صدقہ اور کھالیں قربانی کی ہیں تو ان دونوں

(۱) (و لو أم قوما وهم له كارهون)أن الكراهة (لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره) له ذلك تحريمًا لحديث أبي داؤد لايقبل الله صلاة من تقدم قومًا وهم له كارهون وإن هو أحق لا)و الكراهة عليهم.(الدر المختار بهامش ردالمحتار: ۵۲۲/۱)(كتاب الصلاة،باب الإمامة،انيس)

عن عبدالله بن عمرو أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:ثلاثة لا يقبل الله منهم صلاة: من تقدم قوما وهم له كارهون ورجل أتى الصلاة دباراً -والدبار أن يأتيها بعد أن تفوته -ورجل اعتبد محرره.(سنن أبي داؤد،باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون (ح:۵۹۳)انيس)

عن ابن عباس رضي الله عنهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق رؤوسهم شبراً رجل أم قوماً وهم له كارهون وامرأة باتت زوجها عليها ساخط وأخوان متصارمان.(سنن ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة،باب من أم قوماً وهم له كارهون،رقم الحديث: ۹۷۱،ص: ۱۲۲،بيت الأفكار، انيس)

آمدنیوں میں سے امام کے لئے کونسی جائز ہے اور کونسی ناجائز؟ باوجود اس کے کہ امام کو صدقات اور قربانی کی کھالیں لینا ناجائز ہونے کا علم ہے اور پھر وہ منت اور خوشامد سے لیتا ہے اور دینے والوں کو بھی معلوم ہے کہ یہ امام متمول سید ہے؛ مگر چونکہ سید منت خوشامد کرتا ہے، اس کی منت خوشامد کی وجہ سے ان کو دیتے ہیں۔ پس ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے کہ جو دانستہ کھلم کھلا ناجائز آمدنی لے رہا ہے؟ اور اہل قربانی جو علم کے باجود کھالیں، ان کو دیتے ہیں، ان کی قربانیوں کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

مالدار صاحب نصاب آدمی کو صدقہ فطر لینا ناجائز ہے اور ایسے شخص کو دینے سے صدقۂ فطر ادا نہیں ہوتا، (۱) نیز امامت وغیرہ کی اجرت میں دینا بھی جائز نہیں، قربانی کی کھال خود استعمال کرنا، امیر وغریب سب کو دینا جائز ہے؛ لیکن امامت وغیرہ کی اجرت میں اس کا دینا بھی درست نہیں، اگر کھال فروخت کردی ہے تو اس کی قیمت کو کسی غریب مستحق کو صدقہ کرنا واجب ہے، کسی مالدار کو دینا، یا کسی اجرت میں، یا خود رکھنا ہرگز جائز نہیں؛ تاہم قربانی میں اس سے خرابی نہیں آتی، قربانی ادا ہو جاتی ہے، صرف کھال یا اس کی قیمت کو بے محل صرف کرنے کا گناہ ہوتا ہے، جس کی مکافات لازم ہے، اگر امام اس کا مستحق نہیں اور پھر لیتا ہے اور اس کو مسئلہ بھی معلوم ہے تو اس کو امامت سے علاحدہ کردیا جائے، بشرطیکہ اس سے بہتر امام موجود ہو۔ (۲)

"صدقة الفطر كالزكاة في المصارف، آه". (۳)

---

(۱) عن عبدالله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لاتحل الصدقة لغني ولا لذي مرة سوي. (سنن أبي داؤد، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى (ح: ١٧٠٤) انیس)

عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سأل وله مايغنيه جاء ت مسألته يوم القيامة خدوشا أو خموشا أو كدوحا في وجهه، قيل: يا رسول الله! وما يغنيه؟ قال: خمسون درهما أو قيمتها من الذهب. (سنن ابن ماجة، باب من سأل عن ظهر غنى (ح: ١٨٤٠) انیس)

(۲) "فإن أمكن الصلاة خلف غيرهم فهو أفضل، وإلا فالاقتداء أولى من الانفراد". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ٥٥٩/١، سعيد)

(۳) الدرالمختار، كتاب الزكوة، باب صدقة الفطر: ٣٦٩/٢، سعيد (وكذا في البحر الرائق، وقت وجوب أداء صدقة الفطر: ٢٧٥/٢، دارالكتاب الإسلامي بيروت، انیس)

﴿انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها والمؤلفة قلوبهم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله وابن السبيل فريضة من الله والله عليم حكيم﴾ (سورة التوبة: ٦٠، انیس)

''(ويتصدق بجلدها أو يعمل منه نحو غربال أو جراب) وقربة وسفرة ودلو (أو يبدله بما ينتفع به باقيا) ... فإن بيع ... تصدق بثمنه'' آه. (الدر المختار)(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳۰/۱۱/۱۳۵۶ھ۔

صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف، ۴/ذی الحجہ/۱۳۵۶ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۷۶-۷۷) ☆

زکوٰۃ کا مال کھانے والے ہاشمی کی امامت:

سوال: ایک شخص ہاشمی صاحب نصاب زکوٰۃ لیتا ہے اور غزل خوانی کراتا ہے اور نقارہ بجواتا ہے اور اپنے برادر حقیقی کو رسوا کرتا ہے، ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب

غنی کو مالِ زکوٰۃ لینا اور کھانا ناجائز ہے، (۲) اور مزامیر ونقارہ وغیرہ امور حرام ومعصیت ہیں، (۳) اسی طرح کسی

(۱) ردالمحتار على الدر المختار، كتاب الأضحية: ۳۲۸/۶-۳۲۹، سعيد

☆ **کیا امام کے لئے منبر پر زکوٰۃ وعطیات اپنے لئے لینے کا سوال کرنا جائز ہے:**

سوال: امام صاحب نے مسجد کمیٹی کی اجازت کے بغیر جمعہ کی نماز کے بعد اعلان کر دیا کہ وہ مسجد کے مقروض ہیں اور وہ اور لوگوں کے بھی مقروض ہیں اور اس وقت ان کے حالات قابل رحم ہیں، لہذا وہ درخواست کرتے ہیں کہ زکوٰۃ، عطیات اور فطرے سے ان کی مدد کی جائے اور انہوں نے اپنے آدمی مسجد کے دروازوں پر بیٹھا دیئے، کیا امام صاحب کے لیے اس طرح کی اپیل کرنا جائز ہے؟

الجواب

مسجد کے امام کا اس قسم کا اعلان کرنا، جو آپ نے ذکر کیا ہے، نہایت ذلت کی بات ہے، اللہ تعالیٰ کسی پر برا وقت نہ لائے، میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ امام کا بھوکوں مر جانا، اس قسم کے ذلت آمیز سوال سے بہتر ہے، باقی اہل محلّہ اور اہل مسجد کو امام کی ضروریات کا خود ہی خیال رکھنا چاہئے۔ (اگر وہ مستحق زکوٰۃ یعنی آٹھ صنفوں میں سے کسی ایک صنف میں داخل ہے تو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے، اگر اس کو زکوٰۃ دے دیا تو زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، البتہ مسجد میں اس طرح کا اعلان کرنا مناسب نہیں ہے، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع رجلا ينشد ضالة في المسجد فليقل لا ردها الله عليك فإن المساجد لم تبن لهذا. (صحيح لمسلم، باب النهي عن نشد الضالة في المسجد، رقم الحديث: ۵۶۸، انيس) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴۳۱/۳)

(۲) وهذا ما قلنا في قوله تعالى ﴿إنما الصدقات للفقراء﴾ أنه ينفي وجوب الصدقات للأغنياء، الخ. (شرح مختصر الطحاوي للجصاص، باب القسامة: ۳۹/۶، دار البشائر الإسلامية، انيس)

وأما الذي يرجع إلى المؤدى إليه فأنواع: منها أن يكون فقيرا فلا يجوز صرف الزكاة إلى الغني إلا أن يكون عاملاً عليها، الخ. (بدائع الصنائع، فصل الذي يرجع إلى المؤدى إليه: ۴۳/۲، دار الكتب العلمية، انيس)

(۳) عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كل شيء من لهو الدنيا باطل، ==

مسلمان کو تہمت لگانا اور ذلیل کرنا اور عیب جوئی کرنا حرام ہے، (۱) مرتکب ایسے امور کا فاسق ہے، لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔ شامی وغیرہ کتب فقہ میں ہے کہ امام بنانا فاسق کا حرام ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ فاسق واجب الاہانۃ ہے اور امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲۲/۳-۱۲۳)

== إلا ثلاثة انتضالک بقوسک وتأدیبک فرسک وملاعبتک أهلک فإنها من الحق. (المستدرک للحاکم، کتاب الجهاد (ح: ۲٤٦٨) قال الذهبی: علی شرط مسلم. ج: ۲/ص: ۱۰٤، دارالکتب العلمیة بیروت. انیس)

قوله: (کره کل لهو) أی کل لعب وعبث، إلخ، شامل لنفس الفعل، واستماعه کالرقص والسخریة والتصفیق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون و المزمار و الصنج والبوق، فإنها کلها مکروهة لأنها زی الکفار، واستماع ضرب الدف والمزمار وغیرذلک حرام، وإن سمع بغتةً یکون معذوراً ویجب أن یجتهد أن لا یسمع، قهستانی. (ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۳۹۵/٦، دارالفکر بیروت، انیس)

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشتَرِی لَهوَ الحَدیثِ لِیُضِلَّ عَن سَبیلِ اللّٰهِ بِغَیرِ عِلمٍ وَیَتَّخِذها هُزُوًا أُولئِکَ لَهُم عَذابٌ مُهینٌ﴾ (سورة لقمان: ٦)

جمہور صحابہ وتابعین اور عام مفسرین کے نزدیک لہوالحدیث عام ہے، جس سے مراد گانا بجانا اور اس کا ساز وسامان ہے اور ساز وسامان، موسیقی کے آلات اور ہر وہ چیز جو انسان کو خیر اور بھلائی سے غافل کردے اور اللہ کی عبادت سے دور کردے، اس میں ان بدبختوں کا ذکر ہے، جو کلام اللہ سننے سے اعراض کرتے ہیں اور ساز وموسیقی، نغمہ وسرور اور گانے وغیرہ خوب شوق سے سنتے اور ان میں دلچسپی لیتے ہیں، خریدنے سے مراد بھی یہی ہے کہ آلات طرب وشوق سے اپنے گھروں میں لاتے ہیں اور پھر ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں، لہوالحدیث میں بازاری قصے کہانیاں، افسانے، ڈرامے، ناول اور سنسنی خیز لٹریچر، رسالے اور بے حیائی کے پرچار کرنے والے اخبارات سب ہی آجاتے ہیں اور جدید ترین ایجادات، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو فلمیں، ڈش انٹینا وغیرہ بھی، اگر ان لہوولعب کا کام لیا جاتا ہے اور اگر صرف خبریں سناتی ہیں تو جائز ہے۔ (انیس)

(۱) ﴿من یکسب خطیئة او اثما ثم یرم به بریئافقداحتمل بهتاناو اثمامبینا﴾ (سورة النساء: ۱۱۲)

عن أبی هریرة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: "اجتنبوا السبع الموبقات، قالوا یارسول اللّٰه وماهن ؟قال الشرک باللّٰه والسحروقتل النفس التی حرم اللّٰه الابالحق واکل الرباواکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات الغافلات المؤمنات". (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق (ح: ۲۷٦٦)/ الصحیح لمسلم، باب بیان الکبائر وأکبرها (ح: ۸۹) انیس)

﴿یایها الذین آمنوا لایسخر قوم من قوم عسی ای یکونوا خیراًمنهم ولانساء من نساء عسی ای یکن خیرامنهن﴾ (سورة الحجرات: ۱۱)

﴿ولاتجسسوا ولایغتب بعضکم بعضا، ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرهتموه، واتقوا اللّٰه ان اللّٰه تواب رحیم﴾ (سورة الحجرات: ۱۲)

(۲) ویکره إمامة عبد، إلخ، وفاسق (الدرالمختار)

من الفسق: و هو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر، إلخ، بل مشٰی فی شرح المنیة علٰی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۳/۱، ظفیر) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

اسقاط لینے والے مالدار امام کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک پیش امام کی آمدنی فصلات کے عشر کے علاوہ اجرت امامت بھی ہے اور سالانہ آمدنی گزارہ سے بڑھ کر غلہ مکئی فروخت بھی کرتا ہے، نیز ٹیلر ماسٹر بھی ہے، کیا ایسے امام کے لیے دائرہ حیلہ اسقاط میں بیٹھنا جائز ہے؟ اگر نہیں تو کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے، یا اکیلے پڑھنا؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: محمد شفیع، سورجال راولپنڈی، ۱۹۶۹/۳/۱۷ء)

الجواب

اگر امام غنی ہو تو اس کے لیے دائرہ اسقاط (۱) میں بیٹھنا جائز نہیں ہے، (۲) اور حیلہ کے بعد اسقاط لینا جائز ہے اور باوجود غنی ہونے کے اگر فدیہ لیتا ہو، دائرہ اسقاط میں بیٹھا ہو تو اس کے پیچھے اقتدا مکروہِ تحریمی ہے؛ لیکن اقتدا انفراد سے بہت افضل ہے۔ (۳) وہو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۴۱۵/۲)

☆ ☆ ☆

(۱) کچھ علاقوں میں رواج ہے کہ میت کو جنازہ گاہ لے جاتے وقت کچھ سامان اور رقم بھی میت کے ساتھ لے جاتے ہیں، جنازہ کے بعد اس سامان اور رقم کے اردگرد جنازہ میں شامل افراد بیٹھ جایا کرتے ہیں اور اس پر قرآن مجید رکھ کر ایک دوسرے کو بخشتے ہیں، پھر رقم اور سامان لوگوں میں تقسیم کردیتے ہیں، اس عمل سے یہ سمجھتے ہیں کہ میت کی بخشش ہوگئی، اسی کو دائرہ اسقاط کہتے ہیں۔ قرآن وحدیث، ائمہ اربعہ کے علاوہ اسلاف میں سے کسی سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے، یہ بدعت ومنکر عمل ہے، اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے، مرنے کے بعد صدقہ وخیرات کرنے سے گناہوں کے معاف ہونے کی امید کرنی چاہیے۔ انیس

(۲) قال العلامة مرغيناني: ولاتدفع إلٰى غنى لقوله صلى اللّٰه عليه وسلم لايحل الصدقة لغنى، وهو باطلا قه حجة علٰى الشافعى رحمه اللّٰه فى غنى الغزاة وكذاحديث معاذرضى اللّٰه عنه علٰى مارويناء قال العلامة ابن الهمام: أخرج أبو داؤد والترمذى عن ابن عمرعنه عليه السلام: لاتحل الصدقة لغنى ولالذى مرة سوى، حسنه الترمذى. (الهداية مع فتح القدير: ٢٠٨/٢، باب من يجوز دفع الصدقة إليه ومن لا يجوز) ((سنن أبى داؤد عن عبد اللّٰه بن عمرو، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى (ح: ١٧٥٤)/ والترمذى، باب من لاتحل له الصدقة (ح: ٦٥٢) انيس)

(۳) قال الحصكفى: صلٰى خلف فاسق أومبتدع نال فضل الجماعة. (الدرالمختار) قال ابن عابدين: أفاد الصلاة خلفهما أولٰى من الإنفراد. (الدر المختار مع ردالمحتار: ٤١٥/١، باب الإمامة)

دعوتوں میں شرکت کرنے والے کی امامت

امام کا غیر مسلم کے گھر میت کا کھانا کھانا:

سوال: آندھرا پردیش میں ہندوؤں کی آبادی زیادہ ہونے کی وجہ سے ہندو مسلمان ملے جلے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کی تقریب میں شریک ہوتے ہیں، ایک مشہور ہندو رئیس کی موت پر ان کے ورثا نے اپنی قوم کے ساتھ مسلمانوں کو بھی کھانے پر بلایا، امام صاحب اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ دعوت میں تشریف لے گئے اور کھا کر واپس آ گئے، اس کھانے میں جو دس دن کے بعد کھلایا جاتا ہے، برہمن منتر پڑھتے ہیں، کیا مسلمانوں کے لیے ہندو موتہ کا کھانا جائز ہے، ایسا شخص امامت کے قابل رہتا ہے، یا مرتد ہو جاتا ہے، کیا کوئی حرام حلال جان کر بھی مسلمان رہ جاتا ہے؟

هو المصوب

بشرط صحت واقعہ دریافت کردہ صورت میں شخص مذکور کا عمل فسق کے دائرہ میں ہوا اور فاسق کی امامت مکروہ ہے؛ تا آنکہ اس عمل سے توبہ نہ کر لے۔(۱)

تحریر: محمد مستقیم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۶۶/۲)

جو امام غلط دعوتوں میں شریک ہوا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک دولت مند مسلمان جامع مسجد کے پیش امام کے پاس آئے اور ان کو ساتھ لے کر اپنے مکان پر لے گئے، اس کے بعد محلّہ کے ایک ایماندار آدمی کو بلائے، ان دونوں آدمیوں کے سامنے بہ ہوش وحواس اپنی بیوی کو جو دس بچوں کی ماں ہے، طلاق دے دیا، اس کی برادری نے پیش امام سے دریافت کیا کہ اس نے صحیح طلاق دے دیا، پیش امام نے بتایا کہ طلاق دے دیا اور طلاق ہوگئی، وہ شخص بلا حلالہ کئے ہوئے اپنی بیوی کو جو طلاق کے بعد بیوی نہیں رہی، اسے اپنے مکان میں رکھ لیا، پیش امام کی

(۱) ویکرہ تنزیهًا إمامة عبد ... وفاسق وأعمٰی. (الدر المختار مع رد المحتار: ۲۹۸/۲)

قوله: (فاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وآكل الربٰو ونحو ذلك. (الدر المحتار: ۲۹۸/۲) (كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

شہادت پر برادری والوں نے اس شخص کو برادری سے خارج کر دیا، ایک سال کے بعد اسی شخص نے مسلمانوں کو دعوت دی، کچھ لوگ دولت مند سمجھ کر اس کے یہاں کھانا کھائے، سمجھدار لوگوں نے کھانے سے انکار کر دیا، مگر پیش امام صاحب نے ان کے یہاں کھانا کھایا، کیا پیش امام کے لیے یہ کھانا جائز ہے، پیش امام صاحب کے محلے میں ایک ہندو کی تر ہی پڑی، وہ انسان سود خور بھی تھا، اس میں پیش امام صاحب شریک ہو کر پوڑی کچوڑیاں اڑائیں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

مذکور فی السوال امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

"**لقوله عليه الصلاة والسلام : "صلوا خلف كل بر وفاجر"**. (مراقي الفلاح، ص: ۱٦٥)/ أبو داؤد: ۳٤۳/۱)/ نصب الراية: ۲٦/۲)(۱)

امام صاحب کو سمجھائیں کہ اس انداز کی دعوتوں میں شرکت نہ کیا کریں، شفقت و محبت سے سمجھانے پر ان شاء اللہ اثر ہوگا، ویسے امام کو رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار نمازیوں کو ہوتا ہے، باہم صلاح و مشورہ سے کام لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی (حبیب الفتاویٰ: ۶۱/۱-۶۲)

رسوم ادا کرنے والے کی جو دعوت کھائے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے:

سوال: زید جو عالم سند یافتہ اور ہمارے یہاں امام جامع بھی ہے، ایک ایسی بارات میں جس میں آتش بازی، انگریزی باجہ وغیرہ ممنوعات شرعی وغیرہ تھے، شریک ہوئے اور کھانا وغیرہ کھایا، شریعت غرّا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا حکم دیتی ہے، اس کو توبہ کرنا چاہیے، یا نہ؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

اس بارہ میں درمختار میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر ایسی بارات اور ولیمہ میں جانے اور شریک ہونے سے پہلے علم نہ تھا کہ وہاں ایسے امور منکرہ ہیں تو اگر وہ مقتدا شخص ہے تو اس کو وہاں ٹھہرنا اور شریک نہیں ہونا چاہیے اور اگر مقتدا نہیں ہے تو دل سے برا سمجھتا رہے اور کھانا وغیرہ کھالیوے اور اگر جانے سے پہلے خبر ہو جائے تو ہرگز شریک نہ ہو۔ (۲)

(۱) مراقي الفلاح، باب الإمامة/ سنن الدارقطني، باب صفة من تجوز الصلاة معه (ح: ۱۷٦۸)
عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصلاة المكتوبة واجبة خلف كل مسلم براً كان أو فاجراً وإن عمل الكبائر. (سنن أبي داؤد، باب إمامة البر والفاجر (ح: ٥٩٤) انيس)

(۲) ولو دعى إلى دعوة فالواجب أن يجيبه، إلخ، إذا لم يكن هناك معصية، ولا بدعة، إلخ، والامتناع أسلم في زماننا إلا إذا علم يقيناً بأنه ليس فيها بدعة، ولا معصية، إلخ، لا يجيب دعوة الفاسق المعلن. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر: ۳۰۰/٥، ظفير)

پس صورت مسئولہ میں امام مذکورکوتوبہ کرنی چاہیےاور بعدتوبہ کے نماز اس کے پیچھے بلاکراہت صحیح ہے۔
جاء في الحديث :"التائب من الذنب كمن لاذنب له". (۱)فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲۶۱/۳)

مرتدعورت کی دعوت کھانے والےامام کاحکم:

سوال: ایک عورت مرتد ہوگئی، جوحالت اسلام میں فاجرہ تھی اورحالت ارتداد میں بھی فاجرہ ہے،اس نے ایک ضیافت میں اپنے ہم مذہب لوگوں کوکھلایااوردومسلمانوں کےکھلانے کے لیےبھی ایک بکری وغیرہ دی،اگرکوئی مولوی کھاوےتواس کی اقتدا جائز ہوگی، یانہیں؟

الجواب

امام کوایسا کھانا نہ کھانا چاہیےتھا،اس کوچاہیے کہ اس فعل سے توبہ کرے،(۲)اور بعدتوبہ کے اقتدااس کی درست ہے۔فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۱۳/۳۔۱۱۴)

منکرات سے بھرپوردعوتِ ولیمہ میں شریک ہونے والےامام کی اقتدا:

سوال: کیافرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک دفعہ نماز جمعہ کے بعدگاؤں والوں نے اتفاق کیا کہ جوآدمی شادی میں گانا بجانالائے گااورطوائف کوڈانس وغیرہ کے لیے بلائے گاتوان کی دعوت ولیمہ میں شرکت نہیں کی جائے گی،بعد میں ایک شخص نے اس کا ارتکاب کیا،جس میں اکثر لوگ شامل نہیں ہوئے؛لیکن بعض لوگ شامل ہوگئےاوران کی وجہ سےامام صاحب نے بھی دعوت ولیمہ میں شرکت کی،اب لوگ اس امام کے پیچھےنمازنہیں پڑھتے ہیں،ایسےشخص کی امامت کاکیاحکم ہے؟بینواتوجروا۔

(المستفتی:مولوی گل زماں،راولپنڈی،۱۹۸۷ء)

الجواب

اس امام میں دینی حمیت اورغیرت نہیں ہےاورجنہوں نےشرکت نہیں کی ہے،ان میں دینی حمیت اورغیرت موجود

---

(۱) مشكوة ،باب التوبة والاستغفار،الفصل الثالث،ص: ۲۰٦،ظفير(رقم الحديث: ۲۳٦۳)/سنن ابن ماجة، باب ذكر التوبة (ح: ٤٢٥٠)/الدعاء للطبراني،باب قول النبي صلى الله عليه وسلم:التائب من الذنب،الخ (ح: ١٨٠٧)/ مسند الشهاب القضاعي،التائب من الذنب كمن لا ذنب له (ح: ١٠٨)/شعب الإيمان،معالجة كل ذنب بالتوبة (ح: ٦٧٨٠)انيس)

(۲) سئل الفقيه أبوجعفرعمن اكتسب ماله من أمراء السلطان وجمع المال من أخذ الغرامات المحرمات وغيرذلك هل يحل لمن عرف ذلك أن يأكل من طعامه؟قال:"أحب إليّ أن لايأكل منه"إلخ.(ردالمحتار،باب زكوة الغنم، مطلب في التصدق من المال الحرام: ۲/ ۳٥ ، ظفير)

ہے،(۱) پس اگر یہ امام اپنے فعل پر نادم ہو(۲) تو لوگوں پر ضروری ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں اور اپنے آپ کو امامت اور جماعت کی ثواب سے محروم نہ کریں۔(۳) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ:۲/۳۹۲)

فاسق کے گھر سے کھانے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب ایسے آدمی کے گھر سے کھاتا پیتا ہو، جو دائمی نماز نہ پڑھنے والا ہے، بدمعاش اور ظالم ہے، ہر ناجائز کام میں پیش پیش ہوتا ہے تو اس کھانے والے امام کی امامت صحیح ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: ایک مسلمان بھائی کوہاٹ، ۲۹/۷/۱۹۸۷ء)

الجواب

حرام خوری موجبِ فسق ہے؛(۴) لیکن کافر، یا فاسق کے گھر سے کھانا مفسق نہیں ہے۔

لأنه النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أجاب دعوة یهود خیبر.(۵)

صحت امامت کے لیے پابند نماز کا خوراک کھانا شرط نہیں ہے، کسی امام نے اس کو شرط قرار نہیں دیا ہے۔ وہوالموفق

(فتاویٰ فریدیہ:۲/۳۹۷-۳۹۸)

---

(۱) قال العلامة الحصكفي: دعی الٰی ولیمة وثمة لعب أوغناء أكل لو المنكر فی المنزل فلو علی المائدة لاینبغی أن یقعد بل یخرج معرضاً لقوله تعالٰی: ﴿فلا تقعد بعد الذكریٰ مع القوم الظالمین﴾ فإن قدر علی المنع فعل وإن لم یقدر صبر إن لم یكن ممن یقتدیٰ به فإن كان مقتدیٰ ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد لأنه فیه شین الدین، إلخ. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار: ۵/۲۴۵، كتاب الحظر والإباحة)

(۲) عن عبد اللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "التائب من الذنب كمن لاذنب له"، رواه ابن ماجة والبیهقی فی شعب الإیمان ...وفی شرح السنة روی عنه موقوفاً قال: الندم توبة والتائب كمن لاذنب له. (مشكوٰة المصابیح: ۱/۲۰۶، باب الاستغفار)

(۳) عن ابن عمر رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع و عشرین درجةً. متفق علیه. (مشكوٰة المصابیح: ۱/۹۵، باب الجماعة وفضلها)

(۴) قال العلامة ابن عابدین: قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتكب الكبائر كشارب الخمر والزانی وآكل الربا ونحو ذلک. (ردالمحتار علی هامش الدرالمختار: ۱/۴۱۴، قبیل مطلب البدعة، خمسة أقسام)

(۵) عن جابر أن یهودیة من أهل خیبر سمت شاة مصلیة ثم أهدتها لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فأخذ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الذراع فأكل منها وأكل رهط من أصحابه معه فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ارفعوا أیدیكم وأرسل إلی الیهود فدعاها فقال: سممت هٰذه الشاة، إلخ. {رواه أبوداؤد و الدارمی} (مشكوٰة المصابیح: ۲/۵۴۱، باب فی المعجزات)

وكان یوسف علیه السلام من بیت العزیز (قال اللّٰه تعالٰی: ﴿وقال الذی اشتراه من مصر لامرأته أكرمی مثواه عسٰی أن ینفعنا أو نتخذه ولداً، وكذالک مكنا لیوسف فی الأرض ولنعلمه من تأویل الأحادیث واللّٰه غالب علٰی أمره ولكن أكثر الناس لایعلمون﴾. (سورة یوسف: ۲۱)

تعویذ وجادو،ٹونا کرنے والے کی امامت

چڑھاوے کی چیز کھانے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: جو شخص چڑھاوے کی اشیا کھاوے،اس کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟ اوراس کو قاضی بنایا جاوے، یا نہیں؟

الجواب

ایسا شخص جو کہ پابند شریعت نہ ہو اور بدعات میں مبتلا ہو اور چڑھاوے سے پرہیز نہ کرتا ہو، لائق امام بنانے کے نہیں ہے،(۱) اوراس کو قاضی بھی نہ بنایا جاوے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲۲۰/۳)

تعویذات میں لگ کر وقت پر امامت نہ کرنے والے کا شرعی حکم:

سوال: ہمارے محلے کی دوسری مسجد کا پیش امام جماعت کے وقت کی پابندی نہیں کرتا ہے، چوبیس گھنٹے تعویذ لکھنے، دَم کرنے کی بھاگ ڈور میں لگا ہوا ہے، محرم اور غیر محرم عورتوں کے جھرمٹ میں جا بیٹھتا ہے، ظہر کی نماز ہر روز دیر سے آکر پہلے جماعت پڑھاتا ہے، اس کے بعد سنتیں پڑھتا ہے، اسی وجہ سے چند آدمی اس مسجد کو چھوڑ کر اب دوسری مسجد میں نماز پڑھنے جاتے ہیں، پیش امام کو کئی دفعہ سمجھایا ہے کہ نماز کے وقت کی پابندی کرو؛ لیکن وہ اپنے تعویذ لکھنے میں لگا ہے، اس بارے میں تفصیل سے جواب دیں کہ آیا وہ امامت کے قابل ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ شخص اس لائق نہیں کہ اس کو امام رکھا جائے، اس کو تبدیل کر دینا چاہیے۔ (۲) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۴۴۴/۳-۴۴۵)

(۱) ویکرہ إمامة عبد (إلی قوله) ومبتدع: أي صاحب بدعة. (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام: ۵۲۳/۱، ظفیر)

(۲) ویکره تقدیم ... الفاسق ...، إلخ. (فتح القدیر: ۲۴۷/۱)

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أثقل على المنافقين صلاة العشاء وصلاة الفجر ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما ولو حبواً ولقد هممت أن آمر بالصلاة فتقام ثم آمر رجلا فيصلي بالناس ثم أنطلق معي برجال معهم حزم من حطب إلى قوم لا يشهدون الصلاة فأحرق عليهم بيوتهم بالنار. (الصحيح لمسلم، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد (ح: ۶۵۱) / صحيح البخاري، باب وجوب صلاة الجماعة (ح: ۶۴۴) انیس)

دعا تعویذ کرنے والے کی امامت:

سوال: ہمارے گاؤں میں دو امام صاحب جھاڑ پھونک کو تجارت بکثرت بنا رکھا ہے، جھاڑ پھونک میں سفلی کا استعمال کرتے ہیں اور مرغ کے خون کا استعمال کرتے ہیں، جب میں نے ان سے پوچھا کہ یہ تو حرام ہے تو جواب میں کہا کہ سفلی کی کاٹ سفلی سے کرتے ہیں، اگر اس طرح کا کوئی عمل کرتے ہیں تو یہ کیا جائز ہے کہ نہیں؟ اور کیا ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں، یا نہیں؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ دین کے حساب سے چلے تو گھر کا خرچ کیسے چلائے؟

هو المصوب

سفلی عمل جائز نہیں ہے، ان کی امامت مکروہ ہے۔(۱)

تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۸۹/۲) ☆

(۱) وتلك الرقى المنهى عنها التي يستعملها المعزم وغيره ممن يدعي تسخير الجن له فياتي بأمور مشتبهة مركبة من حق وباطل يجمع إلى ذكر الله وأسمائه مايشوبه من ذكر الشياطين والاستعانة بهم والتعوذ بمر دتهم. (فتح الباري: ۲٤۲/۱)((باب الرقى بالقرآن والمعوذات، رقم الحديث: ٥٧٣٥، انيس)

عن جابر بن عبد الله قال: خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ''يا أيها الناس توبوا إلى الله ... ألا لا تؤمن امرأة رجلاً، ولا يؤم أعرابي مهاجراً ولا يؤم مؤمناً إلا أن يقهره بسلطان يخاف سيفه وسوطه''. {رواه ابن ماجة} (إعلاء السنن: ۲۰۱/۷-۲۰۲)ابن ماجة، أبواب الصلاة، باب فرض الجمعة، انيس)

☆ **تعویذ گنڈہ کی اجرت لینا کیسا ہے:**

سوال (۱) زید ایک مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتا ہے، جس کی اسے با قاعدہ اجرت دی جاتی ہے اور رہائش کے لئے کمرہ بھی دے رکھا ہے، متولی صاحب اور دیگر منتظمہ کمیٹی امام صاحب کی دیگر ضروریات کا بھی خیال رکھتے ہیں، پھر اس کے باوجود زید جو مسجد کا امام ہے، کیا اس کا مسجد میں بیٹھ کر تعویذ گنڈا کرنا درست ہے؟ تعویذ لینے والوں کی اکثریت ہمارے غیر مسلم بھائی اور ان کی عورتیں ہی ہوتی ہیں، جنہیں پاکی ناپاکی سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا اور پھر صحن مسجد سے گزر کر ہی امام صاحب سے ملایا جاسکتا ہے، کیا ایسے امام کی امامت میں نماز ادا کرنا درست ہے؟

(۲) تعویذ گنڈہ کی اجرت لینا کیسا ہے؟ جو شخص تعویذ گنڈا کی اجرت لیتا ہو پھر امامت کے فرائض انجام دیتا ہے، کیا اس کے پیچھے نماز ادا کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے؟

(۳) امام صاحب اپنے تعویذ گنڈے کی کمائی سے فارم ہاؤس اور کئی مکانات کے مالک ہیں، پھر اس کے باوجود مسجد کے حجرہ میں خود اور اپنی تمام فیملی کو رکھتے ہیں، جن میں ان کی اولاد اور ان کی بیویاں اور بچے بھی ہیں، بچے نمازیوں کے سامنے سے دوڑ بھاگ کرتے ہیں اور مسجد کا غسل خانہ جو نمازیوں اور امام صاحب کے استعمال کے لیے ہے، ان کے بچے اور گھر کی عورتیں استعمال کرتی ہیں، جن کا راستہ مسجد میں سے گزرنے کے بعد ہی غسل خانہ تک پہنچتا ہے، کیا امام صاحب کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے ساتھ اپنی پوری فیملی کو بغیر متولی اور منتظمہ کمیٹی کی اجازت کے رکھیں؟ کیا متولی اور منتظمہ کمیٹی کو شریعت اجازت دیتی ہے کہ وہ ایسے امام اور ان کے اہل وعیال کو مسجد اور ان کی رہائش گاہ سے دستبردار کردے؟ ==

تعویذ گنڈہ کو پیشہ بنانا کیسا ہے:

سوال: ہمارے شہر میں ایک مسجد کے امام صاحب جو عالم بھی ہیں اور مفتی بھی، گھر گھر جا کر تعویذ گنڈے اور فلیتے باندھتے ہیں، کیا ایک امام، جو عالم بھی ہو اور مفتی بھی ہو، اس طرح کے کام کر سکتے ہے، کیا ان کی مامت درست ہے؟ کیا ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں، شرعی نقطۂ نظر سے واضح کریں؛ تا کہ سادہ لوح مسلمانوں کو ان کے ہتھکنڈوں سے بچایا جا سکے؟

هو المصوب

تعویذ اگر قرآنی آیات سے دی جا رہی ہو تو شرعا اس کی گنجائش ہے،(۱) البتہ مستقل یہ پیشہ اختیار نہیں کرنا چاہیے؛ تاہم اس وجہ سے امامت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، نماز درست ہوگی۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۹۳/۲)

==

هو المصوب

(۱) تعویذ اور گنڈا جائز طریقہ پر بھی ہوتا ہے اور ناجائز طریقہ بھی اختیار کیا جاتا ہے۔(اختلف فی الإسترقاء بالقرآن نحو أن يقرأعلى المريض والملدوغ أويكتب في ورق ويعلق أو يكتب في طست فيغسل ويسقى المريض فاباحه عطاء ومجاهدو أبوقلابة وكره النخعي والبصري،كذا في خزانة الفتاوىٰ.(الفتاویٰ الهندية: ٣٥٦/٥)((الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات وفيه العزل وإسقاط الولد،انيس) جولوگ پیشہ کے طور پر کرتے ہیں، وہ غلط طریقہ پر کرتے ہیں؛ اس لیے ان کی امامت مکروہ ہے۔

(۲) جو پیشہ وارانہ طریقہ پر کرتے ہیں اور اجرت لیتے ہیں، ان کی امامت مکروہ ہے اور اجرت بھی درست نہیں ہے۔ (الأصل أن كل طاعة يختص بها المسلم لا يجوز الإستئجار عليها عندنا لقوله عليه الصلاة والسلام:اقرء وا القرآن ولا تأكلوا به،وفي آخر ما عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى عمرو بن العاص:وإن اتخذت مؤذنا فلاتأخذ على الأذان أجراً،ولأن القربة متى حصلت وقعت على العامل ولهذا تتعين أهليته فلايجوز له الأجرة من غيره كما في الصوم والصلاة،هداية، ... قال في الهداية:وبعض مشايخنا استحسنوا الإستئجار على تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الأمور الدينية،ففي الإمتناع تضييع حفظ القرآن وعليه الفتوىٰ وقد اقتصر على استثناء تعليم القرآن أيضا في متن الكنز ومتن مواهب الرحمن وكثير من الكتب وزاد في مختصر الوقاية ومتن الإصلاح:تعليم الفقه،وزاد في متن المجمع: الإمامة،ومثله في متن الملتقى ودرر البحار.(ردالمحتار، كتاب الإجارة،مطلب في الإستئجار على الطاعات: ٥٥/٦، دار الفكر،انيس)

(۳) امام کو بغیر اجازت متولی اور منتظمہ کمیٹی کی اجازت کے بغیر فیملی کو رکھنے کا اختیار نہیں ہے، خلاف کرنے کی صورت میں ایسے امام کو سبکدوش کیا جا سکتا ہے۔

تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۹۰/۲)

(۱) أن النبي صلى الله عليه وسلم كان ينفث علىٰ نفسه في المرض الذي مات فيه بالمعوذات،فلما ثقل كنت أنفث عليه بهن،وأمسح بيد نفسه لبركتها فسألت الزهري: كيف ينفث؟قال: كان ينفث علىٰ يديه،ثم يمسح بهماوجهه.(صحيح البخاري، كتاب الطب،باب الرقى بالقرآن و المعوذات، ح: ٥٧٣٥)

==

تعویذ فروش کی امامت:

سوال: زید ایک مسجد میں امام ہے، ساتھ ہی تعویذ بھی بیچتا ہے، اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

زید کی امامت صحیح ہے؛ کیوں کہ تعویذ دے کر پیسے لینا شرعاً جائز ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی عفا اللہ عنہ، خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح: بندہ محمد عبد اللہ غفر لہ، خیر المدارس ملتان۔ (خیر الفتاویٰ:۲/۳۴۹)

تعویذات کے ذریعہ علم یقینی کے قائل کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں! کسی آدمی نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مجھے کیا ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا: تیرے ساتھ ایک فقیر رہتا ہے اور دو سال تک رہے گا، پھر چلا جائے گا اور تیری طبیعت ٹھیک ہو جائے گی، تعویذ لے جاؤ، پھر چند دنوں کے بعد ایک آدمی نے مولوی صاحب سے پوچھا: یہ کس طرح معلوم کیا ہے کہ تیرے ساتھ فقیر رہتا ہے؟ مولوی صاحب نے جواب دیا: میرا فنی علم ہے، یہ ایک فن ہے، جس سے معلوم کر لیتا ہوں اور کسی آدمی کو کہنا کہ تجھے فلاں مرض ہے، تعویذ لے جاؤ، خیر ہو جائے گی اور بیمار آدمی کو قبروں پر بھیجنا اور زبان سے کہنا کہ میرا عقیدہ ہے کہ قبر والوں سے جسمانی اور روحانی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور حلفیہ کہنا کہ میں

== واختلف في الإسترقاء بالقرآن نحو أن يقرأ على المريض والملدوغ أو يكتب في ورق ويعلق أو يكتب في طست فيغسل و يسقى المريض فأباحه عطاء ومجاهد وأبو قلابة و كرهه النخعي والبصري، كذا في خزانة الفتاوى. (الفتاوى الهندية: ٥/٣٥٦) (الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات وفيه العزل وإسقاط الولد، انيس)

(۱) عن ابن عباس: أن نفرا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم مروا بماءٍ فيهم لديغ أو سليم، فعرض لهم رجل من أهل الماء فقال: هل فيكم من راق إن في الماء لديغا أو سليما فانطلق رجل منهم فقرأ بفاتحة الكتاب على شاء فبرأ فجاء بالشاء إلى أصحابه فكرهوا ذلك وقالوا: أخذت على كتاب الله أجراً حتى قدموا المدينة فقالوا: يا رسول الله! أخذ على كتاب الله أجراً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أحق ما أخذتم عليه أجراً كتاب الله. (صحيح البخاري، باب الشرط في الرقية بقطيع من الغنم (ح: ٥٧٣٧)/الصحيح لمسلم، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية (ح: ٢٢٠١) انيس)

عن خارجة بن الصلت عن عمه: أنه مر بقوم فأتوه فقالوا: إنك جئت من عند هذا الرجل بخير، فارق لنا هذا الرجل فأتوه برجل معتوه في القيود فرقاه بأم القرآن ثلاثة أيام غدوة وعشية و كلما ختمها جمع بزاقه ثم تفل فكأنما أنشط من عقال فأعطوه شيئا فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فذكره له فقال النبي صلى الله عليه وسلم: كل، فلعمري لمن أكل برقية باطل، لقد أكلت برقية حق. (سنن أبي داؤد، باب في كسب الأطباء (ح: ٣٤٢٠) انيس)

جانتا ہوں تو کہتا ہوں، اگر کوئی آدمی گم ہو جائے تو اس کے بارے میں کہنا کہ فلاں جگہ ہے اور اس کے رشتہ دار وہاں سے پھر پھرا کر واپس آ گئے اور وہ آدمی وہاں نہیں ملتا، اگر اپنا جوتا گم ہو جائے، اس کا پتہ لگا نہیں سکتے، اگر جوتا مل بھی جائے تو جوتا لے جانے والے کو بھی معلوم نہیں کر سکتے، یہ باتیں دیکھ کر اور سن کر جماعت کے ساتھ میں نماز ادا نہیں کرتا؛ کیوں کہ مجھے شرک معلوم ہوتا ہے، آپ فرمائیں کہ یہ باتیں شرک ہیں، یا نہیں؟ اور اس جیسے امام کے پیچھے نماز ادا ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

شخص مذکور مبتدع ہے، (۱) اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ وفقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۸۸/۲)

غلط اور ناجائز عملیات وتعویذات کرنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عامل صاحب نے مبلغ اڑھائی روپے وصول کر کے تعویذ دے دیا، یہ تعویذ ایک ایسے شخص نے حاصل کیا، جو ایک منکوحہ عورت سے راہ ورسم پیدا کرنا چاہتا ہے، جب کہ عورت اس شخص کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے منکوحہ ہے، عامل نے ایک آسیب زدہ مسلمان عورت کے لیے برائے علاج فیتہ کے ہمراہ کتے کا پاخانہ جلا کر اس کا دھواں ناک کے ذریعہ چڑھانے کا حکم دے دیا، چھوٹے شیر خوار بچوں کے علاج کے سلسلہ میں تعویذ کے ہمراہ سات مختلف کنوؤں کا پانی منگوا کر استعمال کرنے کا حکم دیا، ایسے عامل صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟ کیا یہ گناہ کبیرہ کی تعریف سے باہر ہے؟

الجواب

(۱) صورت مسئولہ میں اگر واقعی یہ عامل اس قسم کے ناجائز عمل کرتا ہے اور کسی شخص کی درخواست پر غیر کی منکوحہ سے تعلق دوستی قائم کرنے کے بارے میں اس شخص کے لیے عمل کرتا ہے تو یہ عامل گنہگار مرتکب کبیرہ وفاسق ہے، امامت کے قابل نہیں، اسے امامت سے ہٹایا جائے۔ (۲)

(۱) عن عبد اللّٰه بن عباس قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أبى اللّٰه أن يقبل عمل صاحب بدعة حتى يدع بدعته. (سنن ابن ماجة، باب اجتناب البدع والجدل (ح: ٥٠)/السنة لابن أبي عاصم، باب ماذكر عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: لا يقبل اللّٰه عمل صاحب بدعة (ح: ٣٨) انيس)

(٢) منكوحة الغير ومعتدته ومطلقته الثلاث بعد التزوج كالمحرم. (فتح القدير، باب الوطء الذي يوجب الحد والذي لا يوجبه: ٢٦٠/٥، دار الفكر بيروت. انيس)

﴿والمحصنات من النساء﴾ معطوف على قوله تعالىٰ: ﴿حرمت عليكم امهاتكم﴾ معناه: وحرمت المحصنات من النساء وذلك عبارة عن منكوحة الغير ومعتدته فيكون نفيا لا نهيا. (أصول السرخسي، فصل في بيان موجب الأمر في حق الكفار: ٩٠/١، دار المعرفة بيروت)/كذا في الكافي شرح البزدوي: ١٠٩٨/٣، مكتبة الرشد. انيس) ==

(۲) نیز اس عامل کا آسیب زدہ کے لئے علاج فیتہ اور کتے کے پاخانہ کا دھواں آسیب زدہ کے ناک میں کرنا بھی ناجائز ہے۔(۱)

(۳) عامل کا چھوٹے شیرخوار بچوں کے علاج کے سلسلہ میں تعویذ کے ہمراہ سات مختلف کنوؤں کے پانی کے استعمال کا حکم دینا جائز ومباح ہے۔فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۸۹/۲)

مسجد میں چماروں کو تعویذ دینے والے کی امامت:

سوال: ہماری مسجد میں ایک امام صاحب نے ایک شخص کو جس کی دو بیویاں تھیں تعویذ دے کر ایک بیوی کو طلاق دلا دی، نیز چماروں کو مسجد میں تعویذ دیتے ہیں، جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔امام کے والد اور چند لوگ انہیں وجوہات کی بنا پر ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب ــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

بغیر شرعی ثبوت کے یہ کہنا: ''فلاں شخص نے تعویذ کے ذریعہ طلاق دے دی'' ناجائز اور گناہ ہے،(۲) جس طرح کہ شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی کرا دینا اور بلا وجہ شرعی طلاق ولوا دینا گناہ ہے،(۳) پس اگر مقتدیوں نے امام پر

== ﴿والمحصنات من النساء﴾ وهي معطوفة على قوله تعالىٰ: ﴿حرمت عليكم امهاتكم﴾ والمراد بها ذوات الأزواج.(الكافي شرح البزدوي،باب حكم الأمر والنهي في أضدادها:۱۲۰۱/۳،مكتبة الرشد.انيس)

(۱) عن سويد بن طارق أو طارق بن سويد أنه سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن الخمر فنهاه ثم سأله فنهاه فقال له:يا نبي الله ! إنها دواء،فقال النبي صلى الله عليه وسلم:ولكنها داء.(سنن أبي داؤد،باب في الأدوية المكروهة (ح:۳۸۷۳) معلوم ہوا کہ ناجائز وحرام اشیا سے علاج ومعالجہ درست نہیں ہے۔انیس

(۲) قال الله تعالىٰ:﴿يأيها الذين آمنوا اجتنبوا كثيراً من الظن إن بعض الظن إثم﴾.(الحجرات:۱۲)

''عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ''إياكم والظن ، فإن الظن أكذب الحديث''. {متفق عليه}(مشكوة المصابيح،كتاب الآداب،باب ما ينهىٰ عنه من التهاجر والتقاطع : ۴۲۷/۲،قديمي) (الفصل الأول، رقم الحديث:۵۰۲۸،انيس)

(۳) قال تعالىٰ:﴿فيتعلمون منهما مايفرقون به بين المرء وزوجه﴾(سورةالبقرة:۱۰۲)

''وعن جابر بن عبد الله رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:''أن الشيطان ليضع عرشه على الماء ثم يبعث سراياه في الناس،فأقربهم عنده منزلة أعظمهم عنده فتنةً،ويجئ أحدهم فيقول:ما زلت بفلان حتىٰ تركته وهويقول كذاوكذا،فيقول إبليس:لاوالله ما صنعت شيئاً.ويجئ أحدهم فيقول:ما تركته حتىٰ فرقت بينه وبين أهله،قال:فيقربه و يدنيه ويلتزمه،ويقول:نعم أنت''.(تفسير ابن كثير: ۲۰۲/۱،دارالفيحاء دمشق)

بہتان لگایا ہے تو وہ توبہ کریں اور معافی مانگیں، آئندہ احتیاط رکھیں، (۱) مسجد میں ایسے شخص کو نہ آنے دیں، جس سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہو، (۲) تعویذ کسی اور جگہ بیٹھ کر دیں، (۳) لوگوں میں لڑائی کرادینا بھی گناہ ہے، (۴) اگر امام صاحب کا گناہ ثابت ہوجائے اور وہ توبہ نہ کریں تو وہ علاحدگی کے مستحق ہیں؛ (۵) تاہم مقتدی ترکِ جماعت نہ کریں۔ (۶)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۶/۷۸-۷۹)

اس شخص کی امامت جس پر ایک شخص نے سفلی عمل کرنے کا الزام لگایا ہو:

سوال: ایک شخص قرآن شریف عمدہ پڑھتا ہے اور شریف آدمی ہے، غرض شہر بھر قابل امامت کے اس شخص کو جانتا ہے، صرف ایک شخص اس پر یہ الزام لگاتا ہے کہ یہ سفلی عمل پڑھتا ہے، وہ امام بالکل انکار کرتا ہے، اب یہ فرمایئے کہ جو شخص ایسے نیک امام پر کہ جس کو تمام بستی کے آدمی اچھا جانتے ہوں، الزام لگادے، اس کی کیا سزا ہے؟

---

(۱) "أن لها (أي التوبة) ثلاثة أركان: الإقلاع والندم على فعل تلك المعصية والعزم على أن لايعود إليها أبداً، فإن كانت المعصية لحق آدمي فلها ركن رابع وهو التحلل من صاحب ذلك الحق. وأصلها الندم وهو ركنها الأعظم. واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وأنها واجبة على الفور لايجوز تأخيرها سواءٌ كانت المعصية صغيرة أو كبيرة". (النووي على الصحيح لمسلم، كتاب التوبة: ٢/ ٣٥٤، قديمي)

(۲) "ولايحفر في المسجد بئر ماء؛ لأنه لو حفر يدخل فيه النسوان والصبيان فيذهب حرمة المسجد". (فتاویٰ قاضي خان، كتاب الطهارة، فصل في المسجد: ١/ ٦٥، رشيدية)

(۳) "رجل يبيع التعويذ في المسجد الجامع، ويكتب في التعويذ التوراة والإنجيل والفرقان، و يأخذ عليه المال، ويقول: إدفع إلى الهدية، لايحل ذلك، كذا في الكبرى، ويكره كل عمل من عمل الدنيا في المسجد". (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسسجد والقبلة والمصحف إلخ: ٥/ ٣٢١، رشيدية)

(۴) قال الله تعالىٰ: ﴿واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا﴾. (سورة آل عمران: ١٠٣)

وقال تعالىٰ: ﴿ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم﴾. (سورة الأنفال: ٤٧)

(۵) "أن للأمة خلع الإمام وعزله بسبب يوجبه، مثل أن يوجد منه ما يوجب إختلال أحوال المسلمين وانتكاس أمور الدين، كما كان لهم نصبه وإقامته لانتظامها وإعلائها، وإن أدى خلعه إلى فتنة احتمل إدنى المضرتين". (ردالمحتار، كتاب الجهاد، باب البغاة: ٤/ ٢٦٤، سعيد)

(۶) "و يكره إمامة عبد و أعرابي وفاسق وأعمىٰ". (الدرالمختار)

وقال ابن عابدين: "فان أمكن الصلاة خلف غيرهم، فهو أفضل وإلا فالاقتداء أولىٰ من الانفراد". (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ١/ ٥٥٩-٥٦٠، سعيد)

الجواب

جب کہ اس الزام وتہمت کا ثبوت نہ ہو، جو امام پر لگایا تو امامت اس کی بلا کراہت صحیح ہے، جھوٹا الزام لگانے والا فاسق ہے اور عاصی ہے، توبہ کرے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۱۱۵)

جادو کرنے والے شخص کی اقتدا:

سوال: ایک شخص جادو اور منتر کے ذریعہ مال جمع کر رہا ہے، بسا اوقات اس عمل کے دوران وہ غیر اللہ سے استعانت جیسے قبیح فعل کا بھی مرتکب ہوتا ہے، کیا ایسے شخص کی اقتدا جائز ہے، جب کہ کبھی کبھی موصوف اپنی غیب دانی کا بھی دعویٰ کرتا ہے؟

الجواب

نفس تعویذ کرنا از روئے شرع ممنوع نہیں، البتہ جادو کرنا اور استعانت میں غیر اللہ کے مشرکانہ الفاظ سے تعویذ کرنا، منتر پڑھنا ناجائز اور حرام ہے۔

قال ابن عابدين: قال فى الخانية: إمرأة تضع آيات التعويذليحبها زوجها بعد ماكان يبغضها ذكرفى الجامع الصغير: أن ذٰلک حرام ولايحل، آه، وذكر ابن وهبان فى توجيهه: أنه ضرب من السحر والسحر حرام، آه، ومقتضاه أنه ليس مجرد كتابة آيات، بل فيه شئ زائد ، قال الزيلعي: وعن ابن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه أنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الرقى والتمائم والتولة شرک. {رواه أبوداؤد وابن ماجة}(۲)

نیز غیب کی باتوں کے علم کا دعوی کرنا بے بنیاد اور باطل عقیدہ ہے، ایسے عقائد ونظریات رکھنے والے شخص کی اقتدا نہ کی جائے؛ کیوں کہ ایسی باتیں عقیدہ نہ بنانے کے باوجود بھی حرام اور ناجائز ہیں۔

قال الحصكفي: تحت هٰذاالقول: ويكره إمامة... مبتدع: أى صاحب بدعة وهى اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لابمعاندة بل بنوع شبهة. (۳)(فتاویٰ حقانیہ:۳/۱۳۲-۱۳۳)

(۱) ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلاَ تَجَسَّسُوْا﴾(سورة الحُجُرَات: ۲، ظفير)

(۲) ردالمختارعلى الدرالمختار: ۵/۲۷۵، كتاب الحظروالإباحة (باب الإستبراء وغيره)/سنن ابن ماجة باب تعليق التمائم (ح: ۳۵۳۰)/سنن أبى داؤد، باب فى تعليق التمائم (ح: ۳۸۸۳)انيس)

(۳) الدر المختارعلىٰ صدرردالمحتار، باب الإمامة: ۱/۵٦۰

(وفى الهندية: قال المرغيناني تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة، وفيه... وحاصله إن كان هوى لايكفربه صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة وإلا فلا ، هٰكذا فى التبيين والخلاصة. (الفتاوىٰ الهندية ، باب الإمامة: ۱/۸٤)(الباب الخامس فى الإمامة، الفصل الثالث فى بيان من يصلح إماماً لغيره، انيس)

==

کسبیوں سے پیسے لینے والے کی امامت:

سوال: امام مسجد ان مستورات سے آمدنی لیتا ہے، جو ناجائز طور پر؛ یعنی بطور پیشہ کسبیان (جسم فروشی) اپنا گزارہ کرتی ہیں اور جب کوئی عورت در دِزہ کی حالت میں فوت ہوجاتی ہے تو امام مذکور اس کو آہنی پریگون اور سرسوں سے کیلتا ہے کہ وہ چڑیل نہ ہوجاوے، یہی اعتقاد متوفیہ کے ورثا کو ہوتا ہے، اس سے امام نقدی بطور اجرت کے لیتا ہے۔

زید مرگیا، بہ نیت ثواب پسماندگان نے امام کے سوا کسی دوسرے یتیم مسکین کو خیرات ازقسم پارچہ وغیرہ دی تو کیا امام کو نہ دینے کا گناہ ہوا، یا ثواب، یا حق اس امام کا تھا؟ ایسا امام قابل امامت ہے، یا نہیں؟

الجواب

حرام آمدنی سے لینا کسی کو بھی درست نہیں ہے،(۱) خصوصاً امام مسجد کو ایسے امور میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور جو عورت در دِزہ، یا نفاس میں مرے، وہ شہید ہے،(۲) اس کی طرف چڑیل ہونے کا عقیدہ رکھنا غلط ہے، ایسے خیال سے توبہ کرنی چاہیے اور ایصالِ ثواب کے لیے غربا، یتامیٰ اور مساکین کو دینا موجب ثواب میت ہے، امام کا کچھ خاص حق اس میں نہیں ہے، اگر وہ بھی محتاج وغریب ہے تو اس کو بھی دے دیا جاوے؛ لیکن یہ سمجھنا کہ اسی کا حق ہے اور اس کے سوا دیگر محتاجوں، یتیموں کو دینا گناہ ہے، بالکل غلط اور محض افترا ہے، ایسا امام لائق امام بنانے کے نہیں ہے۔(۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۱۳۱-۱۳۲)

== قال ابن نجيم تحتهٰذاالقول: (والمبتدع) وعرفها الشمني بأنها ماأحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من علم أوعمل أوحال بنوع شبهة واستحسان وجعل دينًا قويمًا وصراطًا مستقيمًا. (البحر الرائق : ۱/۳٤۹)(باب الإمامة،إمامة العبد والأعرابى والفاسق،انيس)

(۱) الحرمة تتعدد مع العلم بها. (الدر المختار)

أما لورأى المكاس مثلاً يأخذ من أحد شيئاً من المكس ثم يعطيه اٰخر ثم يأخذ من ذلک الأخر فهو حرام. (رد المحتار، كتاب البيوع،باب البيع الفاسد،مطلب: الحرمة تتعدد: ٤/١٨٠،ظفير)

(۲) عن جابر بن عتيک أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جاء يعود عبداللّٰه بن ثابت فوجده قد غلب فصاح به فلم يجبه فاسترجع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وقال: غلبنا عليک يا أبا الربيع ! فصاح النسوة وبكين، فجعل ابن عتيک يسكتهن، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: دعهن فإذا وجب،فلا تبكين باكية، قالوا: وما الواجب؟يا رسول اللّٰه ! قال: إذا مات قالت ابنته: واللّٰه إني كنت لأرجوا أن تكون شهيداً فإنک قد كنت قضيت جهازک،قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن اللّٰه تعالىٰ قد أوقع أجره على قدر نيته،وما تعدون الشهادة؟قالوا: القتل فى سبيل اللّٰه، قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الشهادة سبع سوى القتل فى سبيل اللّٰه: المطعون شهيد،والغريق شهيد وصاحب ذات الجنب شهيد وصاحب الحريق شهيد والذى يموت تحت الهدم شهيد والمرأة تموت بجمع شهيد والمبطون شهيد. (موطأ الإمام محمد بن الحسن الشيباني،باب مايكون من الموت شهادة (ح: ۳۰۲) انيس)

(۳) ويكره إمامة عبد ... وفاسق ... ومبتدع. (الدر المختارعلىٰ هامش ردالمحتار،باب الإمامة: ۱/۵۲۳،ظفير)

آیاتِ قرآنی سے کمانے والے کی امامت:

سوال (۱) ایسے شخص کی امامت درست ہے، یا نہیں؟ جو آیات قرآنی سے عمل کرتا ہو اور اجرت لیتا ہو؟

سفلی عمل سے توبہ کرنے والے کی امامت:

(۲)　جو شخص سفلی عمل کرتا ہو اور پھر توبہ صادقہ کر لیوے، اس کی امامت درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱)　درست ہے۔(۱)

(۲)　بعد توبہ کے امامت اس کی درست ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۲۰۸-۲۰۹)

جو اجرت لے کر مسئلہ شرعی بتلائے، اس کی امامت:

سوال:　ایک امام مسجد اجرت لے کر مسئلہ شرعی بتلاتا ہے، اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور ایسا شخص لائق امام بنانے کے نہیں ہے، جب تک وہ تائب نہ ہو۔(۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۱۸۵)

---

(۱)　آیات قرآنی سے جھاڑ پھونک پر اجرت جائز ہے۔ لأن المتقدمين المانعين الاستيجار مطلقاً جوزوا الرقية بالأجرة ولو بالقرآن كماذكره الطحاوی؛لأنها ليست عبادة محضة بل من التداوی.(ردالمحتار، كتاب الإجارة، مطلب فی الاستيجار على الطاعات: ٥/٤٨، ظفير)

عن أبی سعيد الخدری أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قد كانوا فی غزاة فمروا بحی من أحياء العرب فقالوا:هل فيكم من راق؟فإن سيد الحی قد لدغ أو قد عرض له شیء،قال:فرقاه رجل بفاتحة الكتاب فبرأ فأعطی قطيعا من الغنم فأبی أن يقبله فسأل عن ذلک رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له:بم رقيته؟فقال:بفاتحة الكتاب قال:وما يدريک أنها رقية؟قال:ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خذوها واضربوا لی معكم فيها بسهم.(شرح معانی الآثار،باب الاستئجار على تعليم القرآن هل يجوز (ح:٦٠١٨)انيس)

(۲)　قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:"التائب من الذنب كمن لاذنب له". (مشكوة،باب الاستغفار،فصل ثالث،ص:٢٠٦، ظفير)(رقم الحديث:٢٣٦٣،انيس)

﴿فمن تاب من بعد ظلمه وأصلح فإن الله يتوب عليه إن الله غفور رحيم﴾(سورة المائدة:٣٩،انيس)

(۳)　لأن أخذ الأجرة علی بيان الحكم الشرعی لايحل عندنا، وإنما يحل على الكتابة لأنها غير واجبة عليه والله أعلم (رد المحتار، كتاب القاضی،مطلب فی حكم الهدية للمفتی: ٤/٤٣٢، ظفير)

امامت کے مکروہ ہونے کی ایک خاص وجہ:

سوال: محترم المقام حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ
بعد سلام مسنون! امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوں گے۔

دیگر عرض یہ ہے کہ ایک اہم مسئلہ کی وجہ سے آپ حضرات کو زحمت دے رہا ہوں، امید ہے کہ بندہ کے مسئلہ کا جواب مفصل مدلل عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں گے۔

ہماری مسجد میں ایک امام صاحب تقریباً آٹھ سال سے امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، الحمد للہ امام صاحب سے سب خوش تھے؛ مگر ابھی ابھی کچھ ایسے حالات پیش آ گئے، جن کی وجہ سے کچھ مصلیان ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے کراہت کرتے ہیں۔

(۱) مسجد کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے کہ مسجد کی پراپرٹی (مسجد کی دکانیں وغیرہ) مسجد میں جو کام کرتے ہیں، انہیں نہیں دیتے ہیں، مسجد کا مکان، دوکانیں بھی مسجد میں قیام کرنے والوں کو نہیں دیا جاتا ہے؛ مگر امام صاحب نے مسجد کی ایک دوکان تقریباً چار سال قبل ایک بھائی سے، وہ دوکان کسی مصلی کے نام پر مولانا نے خرید لی، کچھ پگڑی دے کر، مسجد والوں کو بتلایا نہیں، دوتین سال بعد وہ دوکان مولانا نے دوسرے ایک صاحب کو چھ ہزار پونڈ پگڑی لے کر مع سامان فروخت کر دی، جب کمیٹی والوں نے امام صاحب سے پوچھا کہ دوکان آپ کی ہے تو امام صاحب جھوٹ بولے اور انکار کر دیا، جب کمیٹی والے اس بھائی سے جس کے نام سے امام صاحب نے دوکان خریدی تھی، اس سے پوچھا تو اس نے حقیقت حال کو واضح کر دیا کہ یہ دوکان میری نہیں ہے؛ بلکہ امام صاحب ہی کی ہے، امام صاحب چوں کہ مسجد کے قوانین کے اعتبار سے خود اپنے نام پر دوکان نہیں لے سکتے تھے، اس وجہ سے فقط میرا نام استعمال کیا، جس کی وجہ سے مسجد کو بھی نقصان ہوا، بنابریں کمیٹی والوں نے امام کو پندرہ سو پانڈ جرمانہ کیا۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے دو سال قبل تقریباً ۱۴۰۸ھ رمضان المبارک سے قبل امام صاحب نے ایک جامعہ اسلامیہ مدرسہ کے قیام کا کام شروع کیا ہے اور لندن سے قریب ایک مڈل اسکول جو تقریباً بیس لاکھ پونڈ کا تھا، خرید نے کے لئے درخواست دے دی اور اس کے لیے لوگوں سے چندہ قرضہ حسنہ بھی جمع کرنا شروع کر دیا، رمضان المبارک میں جمعہ کے دن خطبہ سے قبل بھی اس کے چندہ کے لیے اعلان کیا اور تقریباً اٹھارہ ہزار پونڈ جمع ہو گئے، امام صاحب نے مذکورہ رقم اپنے نام پر اپنے اکاؤنٹ میں جمع کر لیا، بعد ازاں مدرسہ اسلامیہ کے خرید نے کے لیے خاطر خواہ رقم جمع نہ ہو سکی، اس وجہ سے وہ اسکول مدرسہ کے لیے خرید نہ سکے، اس وجہ سے مسجد کے سکریٹری نے امام صاحب سے جمع شدہ رقم

کا حساب طلب کیا تو امام صاحب چھ ماہ تک ٹال مٹول کرتے رہے، جب سکریٹری نے زیادہ حساب کی باز پرس کی تو امام صاحب نے ایک خط کے ذریعہ جواب دیا، یہ ادارہ جامعہ اسلامیہ میرا ہے، میں نے سات سال سے قائم کیا ہے، لہٰذا یہ میرا ذاتی معاملہ ہے، آپ کو اس کا حساب مانگنے کا کوئی حق نہیں ہے، جس کی وجہ سے مسجد میں بڑا انتشار ہوا، بعد میں مولانا نے ایک حساب داں (اکاؤنٹر) سے حساب بھی پیش کیا، جس میں چھ پونڈ کی کمی تھی، یہ حساب بھی تسلی بخش نہ ملا، ان کے اس طرح کے چکر سے بعض حضرات ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے کراہت کرتے ہیں۔

تو آیا ایسے شخص کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں، امید کہ رمضان سے قبل جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں گے، جواب کے لیے ایک پونڈ ڈاک ڈرافٹ بھی روانہ کیا، مولانا صاحب کی کمیٹی مسجد کی طرف سے رہائش، بجلی، گیس، ٹیلیفون، وغیرہ کا کل خرچ مسجد برداشت کرتی ہے، اس وقت ۴۳۰، پونڈ ماہانہ تنخواہ تھی، فی الحال ۴۸۰، پونڈ تنخواہ ہے، مطلب یہ ہے کہ مسجد والوں نے ہر طرح سے امام صاحب کا لحاظ رکھا ہے، اطلاعاً عرض ہے۔ فقط

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

مکرمی بندہ   وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احقر طویل رخصت پر وطن گیا ہوا تھا اور یہ استفتا یہاں دیوبند میں احقر کے مکان پر رکھا ہوا تھا، احقر کو واپس آنے پر ملا؛ اس لئے ارسال جواب میں تاخیر پر معذرت خواہ ہوں، اصل مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص کسی ادارہ کا ملازم ہو، اس شخص پر اس ادارہ کے دستور کی، اس مجلس شوریٰ کے متفق علیہ حکم کی حدود شرع میں رہتے ہوئے اطاعت واجب ہوتی ہے، ہاں! اگر شروع ہی میں عقد ملازمت کا معاملہ کرتے کرتے کچھ استثنا کرا لی جائے تو اس استثنا کے مطابق گنجائش ہو جاتی ہے، **لأن المسلمین علی شروطهم**،(۱) پس جب مسجد کے اصولوں میں سے یہ اصل بھی ہے کہ مسجد کا کوئی مکان، یا دوکان، یا کوئی پراپرٹی مسجد میں کام کرنے والوں کو نہیں دی جائے گی اور نہ دی جاتی ہے تو مسجد کا ایک دستور اور قانون ہو گیا اور بنا بر مصالح شرعیہ یہ دستور حدود شرع کے خلاف نہیں ہے؛ بلکہ حدودِ شرع کے اندر ہے اور شروع عقدِ ملازمت

(۱) عن عمرو بن عوف المزنی أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: الصلح جائز بین المسلمین إلا صلحا حرم حلالاً أو أحل حراماً والمسلمون علی شروطهم إلا شرطا حرم حلالاً أو أحل حراماً. (سنن الترمذی، باب ماذکر عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی الصلح بین الناس (ح: ۱۳۵۲)/المعجم الکبیر للطبرانی، عمرو بن عوف بن ملحة المزنی (ح: ۳۰)/المستدرک للحاکم، کتاب الأحکام (ح: ۷۰۵۹)/السنن الصغیر للبیهقی، باب الشرط فی المهر والنکاح (ح: ۲۵٦٤)/مسند البزار، مسند عمرو بن عوف عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم (ح: ۳۳۹۳) انیس)

عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: المسلمون علی شروطهم والصلح جائز بین المسلمین. (المستدرک للحاکم، حدیث أبی هریرة (ح: ۲۳۰۹) انیس)

میں امام صاحب نے اس دستور سے اپنا استثنا نہیں کرایا تو اب مسجد کی دوکان اپنے لیے خریدنا شرعاً و دیانۃً درست نہیں تھا اور وہ دوسرے شخص کے فرضی نام سے اپنے لیے خریدنا یہ شرعاً خداع بھی ہوا۔(۱)

پھر کچھ دنوں یا برسوں کے بعد نفع لے کر دوسرے شخص کے نام فروخت کردیا، یہ دوسرا قصور ہوا اور جب دریافت کرنے پر جھوٹ بولے اور انکار کردیا تو کذب بیانی کا بھی ارتکاب کیا، (۲) اس خرید وفروخت سے مسجد کا مالی نقصان بھی محتمل ہے، ایسی صورت میں امام مذکور پر لازم تھا کہ اگر مسجد کا مالی نقصان بھی ہوگیا ہو تو اس مسجد میں دے کر اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے معافی تلافی کرکے معاملہ کو صاف کرالیتے تو امامت میں کوئی قباحت نہیں رہتی۔

لیکن امام صاحب کا اگلا معاملہ جو جامعہ اسلامیہ کے وصولی چندہ میں ہوا، اس میں امام موصوف پر لازم تھا کہ جب حسبِ ضرورت پورا چندہ نہیں ہوا تھا تو وصول شدہ چندہ پر شرعی معاملہ کرکے، یا ایک کمیٹی بنا کر اس کی نگرانی میں بینک میں محفوظ کردیتے، لہٰذا اس کو اپنے نام سے جمع کرکے اس کو اپنی ذاتی ملکیت قرار دینا شرعاً صحیح نہیں ہوا، لہٰذا جب تک مسجد

---

(۱) عن عبد اللّٰه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار. (صحيح ابن حبان، ذكر الزجر عن أن يمكر المرأ أخاه المسلم أو يخادعه في أسبابه (ح: ٥٥٥٩)/المعجم الكبير للطبراني، باب (ح: ١٠٢٣٤)/مسند الشهاب القضاعي، باب من غشنا فليس منا (ح: ٣٥٤)/موارد الظمأن إلى زوائد ابن حبان، باب ماجاء في الغش والخديعة (ح: ١١٠٧) انيس)

عن عياض بن حمار المجاشعي أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال ذات يوم في خطبته ... وأهل النار خمسة: الضعيف الذي لا زبر له الذين هم فيكم تبعا لا يبتغون أهلا ولا مالاً والخائن الذي لا يخفى له طمع وإن دق إلا خانه ورجل لا يصبح ولا يمسي إلا وهو يخادعك عن أهلك ومالك وذكر البخل أو الكذب والشنظير الفحاش، الخ. (صحيح مسلم، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا (ح: ٢٨٦٥) انيس)

عن أبي بكر رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يدخل الجنة خب ولا خائن. (مسند أبي داؤد الطيالسي، أحاديث أبي بكر وإسمه عبد اللّٰه (ح: ٨)/مسند الإمام أحمد، مسند أبي بكر الصديق رضي اللّٰه عنه (ح: ٣٢)/سنن الترمذي، باب ماجاء في البخيل (ح: ١٩٦٣) انيس)

عن أبي هريرة أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مر على صبرة طعام فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللا فقال: ما هذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يا رسول اللّٰه، قال: أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس من غش فليس منا. (صحيح لمسلم، باب قول النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: من حمل علينا السلاح فليس منا (ح: ١٠٢) انيس)

(۲) جھوٹ بولنا اور کذب بیانی کا ارتکاب شریعت میں ناجائز وحرام ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: عليكم بالصدق فإن الصدق يهدي إلى البر والبر يهدي إلى الجنة وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند اللّٰه صديقا، وإياكم والكذب فإن الكذب يهدي إلى الفجور والفجور يهدي إلى النار وما يزال العبد يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند اللّٰه كذابا. (صحيح لمسلم، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله (ح: ٢٦٠٧)/سنن أبي داؤد (ح: ٤٩٨٩)/سنن الترمذي (ح: ١٩٧١) انيس)

کا نقصان مسجد کو دیکر اور دیگر غلطیوں کی تلافی کر کے اہل مسجد سے صلح ومصالحت نہ کرلیں، ان کی امامت مکروہ رہے گی اوران کے پیچھے اگر چہ نماز ادا ہوجائے گی، دہرانا واجب نہ رہے گا؛ مگر بکراہت تحریمی ادا ہوگی؛ اس لیے جن مصلیوں کو ان کی اقتدا میں کراہت ہوتی ہے، وہ کراہت صحیح ہے، باقی اس کی کراہت سے ان مقتدیوں کو جماعت چھوڑ کر تنہا نماز پڑھنا بھی درست نہ رہے گا؛ بلکہ امام موصوف کو ایسی صورت میں خود منصب امامت سے دست بردار ہوجانا چاہیے، ورنہ حدیث پاک "لا يقبل الله صلاة من أم قوماً وهم له كارهون"، أو كما قال عليه السلام.(۱) وفي الترمذی، ص: ٤٧: "لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة: رجل أم قوماً وهم له كارهون" إلخ، (۲) کی زد میں محفوظ نہ رہیں گے، اسی طرح چوں کہ جرمانہ مالی لینا شرعاً جائز نہیں ہے؛ اس لیے اہل مسجد نے جو جرمانہ لیا ہے، اس میں سے صرف نقصان کی مقدار تو رکھ سکتے ہیں، باقی اس سے زیادہ امام موصوف کو واپس کردینا چاہیے۔

ہاں! اگر امام موصوف اس زائد رقم کو خود اپنی رضامندی وخوشی سے بغیر کسی دباؤ کے مسجد کو دیدیں تو اس صورت میں اس زائد رقم کو بھی بحق مسجد رکھ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند (نظام الفتاویٰ: ۵/۲۲۸-۲۳۱)

☆ ☆ ☆

(۱) عن عبدالله بن عمرو أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: ثلاثة لا يقبل الله منهم صلاة، من تقدم قوماً وهم له كارهون، الخ. (سنن أبي داؤد، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون (ح: ٥٩٣)/المعجم الكبير للطبراني، عمران بن عبدالمغافري عن عبدالله بن عمرو (ح: ١٧٦)/مسند ابن أبي شيبة، حديث سلمان الفارسي (ح: ٤٥٣)/سنن ابن ماجة، باب من أم قوماً وهم له كارهون (ح: ٩٧٠)/صحيح ابن خزيمة، باب الزجر عن إمامة المرء من يكره إمامته (ح: ١٥١٨) عن عطار بن دينار الهذلي مرسلاً/مسند الشاميين، معاوية عن عبدالوهاب بن بخت المكي (ح: ٢٠٧٣) انيس)

(۲) سنن الترمذی، باب ماجاء فيمن أم قوما وهم له كارهون (ح: ٣٥٨) انيس

قاتل کی امامت

قاتل کی امامت:

سوال: خونی قتل کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

خونی نے اگر اپنے فعل سے توبہ کرلی ہے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ:٣٠٣) ☆

☆ قاتل کے پیچھے نماز:

سوال: پندرہ بیس سال قبل ایک شخص کا قتل ہوا تھا، جن لوگوں نے اسے قتل کیا تھا، ان میں زید بھی شامل تھا، اس نے بہت پہلے توبہ کرلی تھی اور برسوں سے صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے، کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

ھو المصوب

ایسے شخص کی امامت درست ہے۔ "التائب من الذنب کمن لا ذنب له". (عن جبیربن مطعم،أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال:ولیس منامن قاتل علٰی عصبیة،ولیس منا من مات علٰی عصبیة.(سنن أبی داؤد،کتاب الأدب،باب فی العصبیة،رقم الحدیث: ٥٢١)

تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء:٢/٤٢٩)

قاتل جس نے صرف توبہ کرلی اس کی امامت کیسی ہے:

سوال: قاتل سے قصاص نہیں لیا گیا، مقتول سے خون معاف کرا نہیں سکتا، فقط، توبہ کرلی، اب بعد توبہ بوجہ ذمہ داری حق العبد فاسق قرار دیا جاوے گا، یا نہیں؟ اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

درمختار میں ہے: لاتصح توبة القاتل حتٰی یسلم نفسه للقود،وھبانیة. شامی میں ہے: أی لاتکفیه التوبة وحدھا،قال فی تبیین المحارم:واعلم أن توبة القاتل لاتکون بالاستغفار والندامة فقط بل یتوقف علٰی إرضاء أولیاء المقتول،إلخ.(ردالمحتار،کتاب الجنایات،فصل فیمایوجب القود وما لایوجبه: ٥/٤٨٤،ظفیر) اس موقع پر شامی کو بھی دیکھ لیجئے، اتنی بات معلوم ہوئی کہ محض توبہ سے قتل کا گناہ معاف نہ ہوگا اور فاسق رہے گا اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہوگی۔ (ویکرہ إمامة عبد،إلخ،وفاسق. (الدر المختار علٰی ھامش ردالمحتار،باب الإمامة: ١/٥٢٣، ظفیر) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:٣/١١٢)

قاتل کی اقتدا میں نماز:

سوال: قاتل کے پیچھے چاہے وہ قید ہو، یا آزاد ہو، نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؛ کیوں کہ یہاں اکثر قاتل لوگ نماز پڑھاتے ہیں؟

قاتل اور قمار باز کی امامت کیسی ہے:

سوال: کسی شخص نے ایک آدمی کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا، یا دوسرے سے قتل کرایا تھا اور قمار بازی کا بھی عادی تھا؛ مگر چند روز سے سنا جاتا ہے کہ قمار بازی وغیرہ ترک کردی، ایسے شخص کو کسی مسجد کا امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یا مکروہ؟

الجواب

یہ مسلّم ہے: " التائب من الذنب کمن لاذنب له" (۱) پس جبکہ مرتکب کبیرہ نے گناہ سے توبہ کرلی اور فسق اس کا مرتفع ہوگیا، امامت اس کی بلا کراہت درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۲۲۰) ☆

الجواب

قاتل کے پیچھے نماز جائز ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:"صلوا خلف کل بر وفاجر"(سنن البیهقی: ۱۹/٤) یعنی ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت ہے، اگر قاتل نے اپنے گناہ سے توبہ کرلی ہو تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے، ورنہ مکروہ تحریمی ہے۔(ویکره تقدیم الفاسق؛لأنه لایهتم بأمر دینه.(الجوهرة النیرة:۱/ ۵۸)(باب الإمامة،انیس)(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۲۵۱)

(۱) مشکوة،باب التوبة و الاستغفار،الفصل الثالث،ص:۲۰٦،ظفیر (رقم الحدیث:۲۳٦۳)/انیس)

☆ **قاتل عمد کی امامت:**

ایک آدمی خانگی جھگڑوں کو مٹانے کی خاطر کسی کو عمداً قتل کرنے کے بعد مقدمہ قتل سے بری ہوا ہے اور اس گناہِ کبیرہ سے توبہ پختہ بھی کرچکا ہے، چناں چہ اس توبہ پر بارہ تیرہ سال سے پختہ ہے؛ لیکن اولیا مقتول سے صلح نہیں کرسکا ہے، بوجہ انقلاب پاک وہند، ورنہ خلوص دل سے صلح کا خواہاں ہے تو کیا ایسے شخص کے پیچھے فرض نماز پڑھنی جائز ہے، یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو باطل ہوگی یا مکروہ؟ اور مکروہ بھی کون سا؟ اسی طرح اگر نماز پنج گانہ کے علاوہ تراویح میں اس کا امام بنانا جب کہ یہ شخص حافظ ہو، درست ہے، یا نہ؟

الجواب

جس مقام پر ورثۂ مقتول مقیم ہوں قاتل پر لازم ہے کہ وہاں جا کر ان سے صلح وصفائی کرے اگر چہ اسے اس معاملہ میں خون کا معاوضہ مالی ہی ادا کرنا پڑے اور جس معاوضہ مالی پر بھی ورثۂ مقتول راضی ہوجائیں، اسے قبول کرکے ادا کرنا چاہیے، جب یہ صلح ہوجائے تب قاتل مذکور کی امامت سب نمازوں میں درست ہوجائے گی بلا کراہت۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفااللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔ الجواب صحیح: محمد عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس، ملتان، ۱۷/۷/۱۳۹٦ھ (خیر الفتاویٰ:۲/۳۵۳)

بدچلن بیوی کو قتل کرنے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص نے اپنی عورت کو بوجہ بدچلنی کے قتل کردیا، اسی وجہ سے گیارہ سال قید میں رہا، ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

قتل کرنا اس کو جائز نہ تھا اور اس قتل کی وجہ سے وہ فاسق مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوا، توبہ کرنا اور وارثوں سے معاف کرانا اس کے ذمہ لازم ہے۔(وعن معاویة رضی الله عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم:"کل ذنب عسیٰ الله أن یغفره إلا الرجل یموت کافراً، والرجل یقتل مؤمناً متعمداً".(کتاب الترغیب و الترهیب لابن حجر، کتاب الحدود: ۲۲۲، ظفیر) اگر اس نے توبہ کرلی اور وارثوں سے ان کا حق معاف کرالیا تو امامت اس کی صحیح ہے۔(قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم :"التائب من الذنب کمن لا ذنب له".(مشکوة، باب الاستغفار و التوبة، الفصل الثالث: ۲۰٦، ظفیر) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۱۵۸)

مسجد کا سامان استعمال کرنے والے کی امامت

کیا مسجد کا سامان اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں:

سوال: اس امام کے بارے میں جو مسجد کو اپنی ملکیت سمجھتا ہو اور مسجد کا تمام کا تمام سامان اپنے استعمال میں لیتا ہو اور مسجد کی آمدنی اور اخراجات کا کوئی حساب نہ دیتا ہو اور مسجد کو اپنے گھر کے مثل سمجھتا ہو، کافی آدمی انہی باتوں کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنا گوارہ نہیں کرتے ہیں؟

هو المصوب

بشرط صحت واقعہ امام باتنخواہ کو فرائض امامت سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے، مسجد کے سامان کو استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے اور ذاتی ملکیت کی طرح نہیں سمجھنا چاہیے، امام مذکور کو حکمت عملی کے ذریعہ سے مذکور غیر شرعی عمل سے باز رکھنے کی حتی المقدور کوشش کریں، لڑائی جھگڑے سے گریز کریں۔(۱)

تحریر: محمد مستقیم ندوی رتصویب: ناصر علی ندوی۔(فتاویٰ ندوۃ العلماء:۲/۴۰۶)

مسجد کی موم بتی اور بلب وغیرہ امام استعمال کرسکتا ہے، یا نہیں:

سوال (۱) امام مسجد مسجد کی موم بتی اور بلب وغیرہ استعمال کرسکتا ہے، یا نہیں؟

(۲) وظیفہ کم ہو تو زندگی گزارنے کی صورت کیا ہوگی؟

هو المصوب

(۱) مسجد کی روشنی، خواہ موم بتی ہو، یا بلب وغیرہ، امام مسجد اس کو انہی اوقات میں استعمال کر سکتے ہیں، جن میں دیگر نمازیوں کو اجازت ہوگی۔ ہاں مسجد کے متولی مسجد کی کسی ضرورت کے تحت امام کو دیگر واقعات میں روشنی کے استعمال کی اجازت دیں تو استعمال جائز ہوگا، ورنہ نہیں۔(۲)

---

(۱) ویجتنب الفواحش الظاهرة.(الفتاوى الهندية: ۸۳/۱)(الباب الخامس فى الإمامة،الفصل الثالث فى بيان من يصلح إماماً لغيره،انيس)

(۲) ولا بأس بأن يترک سراج المسجد فى المسجد إلىٰ ثلث الليل ولايترک أكثرمن ذلک ==

(۲) اگر مسجد کے ذمہ داران زیادہ وظیفہ نہیں دے سکتے ہیں تو دیگر اوقات میں کوئی ذریعہ معاش اختیار کر کے گزارہ زندگی کی صورت نکالی جائے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۰۶)

مسجد کی ملکیت پر ناجائز مالکانہ حیثیت اختیار کرنے والے کا امام بنانا کیسا ہے:

سوال: ایک مسجد کے متعلق دو دکانیں ہیں، جن پر امام صاحب مالکانہ تصرف کرنا چاہتے ہیں، مسلمان چاہتے ہیں کہ دو کانوں کا کرایہ مسجد کی مرمت اور ضروری کاموں فرش وغیرہ میں خرچ ہو، اس پر امام صاحب کسی طرح رضامند نہیں ہوتے، اگر امام صاحب اپنے اصرار پر قائم رہیں تو ان کو امامت پر قائم رکھیں، یا اور امام منتخب کریں؟

الجواب

مسجد کی دو کانوں کا کرایہ بے شک مسجد کی مرمت اور ضروریات میں صرف ہونا چاہیے، امام مذکور کی رضا واجازت کی ضرورت اس میں نہیں ہے اور اگر امام مذکور اپنے قول وفعل پر اصرار کرے تو اس کو امامت سے معزول کر دیا جاوے اور دوسرا امام صالح مقرر کیا جاوے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۲۶۰)

مسجد کی حق تلفی کرنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: جو شخص امامت کرتا ہو اور دیگر خدمت؛ مگر مسجد کی حق تلفی کرے اور خود کھا جاوے، وہ امامت کے قابل ہے، یا نہ؟

الجواب

جو شخص مسجد کی آمدنی بلا استحقاق اپنے صرف میں لاوے، وہ فاسق ہے، امامت اس کی مکروہ ہے۔ (۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۲۷۷-۲۷۸)

جو شخص مسجد کا سامان اپنے مکان میں استعمال کرے اسکی امامت:

سوال: جس شخص نے مسجد کو برباد کر کے اس کی مٹی اور پتھر اپنے رہنے کے مکان میں صرف کیا اور نماز روزہ ادا

== إلاإذا شرط الواقف ذلک أوکان ذلک معتادًا فی ذلک الموضع. (الفتاوى الهندية: ۱/۱۱۰) (الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثانی فيما يكره الصلاة ومالايكره، انيس)

(۱-۲) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار)

بل مشى فى شرح المنية كراهة تقديمه كراهة تحريم. (رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفير) ((مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، انيس)

نہیں کرتا اور کفار کے گھر کا کھانا کھاتا ہے اور سود دیتا ہے اور خطبہ غلط پڑھتا ہے، اس شخص کا ممبر پر کھڑا ہو کر وعظ اور خطبہ پڑھنا اور امامت کرنا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

مسجد کا سامان از راہِ خیانت وغصب اپنے گھر لے جانا اور اپنے صرف میں لانا اور رمضان شریف کے روزے نہ رکھنا اور نماز ادا نہ کرنا اور کفار کو سود دینا، یہ جملہ افعال حرام ہیں، (۱) مرتکب ان امور کا فاسق ہے اور امامت اس کی مکروہ ہے، (۲) اور کفار کے گھر کا کھانا درست ہے، اس پر کچھ طعن کرنا بے جا ہے اور غلط خطبہ پڑھنے والے کو خطیب نہ مقرر کرنا چاہئے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۱۱۹-۱۲۰)

جو امام مسجد کا مال اپنی ذات پر خرچ کرے، اس کی امامت کیسی ہے:

سوال: طاعون کے زمانہ میں لوگوں نے امام مسجد کو زیور و پارچہ ونقد مسجد میں لگانے کے لیے دیا؛ لیکن امام نے اس کو مسجد میں صرف نہیں کیا؛ بلکہ اپنے مصارف میں خرچ کرلیا، اس امام کے لیے کیا حکم ہے؟ وہ لائق امامت ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ صریح خیانت ہے اور ضمان اس کے ذمہ لازم ہے اور اگر وہ امام توبہ نہ کرے اور ضمان ادا نہ کرے تو امام رکھنے کے لائق نہیں۔ (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۱۷۸)

امام اہل وعیال کے ساتھ مسجد کے حجرہ میں رہ سکتے ہیں:

سوال (۱) مسجد کا امام کیا اپنی اہلیہ کو مسجد کے حجرہ میں رکھ سکتا ہے؟

---

(۱)　لكن مر عن ابن السلام نفسه أنه حكى الإجماع على أن غصب الحبة وسرقتها كبيرة. (الزواجر عن اقتراب الكبائر: ۲/۳۲۱، دار الفكر، انيس)

وسيأتي أن ترك الصلاة أو الزكاة أو الحج أو الصوم كبيرة. (الزواجر عن اقتراب الكبائر: ۱/۱۸۳، انيس)

﴿الذين يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذى يتخبطه الشيطان من المس ذلك بانهم قالوا إنما البيع مثل الربا وأحل الله البيع وحرم الربا﴾ (سورة البقرة: ۲۷۵) انيس)

عن أبى جحيفة قال: نهى النبى صلى الله عليه وسلم عن ثمن الكلب وثمن الدم ونهى عن الواشمة والموشومة وآكل الربا وموكله ولعن المصور. (صحيح البخارى، باب موكل الربا (ح: ۲۰۸٦) انيس)

(۲-۳)　و يكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار)

بل مشى فى شرح المنية أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفير) (مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، انيس)

(۲)　مسجد کا حجرہ مسجد کے اندرونی حصہ میں ہے، جبکہ مسجد کا راستہ ایک ہی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(۳)　مسجد کے امام سے اگر کسی شخص، یا مسجد کے ذمہ داروں سے کچھ بات ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے نااتفاقی ہو جاتی ہے، اس کی وجہ سے چند لوگ بغیر مسئلہ کی وضاحت کئے ہوئے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں، کیا یہ شرعاً درست ہے؟

(۴)　مسجد کے ذمہ دار اگر چاہیں تو امام کو ہٹا سکتے ہیں، کیا مفتیوں اور محلّہ والوں سے رائے مشورہ لینا ضروری نہیں ہے، جب کہ اکثریت کی رائے نہ کی ہے اور کیا بات ہے، چند لوگوں کو چھوڑ کر کسی کو نہیں پتہ؟

(۵)　مسجد کا کرایہ دار کیا مسجد میں نہانا، کپڑے دھونا، بیت الخلاء اور دیگر چیزیں استعمال کر سکتا ہے؟ یا محلّہ والے استعمال کر سکتے ہیں، اگر سب پنج وقتہ نمازی ہوں؟

هو المصوب

(۱-۲)　حجرہ کا راستہ دوسرا ہونا چاہیے، اس صورت میں حجرہ میں بیوی کو رکھ سکتے ہیں۔(۱)

۳-　بات معلوم ہونے پر اس کا جواب دیا جا سکتا ہے۔

۴-　چند لوگوں کے علاوہ لوگ ذمہ دار سے دریافت کر سکتے ہیں، وجہ معلوم ہونے پر جواب دیا جا سکتا ہے۔

۵-　غسل خانہ، بیت الخلاء وغیرہ مسجد میں وقتی ضرورت کے لیے بنائے جاتے ہیں، وقتی ضرورت رفع کی جا سکتی ہے، مستقلاً استعمال کہ اپنا گھر بنالے، درست نہ ہوگا۔

تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۰۹-۴۱۰)

مسجد کی دوسری منزل پر امام کا قیام:

سوال: ہمارے ہی محلّہ میں دوسری مسجد ہے، جس کی اوپری منزل کے حجرہ میں امام صاحب مع اہل وعیال رہتے ہیں اور زینہ مسجد کے اندر سے ہو کر جاتا ہے، کیا امام صاحب کا مع اہل وعیال رہنا جائز ہے؟

هو المصوب

اگر اوپر کا حصہ حقیقی مسجد میں نہیں ہے تو اس میں امام صاحب کا مع اہل وعیال رہنا درست ہے، ورنہ نہیں۔ کمرہ کا راستہ مسجد سے علاحدہ بنا دیا جائے۔

تحریر: محمد مسعود حسن حسنی / تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۱۲)

(۱)　لو بنى فوقه بيتًا للإمام لا يضر؛ لأنه من المصالح، أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع ولو قال: عنيت ذلک، لم يصدق. (الدر المختار مع رد المحتار: ٦/٥٤٨) (كتاب الوقف، انيس)

امام اپنے رشتہ داروں کو مسجد میں ٹھہرا سکتے ہیں:

سوال: زید ایک مسجد میں امامت کرتا ہے، ظاہری وضع قطع میں مناسب ہے؛ لیکن اول تو اپنے عزیز واقارب میں سے پانچ چھ لوگوں کو اپنے ساتھ رکھتا ہے، ایک بھائی ہے، جس کی ایک دکان ہے، دن بھر وہ دکان پر بیٹھتا ہے؛ لیکن رات میں مسجد ہی میں رہتا ہے اور کھانا بھی مسجد ہی میں کھاتا ہے، نیز مسجد میں نہانے دھونے کا پانی، بیت الخلاء، پنکھا، کولر وغیرہ کا استعمال بھی یہ سارے لوگ آزادانہ طور پر کرتے ہیں اور پورے سال عزیز واقارب کی آمد کا سلسلہ جاری رہتا ہے، علاوہ ازیں زید مصلیوں اور غیر مصلیوں میں سے کئی لوگوں کے نہایت بھونڈے الزام لگانے کی بات بھی بہت کثرت سے پھیلی ہوئی ہے، جس کا زید کے پاس کوئی مناسب جواب نہیں ہے، وہ کہتا ہے کہ ہم نے یہ کام صرف مزاق میں کیئے اور وہ ایک نامحرم کے گھر میں جاتا ہے اور عورتوں سے بے پردہ باتیں کرتا ہے، اعتراض کرنے پر انہوں نے یہ مسئلہ بتا کر لوگوں کو خاموش کرنا چاہا کہ جب صاحب خانہ اجازت دے دے تو اس میں کوئی گناہ نہیں، یہ مسئلہ کہاں تک درست ہے؟ یہ ساری چیزیں لوگوں پر انتہائی ناگوار گزرتی ہیں، سات آٹھ لوگوں نے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے، دوسری مسجد میں جاتے ہیں زید کو برطرف کرنے کی عام فضا بن چکی ہے تو کیا زید کو امامت سے برطرف کرنا درست ہے؟ جب کہ وہ ظاہری وضع قطع میں مناسب نیز حافظ قرآن ہیں، غلطیاں سب سے ہوتی ہیں؛ لیکن علوم نبوت کے حامل کا درجہ بہت بلند ہے، جس کی بنا پر بڑی غلطیوں کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے، ان کو برقرار رکھنا زیادہ بہتر ہے، یا حکمت کے ساتھ امامت سے برطرف کرنا بہتر ہے؟ آئندہ نمازیوں کی تعداد مزید گھٹ جانے کا اندیشہ ہے؛ کیوں کہ ان کے خلاف نہایت خراب باتیں پھیل رہی ہیں اور ان کے پاس کوئی مناسب جواب نہیں ہے؟

هو المصوب

بشرط صحت واقعہ امام صاحب کو مذکور عمل سے احتراز لازم ہے، (۱) مسجد میں کسی کو ٹھہرانا صحیح نہیں ہے، ذمہ داران مسجد کو چاہیے کہ امام کو مذکور عمل سے روکے، اگر مذکور عمل سے باز آجاتے ہیں تو فبھا (ٹھیک ہے)، ورنہ امام صاحب کو امامت سے حکمت عملی کے ساتھ سبکدوش کر سکتے ہیں۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی رتصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۱۲-۴۱۳)

(۱) یکره كل عمل من عمل الدنيا في المسجد. (الفتاویٰ الهندية، الباب الخامس فی آداب المسجد، الخ: ۳۲۱/۵) / منحة السلوك شرح تحفة الملوك، كتاب الصلاة: ۴۲۸/۱، وزارة الأوقاف قطر) / الإختيار لتعليل المختار، فصل في مسائل مختلفة: ۱۶۶/۴، دار الكتب العلمية) انیس)

عن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: جنبوا مساجدكم مجانينكم وصبيانكم ورفع أصواتكم وسل سيوفكم وبيعكم وشراء كم وإقامة حدودكم وخصومتكم وجمروا يوم جمعكم واجعلوا مطاهركم على أبوابها. (مصنف عبدالرزاق، باب البيع والقضاء في المسجد وما يجنب (ح: ۱۷۲۶) انیس)

امام کے کسی رشتہ دار کا مسجد کے وضوخانہ میں نہانا:

سوال (۱) مسجد کے پیش امام اوران کے ساتھی مسجد کے اندر وضو کے لیے لگے ہوئے نلوں سے نہاتے ہیں، برتن وغیرہ بھی وہیں دھوتے ہیں، کیا پیش امام صاحب کا مذکورہ عمل شریعت کے دائرہ میں ہے؟

(۲) امام صاحب کے چھوٹے بھائی مسجد میں مغرب سے عشا تک زور زور سے قرأت کی مشق کرتے ہیں، جس سے دوسرے نمازی اور وظیفہ کرنے والوں کو دقت ہوتی ہے، کیا یہ جائز ہے؟

هو المصوب

(۱) وضوخانہ میں غسل اور کپڑے دھو سکتے ہیں، مسجد کے فرش جہاں نماز پڑھی جاتی ہے، اس پر غسل یا کپڑا نہیں دھو سکتے ہیں۔(۱)

(۲) امام صاحب کے بھائی کو چاہیے کہ اتنی بلند آواز سے مشق کریں، یا تلاوت کریں، جس سے اور نمازیوں یا وظیفہ پڑھنے والوں کو خلل نہ واقع ہو۔

تحریر: محمد ظہور ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۳۸)

مسجد کا روپیہ اپنی تنخواہ میں وصول کرنے والے کی امامت:

سوال: جس امام کو مسجد کا حساب سپرد کیا ہو، وہ امام صاحب جب کہ اس کی تنخواہ بتائی گئی ہو کہ جو مسجد کی دکانوں کا کرایہ ہے، وہ اپنی تنخواہ میں لے لیا کرو، وہ امام جو روپے شادی میں لوگ دے گئے، کیا اس امانت کو بغیر محلّہ والوں کے، یا بغیر ان لوگوں کے وہ اس روپے کو جو کہ امانت ہے، اٹھا سکتا ہے؟ یہ اگر اٹھائے تو کیا امانت میں خیانت کرنے سے اس امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے؟

الجواب ـــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جو روپے مسجد کے لیے دیا گیا ہو، امام کو اس کے رکھنے کا حق نہیں۔(۲)

---

(۱) ویکرہ کل عمل من عمل الدنیا فی المسجد. (الفتاویٰ الهندیة: ۳۲۱/۵) (الباب الخامس فی آداب المسجد و القبلة و المصحف، إلخ//الفتاویٰ الغیاثیة، فصل فیما یتعلق به و ما یکره و مالا یکره: ۲۰، المکتبة الملوکیة مصر، انیس)

(۲) بعث شمعاً فی شهر رمضان إلیٰ مسجد، فاحترق و بقی منه ثلثه أو دونه لیس للإمام و لا للمؤذن أن یأخذه بغیر إذن الدافع". (البحر الرائق، کتاب الوقف: ۴۱۹/۵، رشیدیة)

(یعنی اپنی ذات پر خرچ نہیں کرسکتا ہے۔ انیس) "ولو جمع مالاً لینفقه فی بناء المسجد فأنفق بعضه فی حاجته ثم رد بدله فی نفقة المسجد لایسعه أن یفعل ذلک" (البحر الرائق، کتاب الوقف: ۴۲۰/۵، رشیدیة) ==

وہ اپنی تنخواہ وصول کر سکتا ہے،(۱) اس کے علاوہ مسجد کی امانت میں خیانت کرے گا تو اس کی امامت مکروہ ہوگی۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۰/۵/۱۳۹۶ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۹۳/۶)

جو امام مسجد کے دروازے پر دوکان لگائے اس کی امامت:

سوال: ایک امام مسجد نے مسجد کے دروازے پر الماری کھڑی کر کے دوکان لگا لی، جس کی بنا پر راستہ مسجد کا نمازیوں کی آمد ورفت کے لیے تنگ ہو گیا، کیا ایسے امام لائق امامت ہیں؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصليًا

امام کو ایسے تصرف کا حق نہیں۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ: ۸۱/۶)

جو امام مسجد کی دوکان بیچ دے اس کی امامت:

سوال: مسجد کے دروازہ میں ایک دوکان تھی، امام مسجد نے اس دوکان کو فروخت کر دیا، جب لوگوں نے شور مچایا تو رقم واپس کی، کیا ایسے امام کے لیے امامت کرنا جائز ہے؟

== "وإذا رأى حشيش المسجد ... فإن كان له أدنىٰ قيمةً، لايأخذه ... وكذ الجنائز والعتق أو الحصر المقطعة والمنابر والقناديل المكسرة". (البحر الرائق، كتاب الوقف: ٤٢٠/٥، رشيدية)

(١) ولو أذن قيم مؤذناً ليخدم مسجداً وقطع له الأجر وجعل ذلك أجرة المنزل وهو أجر المثل، جاز... المتولي إذا أمر المؤذن أن يخدم المسجد وسمىٰ له أجراً معلوماً لكل سنة... فإذا نقد الأجر من مال المسجد حل للمؤذن أخذه، إلخ". (البحر الرائق، كتاب الوقف: ۴۰۵/۵، رشيدية

(٢) (ويكره إمامة ... فاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد من يرتكب الكبائر... بل مشىٰ في شرح المنية علىٰ أن كراهة تقديمه كراهة تحريم". (تنوير الأبصار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ٥٦٠/١، سعيد) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(٣) (أما لو تمت المسجدية ثم أراد البناء منع... فإذا كان هٰذا في الواقف فكيف بغيره، فيجب هدمه ولو علىٰ جدار المسجد... ولا أن يجعل شيئاً منه مستغلاً ولا سكنىٰ.)

"قلت: وبه حكم مايصنعه بعض جيران المسجد من وضع جذوع علىٰ جداره، فانه لايحل... والمراد بالمستغل أن يؤجر منه شيئ لأجل عمارته". (الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الوقف: ٣٥٨/٤، سعيد)

"لايجوز للقيم أن يضيق فناء المسجد للمارة والجماعة ببناء الحانوت فيه". (الفتاوىٰ البزازية، كتاب الوقف، الرابع في المسجد وما يتصل به: ٢٧٢/٦، رشيدية)

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

اگر مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے ایسا کرلیا تھا، پھر توبہ کرلی تو وہ درگزر کے قابل ہے،(۱) ورنہ اس کی امامت مکروہ ہے۔(۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ:۶/۸۱۔۸۲)

مسجد کے قرآن شریف بیچنے والے کی امامت حکم:

سوال: ایک امام مسجد نے مسجد کے دوعدد قرآن شریف بعوض ایک سیر گھی اپنے شاگردوں کو فروخت کئے اور کچھ قرآن شریف جو کہ خستہ حالت میں تھے، گلا کران میں مٹی ملا کر اپنی شاگرد لڑکیوں سے برتن بنوائے تو ایسے امام مسجد کے تعلق شرعی فتوی تحریر کریں، اسلام میں اس کی سزا کیا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ

اس پیش امام نے یقیناً جہالت کی وجہ سے اس بے ادبی کا ارتکاب کیا ہوگا؛ اس لیے اسے توبہ کرنی چاہیے، توبہ کے بعد اس کا گناہ معاف ہوجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ، یکم رجب ۱۳۸۰ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود:۲/۱۹۲)

مسجد کے حساب کتاب میں دھوکہ دہی کرنے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امامت کرتا ہے، تنخواہ بھی لیتا ہے، مسجد کا تمام چندہ بھی اس کے سپرد کیا گیا اور امام نے ایسے خرچ کئے ہیں کہ ۱۲۰/ کی چیز خریدی ہے اور ۲۲۵/ روپے لکھ رہے ہیں اور اسی طرح کی کئی اور چیزوں میں رقم زیادہ کر رکھی ہے اور ان کے پاس رسید بھی موجود ہے اور جس شخص کو بھیجتے رہے، وہ شخص بھی ان

(۱) قال سبحانه تعالىٰ: ﴿وإني لغفار لمن تاب﴾. (سورة طٰهٰ: ۸۲)

"وعن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن العبد إذا اعترف ثم تاب، تاب الله عليه". (مشكوة المصابيح، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الأول: ۳/ ۲۰۳، قديمي) (رقم الحديث: ۲۳۳۰، انيس)

وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "التائب من الذنب كمن لاذنب له". (مشكوة المصابيح، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الثالث: ۲۰۶، قديمي) (رقم الحديث: ۲۳۶۳، انيس)

(۲) ويكره إمامة عبد وفاسق... هٰذا إن وجد غيرهم وإلا فلا كراهة... آه" (قوله: فاسق: ولعل المراد به من يرتكب الكبائر... وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۵۵۹-۵۶۲) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

کے سامنے کہتا ہے اور مانتے نہیں ہیں، اس کے بعد دوسری چیز یہ ہے کہ قربانی کی کھالوں کی قیمت امام صاحب نے میرے سپرد کئے، ایسے ایسے خرچ انھوں نے کیے ہیں، اب اس کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے، یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب

اہل محلّہ و مسجد ایک کمیٹی معزز دیندار حضرات کی منتخب کرلیں، وہ اس امام صاحب کے حساب کی بڑتال کریں، اگر حساب اس کا ٹھیک ہو تو اس کے پیچھے نماز درست ہے اور مخالف اور خیانت کی تہمت (۱) لگانے والوں کو توبہ تائب ہوجانا اور امام صاحب سے معافی مانگنا ضروری ہے اور اگر واقعی خیانت ثابت ہوجائے، (۲) تو اس سے خیانت کی رقم

---

(۱) عن أنس أن النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم کان مع امرأة من نسائه، فمر رجل، فقال: یا فلان ھٰذه امرأتی فلانة، فقال: یارسول اللّٰہ من کنت أظن به، فإنی لم آکن أظن بک، فقال: إن الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم. (الآداب للبیھقی، باب مایستحب من إبعاد المرء عن نفسه مواضع التھم، رقم الحدیث: ۲۸۲، ص: ۹٤، انیس)

عن زیدبن ثابت موقوفاً علیه أنه قال: إنی لأکره أن أری فی مکان یساء بی فیه الظن. (المرجع السابق، رقم الحدیث: ۲۸۳، مؤسسة الکتب الثقافیة، انیس)

أخبرنی علی بن حسین، أن صفیة زوج النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم أخبرته أنھا جاء ت النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم تزوره فی إعتکافه فی المسجد فی العشر الأواخرمن رمضان فتحدثت عنده، ساعة ثم ساعة ثم قامت تنقلب، وقام النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم معھا یقلبھا حتیٰ إذا بلغت باب المسجد الذی عند باب أم سلمة زوج النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم مربھما رجلان من الأنصارفسلما علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ثم نفذا، فقال لھما رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: علیٰ رسلکما إنما ھی صفیة بنت حیی فقالا: سبحان اللّٰہ یا رسول اللّٰہ وکبرعلیھما ذلک، فقال النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم: إن الشیطان یبلغ من ابن آم مبلغ الدم، وإنی خشیت أن ینقذف فی قلوبکما شیئاً. (السنن الکبریٰ للبیھقی، کتاب الصیام، باب المرأة تزورزوجھا فی إعتکافه وما فی تلک القصة، من السنة فی ترک الوقوف فی مواضع التھم، رقم الحدیث: ۸٦۰۵، ۵۲۹/٤، دارالکتب العلمیة، بیروت، انیس) / الجامع لشعب الإیمان للبیھقی، حدیث أویس القرنی، فصل فیمن أبعد نفسه عن مواضع التھم، رقم الحدیث: ٦۳۸۱، ۱۳۰/۹، مکتبة الرشد، انیس)

(۲) عن أبی ھریرة عن النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم قال: آیة المنافق ثلاث، إذا حدث کذب، وإذا وعدأخلف، وإذا اؤتمن خان. (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب علامة المنافق، رقم الحدیث: ۳۳، ص: ۳۰/ کتاب الشھادات، باب من أمربإنجازالوعد، رقم الحدیث: ۲٦۸۲، ص: ۵۱۰/ کتاب الأدب، باب قول اللّٰہ تعالیٰ: ﴿یاأیھا الذین آمنوا اتقوااللّٰہ وکونوا مع الصادقین﴾، رقم الحدیث: ٦۰۹۵، ص: ۱۱۷۷، بیت الأفکار، بیروت، انیس)

ولا یحل مال المسلمین، لقول النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم: أنه آیة المنافق ثلاث إذا اؤتمن خان، وقال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿إن اللّٰہ یأمرکم أن تؤدوا الأمانات إلیٰ أھلھا﴾. (صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللّٰہ تعالیٰ: من بعد وصیة یوصی بھا أودین، رقم الحدیث: ۲۷٤۸-۲۷٤۹، انیس)

وقال آیة المنافق ثلاث، وإن صام وصلیٰ وزعم أنه مسلم. (الصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان خصال المنافق، رقم الحدیث: ۵۹، ص: ۵٦، بیت الأفکار / جامع الترمذی، کتاب الإیمان، ==

وصول کریں، نیز اسے سمجھائیں کہ آئندہ اس قسم کی خیانت آپ سے نہ ہو، پھر اگر وہ تائب ہو جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے اور آئندہ کے لیے بہتر یہ ہے کہ مالیات کے شعبہ سے اسے برطرف رکھیں اور کمیٹی خود حساب و کتاب اپنے ہاتھ میں لے لے، یا کسی اور بہتریں شخص کے سپرد کر دے اور اگر کمیٹی کی تحقیق وثبوت کے باوجود بھی وہ تائب نہ ہو تو وہ امامت کا اہل نہیں ہے، اسے امامت سے علاحدہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد جان عفا اللہ عنہ، الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۹۲/۲)

مسجد کے چندہ سے کچھ رقم چھپا لینے کے بعد توبہ کر لینے والے کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسجد کا امام ہے اور اس کی تنخواہ بھی مقرر ہے اور جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد چندہ برائے مسجد کیا جاتا ہے، امام مذکور نے اس چندے میں سے دو تین دفعہ کچھ پیسے چھپا لیے اور اس کا اعتراف بھی کر لیا اور مقتدیوں سے معافی بھی مانگ لی تو کیا اب جب کہ اس نے توبہ کر لی اور معافی مانگ لی تو اس کی امامت درست، یا نہیں؟

الجواب

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ امام مذکور اگر صدق دل سے توبہ وتائب ہو چکا ہے اور جو رقم مسجد کی اس نے چھپائی ہے، وہ مسجد کے چندہ میں جمع کر دے تو اس کی امامت درست ہے۔

"التائب من الذنب كمن لاذنب له". (الحديث)(۱) فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ، نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔

الجواب صحیح: محمد انور شاہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان، ۴/ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۷۳/۲)

== باب ماجاء فی علامة المنافق،رقم الحديث: ٢٦٣١،ص:٤٢٦/مسند الإمام احمد بن حنبل،مسند أبی هريرةرضی الله عنه،رقم الحديث: ٨٦٨٥،٣١٤/١٤،مؤسسة الرسالة/السنن الكبریٰ، كتاب الاقرار،باب ماجاء فی اقرار المريض،رقم الحديث: ١١٤٥٦-١١٤٥٨/كتاب الوديعة،باب ماجاء فی الترغيب فی أداء الإمانات،رقم الحديث: ١١٦٨٩،٤٧٠/٦/ كتاب الشهادات،من كان منكشف الكذب مظهره مستتربه لم تجز شهادته،رقم الحديث: ٢٠٨١٩،٣٣٠/١٠،دار الكتب العلمية،بيروت)/مسند إسحاق بن راهويه (ح: ٣٨٣)/تعظيم قدر الصلاة للمروزی (ح: ٦٧٥)/السنة لأبی بكر بن الخلال،باب مناكحة المرجئة (ح: ١٦٣٣)/مساوىء الأخلاق للخرائطی، باب ماجاء فی الكذب (ح:١٤٦)/الإيمان لابن منده (ح:٥٢٩)انيس)

(۱) سنن ابن ماجة، باب ذكر التوبة (ح: ٤٢٥٠)/الدعاء للطبرانی،باب قول النبی صلی الله عليه وسلم:التائب من الذنب،الخ (ح: ١٨٠٧)/ مسند الشهاب القضاعی،التائب من الذنب كمن لا ذنب له (ح: ١٠٨)/شعب الإيمان،معالجة كل ذنب بالتوبة (ح: ٦٧٨٠)انيس)

شرعی وجوہات کی بنا پر ناپسندیدہ شخص کی امامت:

سوال: زید جو مسجد کا تنخواہ دار ملازم ہے، اس کے اعمال وافعال سے مسلمان ناراض ہیں؛ کیوں کہ یہ باتیں اس میں موجود ہیں:

(الف) جھوٹ بولنا اور جھوٹی شہادت دینا، (ب) مسجد کا روپیہ اپنے ذاتی مفاد میں خرچ کرنا، (ج) مسجد کا روپیہ اپنی وجاہت پیدا کرنے یا قائم رکھنے کے لیے خرچ کرنا، (د) مسجد کے ملازموں سے اپنے گھر کے ذاتی کام لینا اور اپنی خدمت کرانا، (ہ) قبرستان کی قبروں کو منہدم کر کے اس پر ذاتی مکان بنانا، (و) اپنے رشتہ داروں کو مسجد کا ملازم مقرر کرنا اور پھر ان سے مسجد کے کام میں غفلت اور بے پروائی پر باز پرس نہ کرنا، (ز) اپنے مخالف مسلمانوں کی شکایتیں افسران وحکام بالا تک پہنچا کر ان کو نقصان پہنچانا۔

سوال یہ ہے کہ جس شخص میں یہ باتیں موجود ہوں تو مسلمانوں کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا درست ہے، یا نہیں؟ اور وہ باوجود ان اعمال کے امامت کا اہل ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۲۶۶۷، محمد یوسف صاحب، پشاور، ۱۴/رجب ۱۳۵۹ھ، ۱۹/اگست ۱۹۴۰ء)

الجواب

اگر یہ واقعہ ہو کہ کسی امام میں یہ باتیں پائی جائیں، جو سوال میں الف سے ز تک لکھی گئی ہیں تو ایسا شخص امامت کے لائق نہیں ہے، (۱) اور جماعت کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا بجا ہے اور جب کہ امام سے تمام جماعت یا جماعت کی

---

(۱) عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالصدق فإن الصدق يهدى إلى البر والبر يهدى إلى الجنة وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند الله صديقا، وإياكم والكذب فإن الكذب يهدى إلى الفجور والفجور يهدى إلى النار وما يزال العبد يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذابا. (الصحيح لمسلم، كتاب البر والصلة، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، رقم الحديث: ۲۶۰۷/مسند الإمام أحمد، مسند عبد الله بن مسعود رضى الله عنه (ح: ۳۶۳۸) انيس)

عن أنس رضى الله عنه قال سئل النبى صلى الله عليه وسلم عن الكبائر قال: الاشراك بالله وعقوق الوالدين وشهادة الزور. (صحيح البخارى، كتاب الشهادات، باب ماقيل فى شهادة الزور، رقم الحديث: ۲۶۵۳/الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان الكبائر وأكبرها، رقم الحديث: ۸۸)

"ولو جمع مالاً لينفقه فى بناء المسجد فأنفق بعضه فى حاجته ثم رد بدله فى نفقة المسجد لايسعه أن يفعل ذلک" (البحر الرائق، كتاب الوقف: ۴۲۰/۵، رشيدية)

"وإذا رأى حشيش المسجد ... فإن كان له أدنىٰ قيمةً، لايأخذه ...وكذ الجنائز والعتق أو الحصر المقطعة والمنابر والقناديل المكسرة". (البحر الرائق، كتاب الوقف: ۴۲۰/۵، رشيدية)

اکثریت وجوہ شرعیہ کی بنا پر ناراض ہو تو امام کو ہرگز امامت کرنا جائز نہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ’’یعنی تین شخص ہیں: جن کی نماز ان کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی؛ (یعنی درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچتی)، ایک: غلام جو آقا کے پاس سے بھاگ گیا ہو، جب تک واپس نہ آئے، دوم: وہ عورت جو خاوند کی ناراضی اور خفگی میں رات بسر کرے، سوم: وہ امام جس سے جماعت بیزار ہو‘‘۔(۱)

یہ واضح رہے کہ جماعت کی بیزاری وہی معتبر ہے، جو وجوہ شرعیہ پر مبنی ہو؛ کیوں کہ اگر امام صالح امامت کی اہلیت رکھنے والا متدین متبع سنت ہو تو جماعت کی ناراضی اور بیزاری مؤثر نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی: ۱۱۹/۳-۱۲۰)

☆ ☆ ☆

(۱) عن أبي أمامة قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ثلاثة لاتجاوز صلاتهم آذانهم: العبد الآبق حتی یرجع وامرأة باتت وزوجها علیها ساخط وأمام قوم وهم له کارهون. (جامع الترمذی، باب ما جاء من قوما وهم له کارهون: ۸۲/۱، ط: سعید کمپنی، رقم الحدیث: ۳۶۰/ وکذا فی الدر المختار، باب الإمامة: ۵۵۹/۱)/ مصنف ابن أبی شیبة، ما حق الرزوج علی امرأته (ح: ۱۷۱۳۸)/ فیض القدیر، حرف الثاء: ۳۲۳/۳، المکتبة التجاریة مصر/ حاشیة السندی علی سنن ابن ماجة، باب من أم قوما وهم له کارهون: ۳۰۷/۱، دار الجیل بیروت/ انیس)

والدین کی نافرمانی کرنے والے کی امامت

عاق کی امامت:

سوال: عاق کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

حدیث شریف میں "صلوا خلف کل بر وفاجر". (الحدیث)(۱) پس عاق بھی چونکہ مسلمان ہے، کافر نہیں؛ اس لیے نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، مگر مکروہ ہے؛ کیوں کہ عاق والدین وعاق استاذ فاسق ہے،(۲) اور امامت فاسق کی مکروہ ہے۔ (کذا فی ردالمحتار)(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۲۲/۳)

والدین کی نافرمانی کرنے والے کی امامت:

سوال (۱) جس عالم وحافظ قاری حاجی کے اخلاق ایسے ہوں کہ والدین کی نافرمانی اور ساتذہ کی عیب جوئی کرے، اس کو دوسروں میں پھیلاتا ہو اور اس کے پڑوسی بھی نالاں ہوں تو کیا ایسے کو امام بنایا جاسکتا ہے؟

(۲) جو شخص مسلمانوں کا اتحاد ختم کرے، جب کہ اس دور میں مسلمان خود اس قدر منتشر ہیں تو جہاں کہیں اتحاد ہے، اس کو برباد کرے اور ساتھ میں یہ دعویٰ کرے کہ میری آواز بھی اچھی ہے؛ اس لیے میں امامت کا مستحق ہوں تو کیا ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے؟

---

(۱) عن أبی هريرة أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوا على كل بر وفاجر وجاهدوا مع كل بر وفاجر. (السنن الكبرىٰ للبيهقی، باب الصلاة على من قتل نفسه غير مستحل(ح: ٦٨٣٢)انيس)

(۲) عن أنس قال: سئل النبی صلى اللّٰه عليه وسلم عن الكبائر؟ قال: الإشراک باللّٰه وعقوق الوالدين وقتل النفس وشهادة الزور. (صحيح البخاری، باب ما قيل فی شهادة الزور (ح: ٢٦٥٣)/الصحيح لمسلم، عن أبی بكرة، باب بيان الكبائر وأكبرها (ح:٨٧)انيس)

(۳) أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن فی تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب إهانته شرعاً، إلخ، بل مشٰى فی شرح المنية علٰى أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا. (ردالمحتار، باب الإمامة: ٥٢٣/١، ظفير)(مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد، انيس)

هو المصوب

(۱-۲) دریافت کردہ صورت میں بشرط صحت واقعہ شخص مذکور کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی۔(۱)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۲/۴۰۴)

والدہ کو زدوکوب کرنے والے کی امامت:

سوال: جو شخص والدۂ خود کو گھر سے نکال دے اور زدوکوب کرے اور گالیاں دے اور بے ادبی کرے، وہ شخص امام ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسا شخص سخت ظالم اور فاسق وبدکار خسر الدنیا والآخرۃ (دنیا وآخرت کا نقصان) کا مصداق ہے،(۲) ہرگز لائق امام بنانے کے اور پیرو مقتدیٰ بنانے کے نہیں ہے،(۳) اور مصداق "ضلوا و أضلوا"(۴) اور شعر مولانا رومی قدس سرۂ السامی کا ہے:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست (۵) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۳/۱۴۴)

(۱) عن عبد الله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الكبائر: الإشراك بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس. (صحيح البخاري، باب اليمين الغموس (ح:٦٦٧٥) انيس)

﴿وأطيعوا الله ورسوله ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا إن الله مع الصابرين﴾ (سورة الأنفال:٤٦، انيس)

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت رجلا قرأ آية وسمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ خلافها فجئت به النبي صلى الله عليه وسلم فأخبرته فعرفت في وجهه الكراهة وقال: كلاكما محسن، ولا تختلفوا فإن من كان قبلكم اختلفوا فهلكوا. (صحيح البخاري، باب حديث الغار (ح:٣٤٧٦) انيس)

(۲) عن المغيرة بن شعبة قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن الله حرم عليكم عقوق الأمهات ووأد البنات ومنع وهات وكره لكم قيل وقال وكثرة السؤال وإضاعة المال. (صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب عقوق الوالدين من الكبائر (ح:٥٩٧٥)/الصحيح لمسلم، كتاب الأقضية، باب النهي عن كثرة السؤال من غير حاجة (ح:٥٩٣) انيس)

(۳) أن كراهة تقديمه: أي الفاسق كراهة تحريم. (ردالمحتار، باب الإمامة: ٥٢٣/١، ظفير) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۴) ﴿قد ضلوا من قبل وأضلوا كثيرا وضلوا عن سواء السبيل﴾ (سورة المائدة:٧٧، انيس)

(۵) کیوں کہ ابلیس بسا اوقات انسانوں کی شکل رکھتا ہے☆لہذا ہر کسی کے ہاتھ کی طرف ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔ (ترجمہ، انیس)

اس لئے کہ قرآن پاک میں صراحت ہے: ﴿فَلاَ تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْماً﴾ (الآية) ظفير (بني إسرائيل: ٢٣، انيس)

والد کو گالی گلوچ کرنے والے کی امامت درست ہے، یا نہیں:

سوال: شخصے پدر خود را نیک وبد دہد وہمیشہ دشنام دہد، غرض بسیار سیاست میکنند ودروغ میگوید موافق کتب چہ حکم دارد وبراں شخص اقتدا جائز است، یا نہ؟(۱)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ

پدر را ایذاء دادن گنہ کبیرہ ومعصیت سخت است، اگر توبہ نہ کند ومعافی از پدر نخواہد، نماز پسِ او مکروہ است کہ او فاسق است۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيْماً﴾(۲)(فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۳۱۶/۳)

باپ کو گالی دینے والے کی امامت:

سوال: جو شخص باپ کو ''حرامی، تیرے جنم میں نطفہ کا فرق ہے'' بول کر گالی دے، اس کے اوپر از روئے شرع کیا حکم ہے؟ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

ایسا شخص فاسق اور نہایت کمینہ ہے، اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند، ۱۳۹۲/۱۰/۲۶ھ۔(فتاویٰ محمودیہ: ۱۶۳/۶)

---

(۱) خلاصۂ سوال: ایک شخص اپنے باپ کو ہمیشہ برا بھلا کہتا رہتا ہے، سیاست بھی بہت کرتا ہے اور جھوٹ بھی بولتا ہے، اس کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص کی اقتدا درست ہے یا نہیں؟ انیس

(۲) سورة بنی إسرائیل: ۲۳۔

خلاصۂ جواب: باپ کو کسی قسم کی تکلیف دینا گناہ کبیرہ اور سخت معصیت ہے، اگر توبہ نہ کرے اور باپ سے معافی نہ مانگے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے؛ کیونکہ وہ وہ اس وقت فاسق ہے، جیسا کہ اللہ جل شانہ نے خود قرآن مجید میں اس سے متعلق ارشاد فرمادیا ہے کہ والدین کو اف تک بھی نہ کہو اور کسی بات پر ان کو مت جھڑکو؛ بلکہ ان سے نرمی سے بات کرو۔ انیس

(۳) عقوق الوالدین: قال ابن الصلاح وأقره النووی: المحرم کل فعل یتأذی به الوالد أو نحوه تأذیا لیس بالهین، الخ. (شرح السیوطی لمسلم، باب بیان الکبائر وأکبرها: ۱۰۴/۱، دار ابن عفان، انیس)

ویکره إمامة عبد وأعرابی وفاسق وأعمٰی". (الدر المختار)

"قوله: (وفاسق) من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر، والزانی وأکل الربا، نحو ذلک". (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۵۵۹-۵۶۰، سعید) (مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس)

باپ کو گالی دینے اور ستانے والے کی امامت:

سوال: ایک شخص اپنے بوڑھے باپ کو بہت ستاتا ہے، اس پر کبھی کبھی فاقہ ڈالتا ہے، جھگڑتا ہے، کبھی والد کو دھوکا بھی دیا، والد بے نمازی ہے۔ ایسے شخص کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

جب باپ غریب اور ضعیف ہو، کھانے کمانے کے قابل نہ ہو تو اس کا نفقہ بیٹے کے ذمہ ہوتا ہے، (۱) باپ اگر چہ بے نمازی اور گنہ گار ہو، تب بھی باپ کا احترام واجب اور لازم ہے، اس کو گالی دینا اور ستانا حرام ہے، (۲) جو شخص باپ کے ساتھ وہ معاملہ کرے، جو سوال میں درج ہے، وہ فاسق اور بہت بڑا گنہ گار و ظالم ہے، اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند، ۲/۱/۱۳۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیو بند۔ الجواب صحیح: سید احمد علی سعید۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶۵/۶)

استاذ کی شان میں بے ادبی کرنے والے کی امامت:

سوال (۱) عالم خالد نے عباس کو عرصہ دراز تک دینی تعلیم پڑھا لکھا کر دینِ اسلام سے آشنا کیا علم فقہ سے مفصل واقف کار کرایا، بعد ازیں اگر عباس مذکور اپنے پدر بزرگوار، یا برادر کے کہنے پر مولوی خالد کو کسی مجلس سے برخواست کر دے، زدوکوب کی دھمکی دے اور خود پیشوا بنے، کیا ایسا بے ادب شاگرد امام بن سکتا ہے، یا نہیں؟

---

(۱) قال: ويجبر الولد الموسر على نفقة الأبوين المعسرين مسلمين كانا أو ذميين، قدرا على الكسب أو لم يقدرا، بخلاف الحربيين. ولا يشارك الولد الموسر أحداً في نفقة أبويه المعسرين، كذا في العتابية". (الفتاوىٰ الهندية، كتاب النكاح، الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوي الأرحام: ٥٦٤/١، رشيدية)

(۲) قال الله تعالىٰ: ﴿وقضىٰ ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحساناً، إما يبلغن عند الكبر أحدهما أو كلاهما، فلا تقل لهما أفٍ ولا تنهرهما، وقل لهما قولاً كريماً﴾. (سورة الإسراء: ٢٣)

وقال الله تعالىٰ: ﴿وصاحبهما في الدنيا معروفاً﴾. (سورة لقمان: ١٥)

"ثم بين صفة الإحسان إليهما بالقول والفعل والمخاطبة الجميلة علىٰ وجه التذلل والخضوع ونهى عن التبرم والتضجر بهما بقوله ﴿فلا تقل لهما أفٍ﴾. ونهى عن الإغلاظ والزجر لهما بقوله ﴿ولا تنهرهما﴾ فأمر بلين القول والاستجابة لهما إلىٰ مايأمر أنه ما لم يكن معصيةً". (أحكام القرآن للجصاص: ٢٩١/٣، قديمي)

(۳) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمىٰ. (الدر المختار) قال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ "قوله: (وفاسق) من الفسق، وهو الخروج عن الإستقامة، و لعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر، والزاني وأكل الربا، إلخ". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ٥٥٩/١ ـ ٥٦٠، سعيد) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

(۲) جب تک عباس توبہ واستغفار نہ کرے، یا اپنی خطا کی اپنے استاذ سے معافی نہ مانگے، کیا اس کے پیچھے نمازِ جنازہ نمازِ عید وغیرہ پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

جس استاذ نے دین اسلام کی تعلیم دی اور علم فقہ سے مفصل واقف بنایا، وہ بہت بڑا محسن ہے، (۱) اس کا حق باپ بھائی سے زیادہ ہے، باپ بھائی، یا کسی اور کے کہنے پر استاذ کو زدوکوب کی دھمکی دینا نہایت کمینہ حرکت ہے، (۲) ایسا شخص امامت کا مستحق نہیں، جب تک نالائق حرکت پر نادم ہوکر توبہ نہ کرے اور استاذ سے معافی نہ مانگ لے، اس کو امام نہ بنایا جائے۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۳۹۶/۳/۲۶ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۶۵/۶۔۱۶۶)

استاذ کے نافرمان شاگرد کی امامت:

سوال: ایک استاذ مثلاً (زید) نے اپنے شاگرد مثلاً (عمر) کو کسی ناراضگی کی بناپر عاق کردیا، کیا عاق کرنا شرعاً کوئی حکم رکھتا ہے؟ بصورتِ دوم کیا حکم ہے اور اس شخص کو امام مسجد بنانا کیسا ہے، جائز ہے، یا ناجائز ہے؟

نوٹ: استاذ کی ناراضگی کا سبب یہ ہے کہ شاگرد اپنے استاذ کی زوجہ سے ناجائز تعلق رکھتا ہے۔

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من لم يشكر الناس لم يشكر الله". (مشكوة المصابيح، كتاب البيوع، باب الرجوع في الهبة، الفصل الثاني: ۲۶۱/۱، قديمي) (رقم الحديث: ۳۰۲۵ / سنن الترمذي، باب ماجاء في الشكر لمن أحسن إليك (ح: ۱۹۵۵) / مسند أبي يعلى الموصلي، من مسند أبي سعيد الخدري (ح: ۱۱۲۲) انيس)

(۲) اعلم أن طالب العلم لاينال العلم ولاينتفع به إلابتعظيم العلم وأهله وتعظيم الأستاذ وتوقيره، فقد قيل: ما وصل من وصل إلابالحرمة، وما سقط من سقط بترك الحرمة، وقيل: الحرمة خير من الطاعة، ألا ترى أن الإنسان لايكفربالمعصية وإنما يكفربإستخفافها وبترك الحرمة، ومن تعظيم العلم تعظيم المعلم، قال علي كرم الله وجهه: "أنا عبد من علمني حرفاً واحداً، إن شاء باع وإن شاء اعتق، وإن شاء استرق"... فإن من علمك حرفاً مما تحتاج إليه في الدين فهو أبوك في الدين ... وفي الجملة يطلب رضاه، ويجتنب سخطه، ويمتثل أمره في غيرمعصية الله". (تعليم المتعلم، تاليف الإمام برهان الإسلام تلميذ صاحب الهداية، ص: ۲۱، قديمي)

حق العالم على الجاهل وحق الأستاذ على التلميذ واحد على السواء وهوأن لا يفتح الكلام قبله ولايجلس مكانه، إلخ". (ردالمحتار، مسائل شتى: ۷۵۶/۶، سعيد)

(۳) وقد نصواعلى أن أركان التوبة ثلاثة: الندامة على الماضي، والإقلاع في الحال، والعزم على عدم العود في الاستقبال... وإن كانت عمايتعلق بالعباد... وأماإن كانت المظالم في الأعراض... فيجب في التوبة فيها مع ما قدمناه في حقوق الله أن يخبر أصحابها بما قال من ذلك ويتحلل منهم". (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۵۸-۱۵۹، قديمي)

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

عاق کہتے ہیں: نافرمان کو،شاگردصورتِ مسئولہ میں یقیناً ایسی حرکت کا مرتکب ہے کہ جو استاذ کی ناخوشی کا موجب ہے،شاگردکوایسی حرکت سے توبہ کرنا اوراستاذ کوراضی کرنا ضروری ہے،جب تک وہ توبہ نہ کرے،تب تک اس کوامام نہ بنانا چاہئے،(۱)بعدتوبہ اس کی امامت درست ہے۔(۲)فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی،معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور،۱۸/۸/۱۳۵۸ھ۔

الجواب صحیح:سعیداحمدغفرلہ۔صحیح:عبداللطیف،۲۱/شعبان/۱۳۵۸ھ۔(فتاویٰ محمودیہ:۱۶۷/۶)

والدین کے نافرمان کی امامت:

سوال:　جوشخص اپنے والدین کا نافرمان ہے،اس کے پیچھے نماز درست ہے،یانہیں؟اوراپنے ہاتھ کی کمائی میں والدین کوکچھ مل سکتا ہے،یانہیں؟اگروالدین فقیرہوں تو اولادمقدم ہے،یاوالدین؟

الجواب ــــــــــــــــ

امامت اس کی مکروہ ہے،بہ سبب فاسق ہونے کے،(۳)اورنکاح خوانی وذبیحہ اس کا درست ہے کہ وہ مسلمان ہے اوروالدین اس کے اگرمحتاج ہیں،ن کاخرچ اورنفقہ بیٹے پرواجب ہے،اپنے عیال واطفال کوبھی دیوے اوروالدین کو

---

(۱)　عن أبي أمامة الباهلي قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من علم عبداً آية فهو مولاه لا ينبغي له أن يخذله ولا يستأثر عليه فإن هو فعل قصم عروة من عرى الإسلام - وفي رواية المالیني:"من علم رجلاً" - ،الخ.(شعب الإيمان للبيهقي،فصل في تعليم القرآن (ح:۲۰۲۳)/المعجم الكبير للطبراني،محمد بن زياد الألهاني عن أبي أمامة (ح:۷۵۲۸)انیس)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمىٰ.(الدرالمختار)

"قوله:(وفاسق)من الفسق:وهوالخروج عن الاستقامة،ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمروالزاني وأكل الربا،ونحو ذلك".(الدرالمختارمع رد المحتار،كتاب الصلاة،باب الإمامة: ۵۵۹/۱-۵۶۰، سعيد)(مطلب في تكرارالجماعة في المسجد،انیس)

(۲)　﴿وهو الغفورالرحيم﴾أي لمن تاب إليه وتوكل عليه،ولو من أي ذنب كان حتى من الشرك به فإنه يتوب إليه.(تفسير ابن كثير،من تفسير سورة يونس:۲۶۱/۴،دارالكتب العلمية بيروت،انیس)

والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة،ثم الأحسن تلاوةوتجويداً للقراءة،ثم الأورع ،آه".(الدرالمختار،كتاب الصلاة،باب الإمامة:۵۵۷/۱،سعيد)

(۳)　ويكره تقديم الفاسق أيضاً لتساهله في الأمورالدينية .(غنية المتملي،ص:۳۵۱، ظفير)(باب الإمامة وفيها مباحث،انیس)

بھی دیوے، سب کا نفقہ اس پر لازم ہے: **وتجب علٰى موسر (إلٰى قوله) النفقة لأصوله الفقراء ولو قادرين على الكسب، إلخ.** (الدر المختار) (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۳۰۷)

منکرات سے نہ بچنے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے کی امامت:

سوال: بکر پہلوانوں کی کشتی میں - جہاں ڈھول وغیرہ منکرات ہوں - جاتا ہے اور میلوں میں - جہاں ہر قسم کے افعال قبیحہ ہوں - جاتا ہے، تماشہ دیکھتا ہے، تارک جماعت ہے اور بکر نے اپنے داماد عمر کو ورغلا کر اور بہکا کر اس کے والد زید کا عاق اور نافرمان بنادیا ہے، یہاں تک کہ عمر نے اپنے والد کو مارا، حالانکہ نکاح سے پہلے عمر زید کا بہت تابعدار تھا اور بکر نے اپنے داماد عمر کو باپ سے معافی مانگنے سے روکا اور علم دین حاصل کرنے سے بھی روک دیا، کیا بکر و عمر کو امام بنانا درست ہے، یا نہیں؟ اور عمر اپنے والد زید کا عاق ہے، یا نہیں؟

الجواب ــ

عمر اس صورت میں موافق بیان سائل کے اپنے باپ کا عاق اور نافرمان اور شرعاً فاسق وعاصی ہے، پس امام بنانا اس کا حرام ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہے، اسی طرح بکر جو عمر کو عقوق والدین پر آمادہ کرتا ہے اور منکرات شرعیہ کا مرتکب ہے، فاسق ہے، (۱) اس کو امام بنانا حرام ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ علامہ شامی نے فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہونے اور فاسق کو امام بنانے کی حرمت کی دلیل میں یہ لکھا ہے کہ فاسق از روئے احادیث واجب الاہانت ہے اور اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے؛ اس لیے امام بنانا اس کو حرام ہوا۔ عبارت شامی کی یہ ہے:

أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم بأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً، إلخ. (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۱۲۹-۱۳۰)

باپ کا جنازہ نہ پڑھنے والے امام کی اقتدا کا حکم:

سوال: ایک امام مسجد اپنے والدین سے بوجۂ دنیاوی معاملات ناراض ہے اور اس ناراضگی کی بنا پر اس کے دوسرے بہن بھائی بھی اس سے لاتعلق ہوں، پھر اس امام نے اپنے والد کے مرض الوفات میں نہ تو اس کی عیادت کی اور نہ دوسرے بھائیوں کے ڈر کی وجہ سے اس کی نماز جنازہ میں شرکت کی تو اس کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟

(۱) الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، باب النفقة: ۲/۹۳۱-۹۳۳، ظفير

(۲) ﴿وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب﴾ (سورة المائدة: ۲، انيس)

(۳) رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفير (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

الجواب

والدین سے ناراض ہونا امر قبیح ہے، پھران کی عیادت اور جنازہ میں شریک نہ ہونا یہ اقبح القبائح ہے؛ لیکن اگر کسی شرعی امراور جائز کام کی وجہ سے بیٹا اپنے باپ سے ناراض ہو تو اس کے پیچھے اقتدا درست ہے، البتہ اگر وہ کسی غیر شرعی امر یا شرعی امور میں حد سے تجاوز کر کے باپ کے حق میں کوتاہی کرتا ہے تو بوجہ فسق ہونے کے اس کی اقتدا مکروہ ہے۔(۱)

قال ابن عابدين تحت هٰذاالقول(يكره إمامة عبد و أعرابى وفاسق أعمٰى):أى من الفسق:وهو الخروج عن الاستقامة،ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزانى وآكل الرباء ونحو ذلك.(رد المحتار: ١/٥٦٠)(۲)(فتاویٰ حقانیہ:۳/۱۵۰-۱۵۱)

استاذ کی بے حرمتی کرنے والے کی امامت:

سوال: گل بابا نے مولوی ثناء اللہ سے ایک کتاب حدیث کی اور ایک فقہ کی پڑھی، اس کے بعد گل بابا نے کسی بات پر اپنے استاذ مذکور کو گالیاں دیں اور بُرے الفاظ کہے، بعد چندے مولوی صاحب نے وفات کی، اب گل بابا کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

اب جبکہ گل بابا کا استاذ مذکور فوت ہو گیا ہے تو گل بابا سے کہا جاوے کہ اپنے استاذ مذکور کے لیے دعا کرے اور جو کچھ بے ادبی وگستاخی اس سے ہوئی، اس سے توبہ کرے اور استغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف فرما دیوے گا اور استاذ بھی خوش ہو جاوے گا اور بعد توبہ کے امامت گل بابا کی بلا کراہت درست ہے۔

درمختار میں ہے کہ اگر فاسق ومبتدع کے پیچھے نماز پڑھے گا تو بزرگی اور ثواب جماعت کا اس کو ملے گا اور شامی میں

---

(۱) ﴿وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا﴾(سورة الإسراء:٢٣،انيس)

﴿ووصينا الإنسان بوالديه حسنا وإن جاهداك لتشرك بى ما ليس لك به علم فلا تطعهما﴾(سورة العنكبوت:٨،انيس)

عن على رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال:لا طاعة فى معصية الله عزوجل.(مسند البزار، ومما روى سعد بن عبيدة عن أبى عبدالرحمن عن على (ح:٥٨٦)/وفى رواية أبى يعلى الموصلى فى مسنده عن على رقم الحديث:٢٧٩ بلفظ:"لا طاعة لبشر فى معصية الله"،انيس)

(۲) كتاب الصلاة،باب الإمامة،مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، انيس

وفى الهندية: تجوز إمامة الأعرابى والأعمٰى والعبد وولدالزناء والفاسق،كذا فى الخلاصة، إلاأنها تكره، هٰكذافى المتون.(الفتاوىٰ الهندية.باب الإمامة الفصل الثالث: ١/٨٥)

ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ عبارت درمختار کی یہ ہے:

صلّٰی خلف فاسق ومبتدع نال فضل الجماعة،إلخ. قال فی الشامی:أفاد أن الصلاة خلفهما أولٰی من الانفراد،إلخ. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۱۱۶)

استاذ کی ہتک کرنے اور تصویر کھینچوانے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنے پاس اپنے پیر؛ یعنی مرشد کی تصویر رکھی ہوئی ہے، صورت رکھنے کی یہ ہے کہ محض زیارت مقصد ہے؛ یعنی کبھی نہ کبھی چوم لیتا ہے، اس کے بارے میں علماء دین کیا فرماتے ہیں؛ یعنی اپنے مرشد کی تصویر کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے، یا نہیں؟

دیگر عرض یہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنے استاد صاحب کو گالیاں دی ہیں اور اس پر طعن و تشنیع کرتا ہے؛ یعنی برا سمجھتا ہے، کیا ایسے شخص کی امامت ہوسکتی ہے، یا نہیں؟ شاگرد کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے، یا نہیں؟ کیوں کہ شاگرد استاد کو گالیاں دیتا ہے، نیز جو شخص اپنے مرشد کی تصویر رکھتا ہے، اس کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے، وہ امامت کراسکتا ہے، یا نہیں؟

(المستفتی:عبدالرؤف)

الجواب

عن عبد اللّٰہ ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال:سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: أشد الناس عذاباًعندا للّٰہ المصورون. {متفق علیہ}(۲)

تصویر بنانا اور کھینچنا اور کھینچوانا شریعت میں حرام ہے، لہذا شخص مذکور کے پیچھے نماز مکروہ ہے، بلا وجہ اپنے استاد عالم دین کی مخالفت کرنا اور عداوت اور توہین کرنا معصیت ہے۔

شامی میں ہے:

"قال الزندویستی:حق العالم علی الجاهل وحق الأستاد علی التلمیذ واحد علی السواء". (۳)

(۱) ردالمحتار،باب الإمامة:۱/۵۲۵، ظفیر (البدعة خمسة أقسام،انیس)

(۲) مشکوٰة،کتاب اللباس،باب التصاویر،الفصل الأول (ح: ۴۴۹۷)ص:۱۲۷۴،المکتب الإسلامی/صحیح البخاری، باب عذاب المصورین یوم القیامة (ح: ۵۹۵۰)/صحیح لمسلم،کتاب اللباس والزینة،باب تحریم تصویر صورة الحیوان (ح:۲۱۰۹)/مسند البزار،عبد اللّٰہ بن مرة وغیرہ من أصحاب مسروق عن مسروق عن عبد اللّٰہ (ح:۱۹۶۴)،انیس

(۳) ردالمحتار،کتاب الخنثٰی،مسائل شتٰی:۱۰/۴۸۷،المکتبة العلمیة،انیس

گالی بکنا فی نفسہٖ معصیت ہے اور پھر استاد کو گالیاں دینا تو اور برا ہے، پس شخص مذکور اگر فعل بد سے توبہ تائب نہ ہو تو اس کو امام بنانا نہیں چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان / الجواب صحیح: محمد عفا اللہ عنہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۳۴۴) ☆

اپنے استاذ عالم دین کی بے عزتی اور توہین کرنے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنے ایک استاذ، جو عالم دین بھی ہے، کی دنیاوی لالچ کی وجہ سے بے عزتی اور توہین کرتا ہے، کیا یہ شخص اس جزئیہ فقہیہ کے تحت داخل نہیں ہے کہ "**من أهان عالماً بغير سبب خيف عليه الكفر**"؟ اور اس سلسلہ میں یہ شاگرد عاق ہے، یا نہیں؟ اور اس کی امامت جائز ہوگی، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(**المستفتی**: حافظ ہدایت الرحمٰن مالکی صوابی۔ ۱۲/ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ)

الجواب

عالم سے علم دین کی وجہ سے عداوت کرنا موجب کفر ہے، ذاتیات کی وجہ سے عداوت کفر نہیں ہے، (۱) البتہ "**سباب المسلم فسوق**" (۲) کی بنا پر یہ شخص فاسق ہے اور ایسے شخص کے پیچھے اقتدا مکروہ تحریمی ہے، (۳) جب کہ

☆ **استاذ کی بددعا والے شاگرد کی امامت:**

سوال: ایک امام مسجد نے اپنے شاگرد کو کسی ذاتی تنازع کی بنا پر (زمین کا تنازع) بددعا دی اور چند بعد پیش امام کا انتقال ہو گیا اور شاگرد اسی مسجد میں پیش امام بن جاتے ہیں، اب مقتدیوں میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس (موجودہ امام) کو استاذ کی بددعا ہے؛ اس لیے اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی، جبکہ دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ نماز ہو سکتی ہے، جبکہ اس گاؤں میں دوسرا کوئی شخص نماز پڑھانے کے لائق اور قابل ہی نہیں ہے۔

الجواب

استاذ کی بددعا اگر بے وجہ تھی تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے اور اگر معقول وجہ کی بناء پر تھی تو شاگرد کو استاذ کے لیے بلندی درجات کی دعاء کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگے، نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۴۴۳)

(۱) **قاله الملا علي القاري: من أبغض عالماً من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر قلت: الظاهر أنه يكفر؛ لأنه إذا أبغض العالم من غير سبب دنيوي أو أخروي فيكون بغضه لعلم الشريعة ولاشك في كفر من أنكره فضلاً عمن أبغضه.** (شرح فقه الأكبر لملاعلي قاري، ص: ۱۷۳، فصل في العلم والعلماء)

(۲) **عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "سباب المسلم فسوق وقتاله كفر".** (الصحيح لمسلم: ۱/۵۸، كتاب الإيمان) (رقم الحديث: ٦٤، انيس)

(۳) **قال العلامة الحصكفي رحمه الله: ويكره إمامة عبد وفاسق وأعمٰى.** ==

قوم میں اس شخص سے نیک لوگ موجود ہوں اور عاق کا بھی یہی حکم ہے۔ (ماخوذ از شرح الفقه الأكبر والبحر الرائق)
وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ:۲/۴۲۳) ☆

== قال ابن عابدين: (قوله: أي غير الفاسق) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً ولا يخفىٰ أنه إذا كان اعلم من غيره لا تزول العلة فإنه لايؤمن أن يصلي بهم بغير طهارةٍ فهو كالمبتدع تكره إمامته بكل حال بل مشىٰ في شرح المنية علىٰ أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱/۱٤۱٤، مطلب البدعة خمسة أقسام، باب الإمامة)

☆ والد اور استاذ کی اہانت کرنے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید، عمر اور بکر تین بھائی ہیں، ان میں سے زید سند یافتہ عالم ہے اور شادی شدہ بھی ہے، جب کہ بکر اور عمر گھر پر نہیں ہوتے؛ بلکہ کاروبار کے سلسلے میں سفر پر ہوتے ہیں، بکر اور عمر نے زید کے ساتھ یہ فیصلہ کیا تھا کہ والدین کا خرچہ مشترکہ طور پر ادا کریں گے؛ لیکن زید کا رویہ والدین کے ساتھ بہت توہین آمیز ہے، جب کہ زید اپنے والد کا شاگرد بھی ہے، زید نے ضعیف العمر والدین کو گھر سے نکال کر تھپڑ مارے اور چائے کا پیالہ بھی زور سے انڈیل دیا، زید والدین کو گھر میں عزت کے ساتھ روٹی وغیرہ بھی نہیں دیتے، اپنے والد کو ہر بات پر ٹوکتا ہے اور برا بھلا کہتا ہے، سوال یہ ہے کہ اس قسم کے آدمی کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: مولانا غلام حیدر لنڈا احمد خیل بنوں، ۱۲/صفر ۱۳۹۲ھ)

الجواب

بشرط صدق مستفتی زید عاق اور فاجر ہے، اس کے پیچھے اقتدا مکروہِ تحریمی ہے، لحديث الكبائر ومنها عقوق الوالدين. (عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الكبائر الاشراك بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس، رواه البخاري، وفي رواية أنس وشهادة الزور بدل اليمين الغموس، متفق عليه. (مشكوة المصابيح: ۱/۱۷، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول) وفي منحة الخالق قال الرملي ذكر الحلبي أن تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم (هامش البحر الرائق: ۱/۳٤۹) (منحة الخالق علىٰ هامش البحر الرائق: ۱/۳٤۹، باب الإمامة)

نوٹ: اگر قوم اس سے بدتر ہو تو اقتدا مکروہ نہیں ہے۔ (بحر) (قال العلامة ابن نجيم: وينبغي أن يكون محل كراهة الاقتداء بهم عند وجود غيرهم وإلافلا كراهة لما لايخفىٰ (البحر الرائق: ۱/۳٤۹، باب الإمامة) وهو الموفق

(فتاویٰ فریدیہ: ۲/۴۲۵-۴۲۶)

استاذ سے عاق کی نماز اور امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص اپنے استاذ اور پیش امام جو آباء واجداد سے یکے بعد دیگرے علم دین کی تعلیم دے رہا ہے، اس شخص نے بھی نماز اور قرآن اس استاذ سے سیکھ لیا ہے اور استاذ امامت کے جملہ حقوق ادا کرتا رہا ہے اور عالم دین سے واقف ہے تو بلاقصور شرعی استاذ کو گالیاں دینا، ناجائز بکواس کرنا، تحقیر کی نظر سے دیکھنا اور ان کے خلاف پروپیگنڈے کرنا وغیرہ عندالشرع اس شخص کا کیا حکم ہے؟ استاذ نے اسے عاق بھی کیا ہے، کیا اس کی نماز وغیرہ عبادات قبول ہیں، یا نہیں، اس کی امامت کرنے کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔　(المستفتی: نامعلوم) ==

ناجائز معاملہ پر والدین سے ناراض بیٹے کی اقتدا جائز ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک پیش امام اپنی والدہ سے ناراض ہے، اس کو قوم کہتا ہے کہ والدہ سے راضی نامہ کرلے، یا معافی طلب کرے؛ لیکن وہ نہ راضی نامہ کرنا چاہتا ہے اور نہ معافی طلب کرتا ہے، جب کہ ماں کا بیان یہ ہے کہ ''واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ میرا بیٹا فلاں ولد فلاں قوم......سکنہ......ناراض ہوکر کسی کے مکان میں چلا گیا ہے اور میرے خاوند کو فوت ہوئے آٹھ سال ہوگئے ہیں، ان آٹھ سالوں میں اس نے میری کوئی امداد نہیں کی، پچھلے سال وہ گھر آیا، ہم نے جرگہ بٹھا کر اس کو کہا اور وہ ناراض ہوکر کسی کے مکان میں چلا گیا، اب وہ کہتا ہے کہ میں والدہ سے ناراضی ہی رہوں گا، اگر آپ نے میرا اور والدہ صاحبہ کا راضی نامہ کرنا ہے تو میرا گوشت کاٹ کر بوری میں ڈال کرلے جائیں اور میں دندہ مانی سے معافی نہیں مانگوں گا، وغیرہ''۔ اس صورت میں ایسے بیٹے کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: مولوی محمد غنی راولپنڈی، ۲۲/۱۱/۱۹۶۹ء)

الجواب

بعض فتاویٰ مثلاً فتاویٰ نور الہدیٰ، ص: ۳۸۶ میں مسطور ہے کہ استاذ سے عاق کی نماز امامت عبادات نامنظور ہے اور دنیا سے بے ایمان جائے گا، حیث قال:

وينبغي للمتعلم أن يعظم أستاذه؛ لأن في تعظيمه بركة ومن لم يعظم أوشتم فهو عاق ولا تقبل صلاته ولا إمامته ويعزر ويشهر وعليه الفتوى في زماننا ثم قال بعد أحرف: وتسقط عدالته ولا يعتبر قوله ولا يعمل بفتواه لو كان مفتياً.

(وقال أيضاً:) لا يحل ذبيحة العاق ولا إمامته؛ لأنه يصير مرتداً في الحال ومثواه في النار، انتهى.

لیکن یہ احکام چونکہ نہ دلیل شرعی سے ثابت ہیں اور نہ کسی معتبر کتاب سے منقول ہیں، لہٰذا ایسے احکام، (**على تقدير الثبوت**) سد باب اور تعزیر پر محمول کئے جائیں گے اور حقیقت یہ ہے کہ عاق فاسق ہے، اس کے پیچھے اقتدا مکروہ ہے، (**قال العلامة ابن عابدين: وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه كراهة تحريم؛ بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً ولا يخفى أنه إذا كان أعلم من غيره لا تزول العلة فإنه لا يؤمن أن يصلي بهم بغير طهارةٍ فهو كالمبتدع تكره إمامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا قال ولذا لم تجز الصلاة خلفه أصلاً عند مالك ورواية عن أحمد فلذا حاول الشارح في عبارة المصنف وحمل الاستثناء على غير الفاسق) والله أعلم. (رد المحتار هامش الدر المختار: ۱/ ٤١٤، قبيل مطلب البدعة، خمسة أقسام)** واجب التعزیر ہے اور عاق پر ضروری ہے کہ استاذ کو راضی کرے اور اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگے۔ **والدليل على التعزير ما في الدر المختار وللشاب العالم أن يتقدم الشيخ الجاهل وقال الرملي: فالمتقدم ارتكب معصية فيعزر. (رد المحتار: ٥/ ٤٩٨)**

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

آپ نے کوئی تفصیل نہیں بتائی ہے کہ ناراضگی کی وجہ کیا ہے، لہٰذا تعلیقی جواب دیا جاتا ہے؛ یعنی اگر والدہ کے جائز معاملہ سے یہ ناراضگی ہو تو فسق کی وجہ سے اس کے پیچھے اقتدا مکروہِ تحریمی ہے، (۱) اور اگر والدہ کے کوئی ناجائز معاملہ سے ناراضگی ہو تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے، لحدیث: " **لا طاعة للمخلوق فی معصیة الخالق**". (۲) **وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ: ۲/۴۳۰-۴۳۱)

عاق کے پیچھے اقتدا کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب، جو ہمارا پیش امام ہے، اپنے والد سے لڑ پڑا، والد نے بیک وقت طلاق ثلاثہ ڈالدیں کہ یہ بیٹا مجھ سے عاق ہے، کیا اب اس عاق شدہ امام صاحب کے پیچھے نماز درست ہے؟ بینوا توجروا۔

(**المستفتی**: ڈاکٹر ظہور محمد واڑی ضلع دیر، ۱۹۸۳/۸/۳۱ء)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

عاق کے پیچھے اقتدا مکروہ ہے؛ (۳) لیکن اس کے پیچھے اقتدا انفراد سے افضل ہے۔ (شامی وغیرہ) (۴) **وهو الموفق**

(فتاویٰ فریدیہ: ۲/۳۸۱-۳۸۲)

== (قال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه: (قوله: وللشاب العالم أن يتقدم) لأنه أفضل منه ولهٰذا يقدم في الصلاة وهي أحد أركان الإسلام وهي تالية الإيمان زيلعي وصرح الرملي في فتاواه بحرمةٍ تقدم الجاهل علٰى العالم حيث أشعر نزول درجته عند العامة لمخالفة لقوله تعالٰى: ﴿ يرفع اللّٰه الذين آمنوا منكم والذين أوتوا العلم درجات ﴾ إلٰى أن قال وهٰذا مجمع عليه فالمتقدم ارتكب معصية فيعزر (ردالمحتار: ٥/٥٣٣، مسائل شتٰى قبيل كتاب الفرائض)

خلاصہ ہے کہ بشرط صدق وثبوت یہ شخص فاسق اور واجب التعزیر ہے۔ وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲/۴۱۳-۴۱۴)

(۱) قال العلامة الحصكفي رحمه اللّٰه: و يكره إمامة عبد و أعرابي و فاسق و أعمٰى و مبتدع.

قال ابن عابدين: تكره إمامته بكل حال بل مشٰى في شرح المنية علٰى أن كراهة تقديم كراهة تحريم. (رد المحتار مع الدر المختار: ١/٤١٤، قبيل مطلب البدعة خمسة أقسام، باب الإمامة)

(۲) مشكٰوة المصابيح: ١/٣٢١، الفصل الثاني، كتاب الإمارة (المعجم الكبير للطبراني، هشام بن حسان عن الحسن عن عمران بن حصين (ح: ٣٨١) انيس)

(۳) لأن العقوق من الكبائر وفي الحديث عن عبد اللّٰه بن عمرو قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الكبائر الاشراك باللّٰه وعقوق الوالدين إلخ. (مشكٰوة المصابيح: ١/١٧، باب الكبائر، الفصل الأول)

(۴) قال العلامة الحصكفي رحمه اللّٰه: صلٰى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة. ==

حاصلات میں حصہ مانگنے کے لئے والدہ کا بیٹے کو عاق کرنے والے کی امامت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کا والد فوت ہوا ہے اور والدہ، دو بہن اور تین بھانجے اس کے ذمہ رہ گئے ہیں، اس آدمی نے والدہ اور بہنوں کو جائیداد میں حصہ بھی دیا ہے، اب امامت کے جو حاصلات ہیں، اس میں ان کا حصہ بنتا ہے، یا نہیں؟ باوجود یکہ گاؤں کے معززین اور ممبران نے اس آدمی پر تین ہزار پانچ سو روپیہ رکھ دئے کہ اپنی والدہ کو دیدیں، اب اس آدمی کی بہن اور بھانجے والدہ کو بھڑکاتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو عاق کر دیں اور ساتھ یہ بھی کہہ دیں کہ میں تم کو دودھ نہیں بخشتی، کیا ان الفاظ سے یہ آدمی عاق ہوگا، یا نہیں؟ اب عوام بھی بگڑ گئے ہیں کہ ان کو والدہ نے عاق کر دیا ہے، لہٰذا اس کے پیچھے اقتدا درست نہیں، کیا واقعی ان کی اقتدا درست نہیں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: سید روخان شکر پورہ پشاور، ۲۹/ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ)

الجواب

منصب امامت کوئی جائیداد نہیں ہے اور نہ ترکہ ہے، حتی کہ اس میں والدہ کا حصہ بھی ہو، یہ محض خلافت ہے، البتہ اگر اس شخص کے والد کو کوئی ملکانہ بطور ملک کے دیا گیا ہو، اس میں ورثہ کا حصہ ہوگا اور اگر یہ ملکانہ بطور ملک کے نہ دیا گیا ہو اور اوقاف مسجد سے ہو تو اس میں ماسوائے موجودہ امام کے دیگراں (اس امام کی والدہ اور ہمشیرہ گان) کا کوئی حق نہیں ہے۔

ملاحظہ: صورت اولیٰ کی تقدیر پر والدہ کی ناراضگی برمحل ہے اور صورت ثانیہ کی تقدیر پر بے محل ہے، (۱) اور یہ بیٹا عاق نہیں ہے۔ **وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ: ۲/۳۴۷)

☆ ☆ ☆

== قال ابن عابدين: (قوله: نال فضل الجماعة) أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد. (الدر المختار مع ردالمحتار: ۱/۵۱ ٤، مطلب في إمامة الأمرد، باب الإمامة)

(۱) قال العلامة: ملاعلى قارى: (قوله: عقوق الوالدين) أى قطع صلتهما ماخوذ من العق وهو الشق والقطع والمراد عقوق أحدهما قيل: هو ايذاء لايتحمل مثله من الولد عادة وقيل: عقوقهما مخالفة أمرهما فيما لم يكن معصية. (هامش مرقاة على المشكوة المصابيح: ۱/۱۷، باب الكبائر وعلامات النفاق)

وفى منهاج السنن: (قوله: عقوق الوالدين) أى قطع صلتهما وايذاء هما وملخصه ارتكاب أمر يؤذيهما ولايتحمل مثله من الولد، والعقوق حرام إلا إذا كان فى طاعتهما معصية الخالق أو كان فيها تغير الشرع، والعاق فاسق فيجرى عليه ما يجرى على الفاسق. (منهاج السنن شرح جامع السنن: ۲/۳، باب ما جاء فى التغليظ فى الكذب والزور)